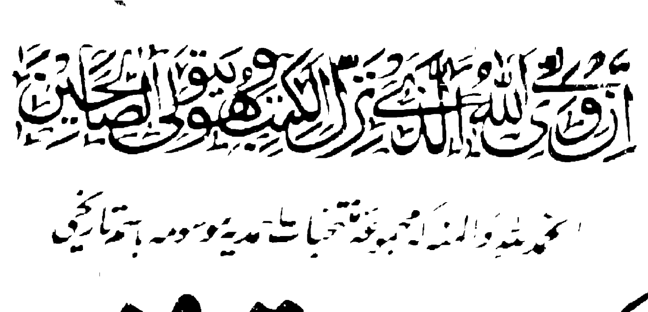




یعنی

لب لباب مثنوی مولانا رومؒ و مثنوی شریف خواجہ باقی باللہ
مثنوی شریف معدن فیض و مثنوی شریف غریب نامہ

مع



مولفہ

پیشوای عارفان امام العلم مرشدی حضرت مولوی احمد حسن خان صاحب قادری نقشبندی چشتی مدظلہم العالی
مصنف عوامل احمدیہ و متن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ و معارف احمدیہ
کمترین تلامذہ خواجہ نصیر الدین و میر مرزا علی خان و صوفی غلام محمد احمدی حیدرآبادی نے



فہرست مضامین مجموعۂ ہذا

قصیدہ در منقبت جنید وقت و بایزید دوران قطب زمان مولای و مرشدی حضرت والدی حاجی حافظ محمد عباس علیخان صاحب قبلہ قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

مصنفہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا نذیر احمد خاں صاحب الفت رامپوری در ١٣٢٨ھ

تمنا ہی بنون محتاج اک مخدوم دنیا کا ۔ نکالون جو صلہ کچھ مین بھی اس قلب پر ارمان کا

خبیر سر عرفانی عارف راز پنہانی ۔ سراپا شان سبحانی نہیں کچھ دخل امکان کا

لطائف لطف سے پر تھی خفی اخفی و سر و روح ۔ چمکتا قلب مین اونکے ہمیشہ نور عرفان کا

وہ ذاکر تھے ہو مشغول کہ تحت الفوق تک بھی ۔ مکمل تھا ظلال اور صفات کا اسرار یزدان کا

کمالات رسالت اور الوہیت مین فائز تھے ۔ پڑا تھا خوب پرتو اونپہ مرزا جان جانان کا

غرض تھے عارف کامل وہ تھے واصل بذات حق ۔ یہی انجام ہونا چاہیے عارف کے عرفان کا

تو اہی ہاتھ ہمنے جب اونکے دست اقدس مین ۔ ہوا ہی ہم پہ سایہ بوبکر کا شاہ مردان کا

چلی جب باد صرصر ہو گیا برباد گلدستہ ۔ جدا اس سے ہو گیا اور سوم ہے ہر پتہ گلستان کا

بیان وصف کیونکر ہو سکے عباس علی خان کا ۔ بظاہر شکل انسانی بباطن نور یزدان کا

خدا و مصطفیٰ بحق ہمارے فعل اللہ تعالیٰ ہم ۔ کرے توصیف کچھ اونکی نہیں مقدور انسان کا

مراقب تھے وہ ہر دم ہر گھڑی بیچون و بیچگون ۔ خدا کے ذکر سے معمور تھا دائرہ امکان کا

مراقب ظاہر و باطن یُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۔ ولایت تھی اونہیں حاصل ہو تھا فضل رحمان کا

حقیقت جانتے تھے معرفت کیا شے ہے وہ ۔ سلوک لاتعین مرتبہ تھا اونکے عرفان کا

حیات و موت یکسان ہوتی ہے اللہ والوں کی ۔ نسبت دریافت کرتا کون ہے گور غریبان کا

تماشا ہمنے دیکھا ہے کہ ریش مبارک کا ۔ رہا ہر گز نہ امکان ہم کو کچھ بھی سنبھلنا انکا

کہیں کیا کیفیت قلم کی کچھ خبر ہم کو نہیں تھی ۔ عجب بھی طرح کا ہی حال اس قلب پریشان کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف ۔ یہہ امر ظاہر ہے کہ صوفیاء عارفین اولیاء کاملین کا فیضانِ صحبت ایک گرانمایہ دولت اور عزیز الوجود نعمت ہے ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا | گو نشین اندر حضورِ اولیاء
یک زمانے صحبتے با اولیاء | بہتر از صد سالہ طاعت بی ریا

اُنہین کی ذات بابرکات عالم کا مدار ہے اِنہی سے قلوبِ عاشقین کو احیا اور دیدۂ مشتاقین کو انجلا نصیب ہوتی ہے ؎

ہین کہ اسرافیلِ وقتند اولیاء | مردہ را زایشان حیاتست و نما | اولیاء را در درون ہم نغمہاست | طالبان را زو حیاتِ بیبہاست
نشنود آن نغمہا را گوشِ حس | کز ستمہا گوشِ حس باشد نجس | جانہا ــ مردہ اندر گورِ تن | بر جہد ز آوازشان اندر کفن

فی زمانہ چونکہ رطب و یابس مجتمع اور حق و باطل ملتبس ہے اصلی ایسے بزرگونکا وجود باجود عنقا اور اونکی شناخت مشکل ہوگئی ہے لہذا بمضمون ؎

فیضِ صحبت نیست جز فیضِ کلام | مبدء فیاض کرد این رسم عام

اولیاء اللہ کی ملفوظات اور اونکی تصانیف کو جو درحقیقت آیاتِ بینات وکلماتِ طیبات ہین مؤلف عفی عنہ نے اونکی صحبت کا قائم مقام جانکر جابجا ابیاتِ مثنویات قدیمہ بہم کین اور حالاتِ مصنفین بطور تذکرہ فراہم کرکے اس مجموعہ مین شریک کردیے ہین واللہ ولی التوفیق ۔ مؤلف عفی عنہ ۔

حالات حضرت مؤلف مدظلہ العالی مرتبہ فدوی میر لیاقت علیخان حیدرآبادی منصبدار سرکار عالی

آپکی تاریخ ولادت ۴ شعبان ۱۲۸۶ھ شب دوشنبہ وقتِ تہجد اور مولد مقام امروہہ ضلع مرادآباد شمالی ہند ہے ۔ وہین آپنے علوم ظاہری معقول و منقول حدیث و تفسیر فقہ و اصول ۔ ادب و معانی حکمت و فلسفہ منطق و ریاضی فصاحت و خطاطی کی تحصیل فرمائی ۔ اکثر کتب درسیہ آپکو ازبر مستحضر ہین ۔ دینیات اور ادب سے آپکو خاص دلچسپی ہے ۔ عربی فارسی نظم و نثر مسجع و مقفی نہایت ہی فصیح و بلیغ فی البدیہہ آپ تحریر فرماتے ہین ۔ کئی کتابین مختلف علوم مین آپنے تصنیف فرمائی ہین ۔ آپکے اخلاق سبحان اللہ اخلاق محمدی صلعم ۔ خدا تعالی نے انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر آپ مین بھردی ہے اور اعلی ادنی یگانہ بیگانہ سب سے عاجزانہ آپ ملتے ہین ؎

فروتنی ست دلیلِ رسیدگانِ کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

آپنے علم باطنی متعدد شیوخ سے حاصل فرمایا اولاً بتاریخ ۲۵ رجب ۱۳۰۳ھ روز سہ شنبہ بعد ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد عباس علیخان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہی سے بیعت توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۳۱۶ھ شب جمعہ بعد مغرب بعد تکمیل سلوک تینون طریقوں مین خلافتنامہ پائی اور اب آپکا فیضان جاری ہے ۔ آپکی قلیل صحبت مین سلطان الذکر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آپکی نسبت عالی اور الطف ہے ؎

نسبتش ارفع و قوی اثرش | اہلِ دل مے کند بیک نظرش

مختلف الاستعداد لوگونکو ایک وقت مین علیحدہ علیحدہ مقام کی توجہ آپ پہونچاتے ہین سلوک و جذب صحو و سکر اسکے اہل کو پہونچاتے ہے ۔ اتباعِ شرع شریف پیروی سنت سنیہ اجتناب بدعات نامرضیہ آپکے شعار مین داخل ہے **قطعہ**

مرد درویش بے شریعت اگر | بپرد بر ہوا مگس باشد
یا چو کشتی روان شود بر آب | تو یقینش بکن کہ خس باشد

اسپر لطف یہ ہے کہ اورون پر آپ معترض نہین ہین ؎

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپکے پاس بیٹھنے سے بلا سبب کئے لوگونکے مرض دفع ہوجاتے ہین ۔ نادر بات یہ ہے کہ سب سے پہلے آپکے مریدین کا لطیفہ اخفی جاری ہوتا ہے اوسکے بعد دوسرے لطائف اور گاہے گاہے آپکی خدمت مین دیکھا گیا ہے کہ ذکر بلکہ نسبت لوگونکی گم ہوجاتی ہے جو خصائص محمدیہ صلعم سے ہے جسکا باعث خاص اتباعِ سنتِ سنیہ ہے ۔ اکثر آپ نام و نشان سے

اگر زیادہ کی ہمنے کبھی ایام مستی مین
بحمد اللہ کہ صاحبزادۂ عالی تبار ہے
طریقہ کی بزرگوں نے دعا کر نذیر احمد

تو اُٹھکر عرش پہ پہنچیگا ہر پارہ گریبان کا
پڑا ہے پرتو انوار اُسکے راز پنہان کا

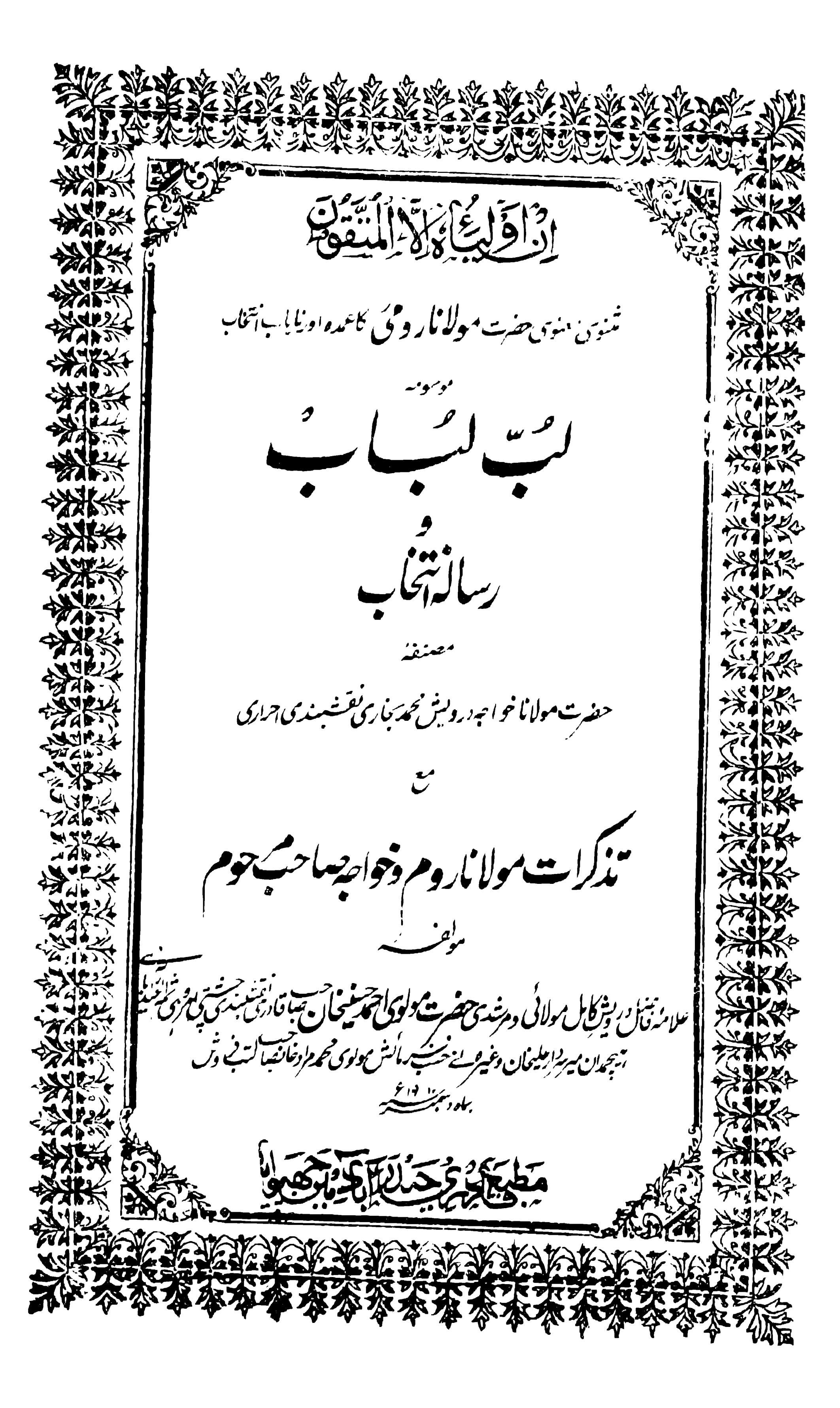
مشاغل مین اگر مقتول ہوے نفس امارہ
گریبان جب نکلین مرادین ہون جمیع حاصل

تو ہرگز غم نہوگا پھر کبھی شیر نیستان کا
کبھی اس سمت آ برسے اگر وہ ابر نیسان کا
طفیل اُنکے بھرے بلہ آلہی میرے دامان کا

صحت نامہ سوانح عمری حضرت مولانا روم رح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۲۳	شعشعۂ	شعشعۂ	۱۷	۱۱	لزو	زو	۲۴	۴	خلفہ	خلیفہ	۲۵	۷	مزن	بزن
صحت نامہ مجموعۂ ھذا															
۴	۱۲	دہوتی	دہلوی	۴	۱۰	ومنقاد	منقاد	۷	۳	آوردہم	آوردم	۷	۱۹	کوز	کوزہ
۹	۵	نگردہ	نگردد	۵	۱۰	در	ور	۱۰	۵	خضرت	حضرت	۱۰	۱۶	دفن	دفن
۱۳	۱۳	وجوہ	وجود	۱۰	۱۷	شکستہ	شکستہ	۱۶	۶	بیاین	بآیین	۲۲	۱۴	ست	ہست
۲۳	۹	گل	گُل	۳۱	۱۱	سُر	وسر	۳۵	۴	دربیابد	درنیابد	۳۵	۱۶	لقمہای	لقمہائی
۴۱	۸	وگدونہا	وگرد نہا	۳۳	۱۷	حاضر	ظاہر	۴۶	۶	بریق	ابریق	۴۷	۴	عاشق	آتش
۴۷	۷	اضطلاب	اصطرلاب	۴۹	۱۲	شود	شوو	۵۵	۸	بارشان	یارشان	۷۳	۲	ودو	ددو
۸۰	۴	ابصر	اصبر	۹۰	۱۵	دوم	دام	۹۰	۱۶	دراز	دراز	۹۱	۱	دہد	بدہ
۱۰۱	۱۶	رہ	دہ	۱۲۷	۱۳	بای	بابای	۱۳۴	۱۳	میسرنند	میزنند	۱۴۵	۱۶	ہیجہ	ہیچون
۱۴۲	۱۱	بدان	بدران	۱۵۰	حاشیہ	باب ۵ درحرص	باب ۵ درحسد	۱۵۱	حاشیہ	باب ۵ درحرص	باب ۵ درحسد	۱۶۰	۴	ومیت	اومیت
۱۶۵	حاشیہ	ب ہہ	ب ہہ ب ۴۴	۱۸۰	۱۱	دیدہ	دیدو	۲۰۵	۱۳	صدر	صد	۲۰۸	۱۴	رانا	راند
۲۱۰	۱۴	سگین	سنگین	۲۱۸	۱۲	باتفقن	بالفقن	۲۲۱	حاشیہ ۹	گزد	سزد	۲۲۸	۲	نعمایت	نعمات
۲۵۴	حاشیہ ۲۱	پندشت	بندست	۲۶۹	۷	احسن	حسن	۲۷۲	۱۴	جلال دفر	جلال و فر	۲۷۷	۶	سنرفرار	سرفراز
۲۸۰	۱۷	مین	سے	۲۸۵	حاشیہ ۳۱	صائقہ	صاعقہ	۲۸۷	۱۲	سبے	سبے	۲۹۲	۱	لمحد	لحد
۳۰۰	۶	رُحبہ	وجبہ	۳۰۷	حاشیہ ۲۳	درآمد	درآید	۳۱۳	جدول	عذاب	عذابی	۳۱۹	حاشیہ ۵	روے	بروے
۳۲۱	حاشیہ ۵	جبرئیل	جبرئیل	۳۲۴	۲۶	مخوار	مخور	۳۲۸	۶	شیچ	پسیچ	۳۳۰	حاشیہ ۲	کردد	گردد
۳۳۰	حاشیہ ۱۶	کمان	گمان	۳۳۱	۱۵	بیاید	بیابد	۳۳۵	حاشیہ ۱	انخلا	انجلا	۳۳۷	۱۱	بہل	بحل
۳۴۳	۲۸	تلانید	تلاوید	۳۴۴	حاشیہ ۸	سمع بصیر	سمع و بصیر	۳۵۸	۲۶ ,,	گوشیدہ	گوشیدہ	۳۵۹	حاشیہ ۲	حق بتو	حق
۳۷۶	۱	برجو	[illegible]	۳۸۱	۳	کرم	کریم	۳۸۴	حاشیہ ۲۴	بے	لیے	۳۸۹	۴	یست	نیست
۳۸۹	۶	غفا	خفا	۳۹۰	۱۷	رملک	ازملک	۳۹۰	حاشیہ	یہ کارے	سیہ کارے				

صحت نامہ تمام شد



اِنَّ اَوْلِیَآءُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

مثنوی معنوی حضرت مولانا رومی کا عمدہ و نایاب انتخاب

موسومہ

لُبِّ لُباب

و

رسالہ انتخاب

مصنفہ

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد بخاری نقشبندی احراری

مع

تذکرات مولانا روم و خواجہ صاحب مرحوم

مؤلفہ

علامہ فاضل درویش کامل مولائی و مرشدی حضرت مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی چشتی پیر و مرشد

بہ ہمدان میر سردار علیخان وغیرہ نے حسب فرمائش مولوی محمد مراد خان صاحب تاجر الکتب فروش

بماہ دسمبر ۱۹۱۶ء

مطبع قیصری حیدرآباد میں چھپوا

محترز رہتے ہین لباس مین بھی عوام سی کچھہ امتیاز نہین ہے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ انسان کی برائی کیلیئے یہ کافی ہے کہ اوسکے دین یا دنیا کے اعزاز کی شہرت ہو اور لوگ اسپر انگلیان اوٹھائین - **بعدہ** آپ اجمیر شریف حاضر ہوے تو وہان بارشاد **حضرت خواجہ غریب نواز** رضی اللہ عنہ ایک چشتی بزرگ نے اور جب آپ سرہند شریف حاضر ہوے تو بحکم **حضرت امام ربانی** رضی اللہ عنہ ایک نقشبندی بزرگ نے خلافت دی اور انکے علاوہ ایک سالک **مجذوب** درویش نے بھی کچھہ نعمت عطا کی - **بعدہ** آپ حیدرآباد تشریف لاے بہت لوگ آپکے حلقہ ارادت مین داخل ہوکر مستفید ہوے - اسکے بعد بارشاد روحی **حضرت غوث پاک** رضی اللہ عنہ مرشدی **حضرت محمد معروف علیشاہ**[1] صاحب قبلہ قادری ابوالعلائی نے آپکو طلب فرماکر خلافت سے سرفراز کیا اور آپکے پیشکردہ نذر کو واپس کرکے ارشاد فرمایا کہ کچھہ دوئی باقی نہین رہی - اور جس شب مین وصال فرمایا آپکو نہایت اصرار کیساتھہ خاص طور پر اپنے پاس کھانے کو بلوایا جو سب سے پہلا حضرت کا مرید اور نوسہ ہی آیندہ آپکی خدمت کیلیئے ارشاد ہوا -

رہبر توئی رفیق توئی رہنما توئی | **نظم مؤلف در توصیف حضرت مولانا روم رح** | رویم بہ پشت بند دلہاے ما توئی

عارفِ کامل جنابِ مولوی | واقفِ سرّ و رموزِ معنوی
از سہ الہام بنوشتہ کتاب | گوہرِ معنی نمودہ انتخاب
حرفِ حرفش نکتۂ اسرارِ ہو | نقطہ نقطہ میدہد پیغامِ دوست
مرہمِ زخمِ دلِ بریانِ ماست | کحلِ ما را دیدۂ گریانِ ماست
قرۃ العین ست و تسکینِ قلوب | شربتِ وصل است و تمکینِ قلوب
از کلامش آیدم بوے کلیم | کان شدہ رہبر مرا سوے کلیم
نیست غیرِ حق درونِ نغمہا | زوست اظہار و بطونِ نغمہا
کیست گویا غیرِ ذاتِ کبریا | بشنو از گوشِ حقیقت رمزہا
منجلی و مختفی سرّ و نہان | مظہرست و شانِ ذیشانِ بےنشان
گر ترا بینا شود چشمِ یقین | خود بہ بینی جلوہ اش از آن و این
ور شود در حصرِ تر سبحتِ سعید | بگذری از جلوہ گردی ز اہلِ دید
در گذر از دید و گردان بےنشان | یا ز شو اسم و صفت جلوہ کنان
اسمہا و صفہا و کل شیٔ | از وجودِ مطلقت گشتہ است حی
پادشاہِ عارفان خیر الوری | دید آنچہ دید و گفت لا و لا
ہمچنین گفت ست داماد رسول | ربِ منزہ باشد از درکِ عقول
منتہاے فہمِ انسان تا ظلال | وان ہم از فضل و عطاے ذو الجلال
در خطا و سہوِ آدم ریب نیست | ربنا ظلمنا عیب نیست
عاجزی آمد اساسِ بندگی | بندگی آمد لباسِ زندگی
حضرتِ سجاد زین العابدین[1] | رہنماے عارفین و ساجدین
کامل العرفان ست محوِ بندگی | قولِ مولانا نگر در مثنوی
بادشاہانِ جہان از بدرگی | بو نبردند از شرابِ بندگی
ورنہ ادہم وار سرگردان و دنگ | ملکت ابرہم زدندے بےدرنگ
بندگی آخر بعرفان رو کند | از فیوضِ نور اللہ الصمد
یا رب از الطافِ خود راہم نما | میزنم اہدنا الصراط المستوی
بہرِ ما و ہر مریدِ این طریق | زانکہ ما ہستیم در عصیان غریق
تا کہ در حفظِ حق باشیم ما | از خیالِ فاسد و باطل رہا
وز طریقِ ناکسین و ملحدین | وز عقایدہاے باطل اجمعین
ربنا از جود و فضلت رہنما | ہمچو را ور است اخوانِ صفا
تا شود راضی ز ما معبودِ ما | در کف آید گوہرِ مقصودِ ما
تا نماید در بطون و در ظہور | در دل و جان و روان لمعاتِ نور
مشتعل انوارِ حق گرد عیان | در دل و در جان و در روحِ روان
صل یا رب الی یوم القیام | بر نبی و آل و اصحابِ کرام
تابعین و ہم تبع التابعین | جملہ صدیقین و شہدا صالحین
اولیا اقطاب و اغواثِ زمان | جمل تنِ ابدال و یک فردِ جہان
بہرِ اینہا عفو کن ربِ کریم | جرمہاے ما کہ بسیار و عظیم
کن عطا در باغِ رضوانم مقام | ما باصلِ خویش یابیم انضمام

ستمت

[1] آپکے اور آپکے صاحبزادگان اور خلفا کے مفصل حالات مین عنقریب ایک مستقل رسالہ شایع کیا جائیگا -

[1] حضرتِ سجاد شمس العارفین مشہور بود زین العابدین

مولانا کا خاندان آپکے سب بزرگ علما و فضلا و اولیاء کاملین سے گذرے ہین چنانچہ آپکے پردادا شیخ احمد الخطیب البلخی خلفائے نامی حضرت شیخ احمد الغزالی رحمہ سے تھے اور آپکے دادا شیخ حسین البلخی درویش کامل ہونیکے علاوہ عالم متبحر بھی تھے ایک شب محمد خوارزم شاہ والی خراسان نے عالم رویا مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ "اے محمد ہم نے تیری دختر کا شیخ حسین بلخی کے ساتھہ عقد کر دیا"۔ صبح ہوتے ہی اوس نے آپکے ساتھہ اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی جس کے بطن سے مولانا کے والد شیخ بہاء الدین تولد ہوئے۔

مولانا کے والد ماجد آپکا نام محمد اور لقب بہاء الدین اور عرف سلطان العلماء ہے۔ تہوڑی ہی عمر مین آپ فارغ التحصیل عالم کامل اور جمیع علوم و فنون مین فاضل ہوکر مسند تعلیم و تدریس اور سجادۂ ہدایت و ارشاد پر متمکن اور فیضرسان خلائق تھے۔ آپنے علم باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اوسکے بعد شیخ وقت نجم الدین کبریٰ خوارزمی سے بعد بیعت خلافت پائی صدہا ہزارہا طالبانِ علوم ظاہری و باطنی مقامات دور و دراز سے آپ کی خدمت مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہوکر کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ تاہم بعض حاسد ظاہر بین کثما آپکے کمالات کی تردید کرتے اور معترض رہتے تھے کہ بالاتفاق ایک ہی شب مین ۳۰۰ ہزار معززین بلخ نے آنحضرت صلعم کو عالم رویا مین دیکھا کہ ان جناب پر کمال شفقت فرمائی اور خطاب سلطان العلمائی سے سرفرازی بخشی۔ علی الصباح یہ سب صاحب آپکی خدمت فیضدرجت مین قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ "جب تک آنحضرت صلعم نے آپکو متنبہ نہ کیا انکار سے باز نہ آئے" بالآخر سبنے توبہ کی اور آپکے مرید ہوے۔ اسکے بعد آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہوگیا ہر طرف سے جوق جوق طالبانِ خدا کی آمد ہوئی ممالک عرب و عجم سے علما و فضلا آپکی خدمت مین فتوے بھیجنے لگے۔ ہزارہا آدمی آپکے دربار مین ہر وقت حاضر رہنے لگے۔ اسقدر آپکی خدمت مین خلق اللہ کو ارادت بڑہی کہ آپکے حلقۂ درس و تدریس اور ذکر و مراقبہ اور مجالس وعظ و تذکیر کے مقابلہ مین دربار شاہی کی رونق گہٹ گئی۔ چونکہ اکثر آپ اپنے وعظون مین الحاد اور فلسفہ اور بد دینی کے خلاف مین بیانات فرمایا کرتے تھے یعنے "جو لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ چھوڑ کر فلسفہ کی بُرائی تقویمون کے پابند ہوگئے ہین اپنی نجات کی کیا امید رکھتے ہین" اوس زمانہ مین امام فخر الدین رازی فلسفی بادشاہِ وقت کا اوستاد اور مشیر خاص تھا۔ لہذا وہ آپسے حسد و بغض رکہنے لگا لیکن بادشاہ آپکا بھی بڑا معتقد تھا گاہے گاہے آپکے سلام کے واسطے حاضر خدمت بھی ہوا کرتا تھا اسلئے اگرچہ وہ آپکی بدخواہی کیلئے قابو جوتھا مگر کوئی موقع ہاتہہ نہ آتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ معہ حکیم مذکور حاضر خدمت ہوا اوسوقت آپکے دربار مین ہزارہا بلکہ لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا بادشاہ یہ دیکھکر حیران و دنگ رہ گیا حکیم کو موقع ملگیا اور اوس نے بادشاہ سے اس کثرت رجوعات کے نتائج بیان کئے اور کہا کہ اگر اسکا فی الوقت کچھہ انسداد[1] نکیا گیا تو امور سلطنت مین رخنۂ عظیم پڑ جائیگا

[1] جیسا کہ بسبب کثرت رجوعات خلفاء عباسیہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو محبوس کر دیا تہا اور محبس ہی مین آپ شہید ہوے۔ اور جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بسبب رجوعات خاص و عام بخوف نزع سلطنت قید کر دیا تھا بعدہ آپکے کمالات کا معتقد ہو گیا تہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ حضرت مولانا رومی قدس سرہ العزیز

خدا در انتظار حمد ما نیست	محمد چشم بر راہ ثنا نیست
محمد از تو میخواہم خدا را	خدایا از تو حب مصطفی را

بندۂ شرمسار امیدوار رحمت غفار فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ برادران اسلام کی خدمت مین عرضپرداز ہے کہ عام و خاص مین یہ امر ضرب المثل اور مشہور آفاق ہے کہ حضرت مولینا کی مثنوی شریف کے فیضان مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کاملین اور عرفاء واصلین سے ہو گئے اوسکا ہر شعر بلکہ ہر ایک لفظ منزل من السماء یا ارشاد حضرت خیر الوری ہے **شعر**

مثنوی یا رمز قرآن سربسر	یا رموز گفتۂ خیر البشر

اگرچہ مصنف علیہ الرحمہ کے حالات مشہور و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہین ع چہ حاجتست کہ خورشید را ستایند پس اس کتاب کے شروع مین تبرکاً آپکے مختصر حالات شریک کر دیے جاتے ہین - وباللہ التوفیق -

مولانا کا نام اور نسب آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین - نسب صدیقی - بموجب رویت سپہ سالار تلمیذ الرشید جناب مولانا عہ آپکا شجرۂ نسب یہ ہے محمد (جلال الدین) بن محمد (بہاء الدین) بن حسین بن احمد (الخطیب) بن قاسم بن مسیب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بموجب روایت مقالات مصنفہ یک سید مولانا بہاء الدین ولد فرزند جناب مولانا یہ ہے محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن محمود بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ - مگر پہلی روایت صحیح تر ہے -

---

عہ سپہ سالار ۴۰ سال کامل سفر و حضر مین مولانا کے ہمراہ رکاب رہے ہین ۱۲

پہونچے بادشاہ نے پیادہ پا آکر آپ کا استقبال کیا اور آپکی سواری کے پاپیادہ ہمراہ چلکر آپکو شہر مین لایا ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا اور تا زیست آپکے فیضانِ صحبت سے مستفید رہا بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ بروزِ جمعہ آپنے وفات فرمائی آپکا مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کی ولادت اور تعلیم

آپ ۶۰۴ھ مین بمقام بلخ پیدا ہوے اور ۶۱۰ھ مین ۶ سال کی عمر مین بہمراہی اپنے والد ماجد آپنے وطن سے سفر فرمایا اور نیشاپور گئے وہان حضرت فریدالدین عطار رح کی ملاقات سے مشرف ہوے انہون نے اپنی کتاب اسرارنامہ نہایت تلطف سے آپکو عنایت فرمائی اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ "این فرزند را گرامی بدار زود باشد کہ از نفسِ گرم آتش بر سوختگانِ عالم زند" اسکے بعد آپ بغداد تشریف لیگئے وہان آپکا سالہا سال قیام رہا آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین پائی جو حنفی تھے اسکے علاوہ آپنے بہت کچھ علم ظاہر و باطن سید برہان الدین ترمذی محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے حاصل کیا پھر وہانسے آپنے ملکِ حجاز کا سفر کیا وہانسے شام اور زنجان تشریف لیگئے اور شہر آق مین مقیم رہے وہانسے لارندہ گئے اور ۷ سال تک وہان مقیم رہے اوسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی علوم ظاہری تعلیم قریب تکمیل پہونچگئی تھی وہین آپکی شادی ہوئی اور ۶۲۳ھ مین بڑے فرزند سلطان بہاء الدین ولد تولد ہوے۔ پھر آپ قونیہ تشریف لیگئے وہین آپ کے والد ماجد کا ۶۲۸ھ مین وصال ہوا اوسکے بعد سالہا سال آپنے دمشق اور حلب کے مدارس مین خصوصاً مدرسہ حلاویہ مین کمال الدین ابن عدیم حلبی عمر بن احمد ہبۃ اللہ اور دوسرے علماء و فضلاء سے تعلیم پائی آپکے علمی مدارج حدِ بیان سے خارج ہین صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہین کَانَ عَالِمًا بِالْمَذَاهِبِ وَاسِعَ الْفِقْهِ عَالِمًا بِالْخِلَافِ وَأَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ۔ بعد وفات آپکے پدر بزرگوار آپ ہی اونکے قائم مقام تسلیم کیے گئے

مولانا کی بیعت اور علم باطنی

اول آپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اونہی سے نیز اونکے خلیفہ سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو آپکے اتالیق بھی تھے طریقِ سلوک اور تعلیم مراقبات طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل کی ایک دن سید صاحب نے بعد وفات آپکے والد ماجد آپسے فرمایا کہ آپکو دینے کیلئے آپکے والد بزرگوار جو مجکو امانت تفویض کر گئے ہین اب مین وہ آپکے حوالہ کرتا ہون یہ کہکر اونہون نے آپسے بہت زور سے معانقہ کیا اور جو کچھ دینا تھا دیدیا۔

آپکے والد بزرگوار کو دو سلسلون مین اجازت تھی جو حضرت شیخ احمد غزالی تک پہونچتے ہین ایک یہ ہے کہ محمد بہاء الدین عن والدہ وشیخہ حسین البلخی عن شیخہ و والدہ شیخ احمد الخطیب عن شیخہ احمد الغزالی دوسرا یہ کہ محمد بہاء الدین عن شیخہ نجم الدین الکبری خوارزمی عن عمار البدلیسی عن ابو النجیب[1] ضیاء الدین السہروردی عن شیخہ احمد الغزالی عن ابی بکر النساج عن ابی القاسم الگرگانی عن ابی

[1] شیخ ابو النجیب دوسرے سلاسل مین اپنے والد شیخ ابو محمد کے اور وہ شیخ احمد دینوری خلیفہ ممشاد دینوری رح کے خلیفہ تھے اور سلسلہ قادریہ مین آپکو حضرت پیران پیر سے خلافت نامہ ملی ہے جس مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح آپکے خلیفہ اکبر ہوئے ۱۲

الحاصل بادشاہ پر اوس کے سمجھانے کا اثر ہوگیا ؎

دوستی جاہلِ شیرین سخن   کم شنو کان ہست چون سم کہن

بالآخر نتیجہ یہ تھا کہ بادشاہ نے بمشورہ حکیم مذکور خزانہ شاہی کی کنجیان آپکی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اسکو بھی آپ قبول فرمالین کہ اسکے سوا اور جملہ لوازمات شاہی آپکے یہان موجود ہین اور اگر آپکو بادشاہی کی ضرورت نہین ہے تو آپ کسی دوسرے مقام کو تشریف لیجائین آپنے اس پیغام کو سنکر بادشاہ کی سمجھہ پر بہت افسوس کیا کہ اوسنے ہمکو طالب دنیاے دنی خیال کیا حالانکہ **رباعی**۔

ہر نکتہ ترا شناخت جانرا چہ کند ٭ فرزند و عیال و خانمان را چہ کند ٭ دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی ٭ دیوانہ تو ہر دو جہان را چہ کند

اور ارشاد فرمایا کہ انشاءاللہ کل یہان سے فقیر چلا جائیگا معتقدین مین سے جس کا جی چاہے فقیر کے ساتھ چلے اور جب تک محمد خوارزم شاہ یہان کا بادشاہ رہیگا بندہ واپس نہ آئیگا مورخین کا بیان ہے کہ آپکی دل آزاری اور آپکے پیر بھائی مجدالدین بغدادی کا قتل ناحق خوارزم شاہ کی زوالِ سلطنت کا باعث ہوا ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد   تا قلوب اولیا نامد بدرد

الغرض دوسرے روز آپ بلخ سے روانہ ہوے اور آپکے ہمراہی مین تین سو آدمی آپکے مریدین خاص نے بھی ترک وطن کر دیا اور سراسیمہ آپکے ہمراہ چلدئے آپکے چلے جانیکے بعد جب بادشاہ کو خبر ہوی تو اوسکو بھی بہت رنج اور افسوس ہوا اور آپکو واپس بلانا چاہا مگر آپ واپس نہ ہوے اور اسکے کچھ عرصہ بعد اوسکی سلطنت تباہ و تاراج ہوگئی

بنگر کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را   چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

آپ منزل بمنزل مقام بمقام کوچ کرتے ہوے نیشاپور پہونچے وہان چند روز آپکا قیام رہا حضرت فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے آپکا کمال احترام کیا وہان سے سفر کرکے بغداد شریف پہونچے یہان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوی وہان مدتون قیام رہا روزانہ شہر کے تمام علما و مشائخ اور امرا و روسا آپکی ملاقات کیلیے آتے تھے اور آپسے معارف و حقائق کی تعلیم پاتے تھے آپنے بسم اللہ شریف کا وعظ بیان فرمایا جو ایک مہینے مین ختم ہوا اتفاقًا اوس عرصہ مین کچھ آدمی شاہ روم علاءالدین سلجوقی کے دربار کی بطور سفارت بغداد شریف مین آے ہوے تھے وہ بھی کئی مرتبہ آپکے جلسہ درس و وعظ اور حلقہ ذکر و توجہ مین شریک ہوے سب حلقہ بگوش ہو گئے اونہون نے واپس جاکر شاہ روم سے آپکے حالات بیان کیے وہ غائبانہ آپکا مرید ہوگیا۔ پھر آپ بغداد شریف سے حجاز اور وہانسے بعد حج کرنیکے ملک شام گئے۔ وہان سے زنجان کے شہر آق مین تشریف فرما ہوے۔ اس شہر مین آپ خاتون ملک سعید فخرالدین کے یہان مہمان رہے اور پھر وہانسے لارندہ تشریف لیگئے یہان آپکا ۷ سال تک قیام رہا اس عرصہ مین مولٰنا کی عمر ۱۸ سال کی ہو گئی اور شادی ہو گئی اوسکے بعد سلطان علاءالدین کی درخواست پر آپ قونیہ کو روانہ ہوے جب قریب شہر

علم کز تو ترا نہ بستاند	جہل ازان علم بہ بود بسیار

یہ سنتے ہی اوسیوقت مولانا سواری پر سے اتر پڑے اور بعد ملاقات وغیرہ آپنے شمس تبریزی کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ ایک
روایت اور ہے جو اس سے بھی زیادہ مشہور ہے کہ مولانا ایک حوض کے کنارے درس دے رہے تھے شمس تبریزی
آ نکلے اور پوچھا یہ کتابین کیا ہے مولانا نے کہا تمکو اس سے کیا غرض یہ علم قیل وقال ہے شمس نے کتابین لیکر
حوض مین ڈالدین جس سے مولانا کو نہایت رنج ہوا اور غصہ آیا اور کہا کہ یہ نایاب کتابین برباد ہوگئین اب کہان نصیب
ہوسکتی ہین شمس تبریزی نے یہ سنکر اوسی وقت اپنا ہاتھہ بڑہا کر حوض مین سے خشک کتابین نکالکر رکھدین کہین نمی کا
نام نہ تھا اس سے مولانا اور حاضرین کو سخت حیرت ہوئی اور شمس تبریز نے فرمایا کہ تم اسکو کیا جانو یہ علم حال ہے۔ اسکے
بعد مولانا آپکے مرید ہوگئے مگر ان تمام واقعات کے مقابلہ مین صحیح تر روایت سپہ سالار کی ہے جو انہون نے مولانا سے
تذکرہ مین لکہی ہے کہ شمس تبریز عام صوفیونکی طرح سجادہ و دلق کے پابند نہ تھے بلکہ سوداگرونکے لباس مین شہر بشہر سیاحت اور خرید و فروخت
کیا کرتے تھے جہان جاتے حجرہ بند کرکے مراقبہ مین مصروف ہوجاتے تھے کبھی ازاربند بنکر کفاف حاصل کرتے تھے ایک روز آپنے مناجات کی
کہ خداوندا مجکو اپنا کوئی ایسا خاص بندہ عطا کر جو میری امانت کا متحمل ہو غیب سے ارشاد ہوا کہ ملک روم مین ملیگا آپ فوراً قونیہ مین
آئے سرا مین مقیم ہوئے سرا کے قریب ایک چبوترہ تہا جسپر شام کے وقت وہانکے باشندے تفریحاً بیٹھتے تھے شمس تبریز بھی وہان جا کر بیٹھنے لگے مولانا بھی
آپکی خبر سنکر ملنے کو آئے باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی شمس تبریز نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کے ان دو واقعات مین کیا صورت تطبیق ہوسکتی ہے
کہ ایک طرف تو یہ کہ تمام عمر انہون نے اس خیال سے خربزہ نہ چکھا کہ نہین معلوم آنحضرت صلعم نے اسکو کس طرح سے کھایا ہوگا دوسری طرف
انکا سبحانی ما اعظم شانی فرمانا حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود جلالت شان ایکدن مین ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے مولانا نے جواب دیا کہ بایزید بڑے
پایہ کے بزرگ تھے بحالت سیر ولایت اولیا کیفیت وحدة الوجود مین یہ الفاظ کہہ اوٹھے تھے چنانچہ جب ہوش آیا تو توبہ و استغفار کی اور مریدونسے کہا کہ اگر پھر کبھی
ایسا کلمہ کفر و الحاد میری زبان سے نکلے تو میرا گلا کاٹ ڈالنا جب پھر انکی وہ حالت ہوئی وہی الفاظ بے اختیار انکی زبان سے نکلے ناواقف مریدون
نے انکے گلے پر چھری چلادی مگر چلانیوالونکے گلونمین زخم آگئے بایزید کے گلے پر مطلق اثر نہین ہوا۔ یہ سخت نادم ہوگئے۔ (یہ واقعہ مدعیان وحدت الوجود اور
قائلان ہمہ اوست کی امتحان حقیقی حال اور محض بناوٹی قال کا بہت ہی عمدہ معیار ہے) اور جب بایزید اس مقام سے عروج کرکے سیر ولایت کبریٰ انبیا
مین پہونچے (جو سلوک صدیقیہ کا مقام ہے) بایزید پر اتباع سنت سنیہ اسقدر غالب آگیا کہ بقیہ عمر احتیاط کے باعث خربزہ نہ کہا سکے۔ بخلاف
ترقی مدارج عالیہ آنحضرت صلعم کہ روزانہ ستر مرتبہ مراتب تقرب مین ترقی ہوتی تھی اور سابقہ حال پر نظر فرماکر آپ استغفار فرماتے تھے۔

مولانا کی شمس تبریز کے ہاتھہ پر بیعت

اسکے بعد مولانا نے حضرت شمس تبریز سے بیعت کی اور بقول سپہ سالار ۶ ماہ اور بموجب روایت مناقب العارفین ۳ ماہ تک
شیخ صلاح الدین زرکوب کے حجرہ مین جو مولانا برہان الدین محقق مذکور کے مرید تھے مولانا اور شمس تبریز باہم معتکف رہے اس مدت مین آپنے غذا قطعاً متر
تھی اور سوا زرکوب کے حجرہ کے اندر جانیکی کسیکو مجال نہ تہی اسکے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ بغیر سماع ایک گھڑی چین نہ آتا تھا درس وتدریس
وعظ و پند کے اشغال بالکل چھٹ گئے۔ آپ تھے یا شمس تبریز کی صحبت سوم بھر کیلئے جدا نہوتے تھے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی اور

عثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن جنید البغدادی عن سری السقطی عن معروف الکرخی عن امام موسی الرضا عن امام موسی الکاظم عن امام جعفر الصادق عن امام محمد الباقر عن امام زین العابدین عن امام حسین سید الشہدا عن علی المرتضے عن محمد المصطفے صلوات اللہ علیہم والرضوان -

مولانا او شمس تبریز کی ملاقات

بعدہ مولانا نے شمس الدین تبریزی خلیفہ باباکمال الدین جندی خلیفہ نجم الدین کبری سے بیعت کی جسکے مختلف واقعات مشہور ہین - جواہر مضیہ مین جو علما حنفیہ کے حالات کی ایک معتبر کتاب ہے مذکور ہے کہ اگرچہ مولنا پر علم ظاہری کا رنگ غالب تھا طلبا کو کتابونکا درس دیتے تھے اور وعظ بھی کہتے تھے فتوے بھی لکھتے تھے مجالس سماع وغیرہ مین خلاف شرع جانکر کبھی شریک نہوتے تھے اتفاق سے ایک دن آپ درس دے رہے تھے بہت سی کتابین آپکے سامنے رکھی ہوی تھین کہین سے شمس تبریزی بھی آپہونچے اور ایک طرف کو بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ (کتابین) کیا ہے مولنا نے کہا تم اسکو نہین جانتے یہ کہنا ہی تھا کہ دفعۃً سب کتابونمین آگ لگ گئی مولانا گھبرا گئے اور مولنا نے اونسے کہا یہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ "تم اسکو نہین جانتے"۔ زین العابدین شروانی لکھتے ہین کہ شمس تبریز بموجب ارشاد اپنے پیر باباکمال کے مولانا کے پاس آئے تھے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت باباکمال نے اپنے مریدین شیخ فخرالدین عراقی اور شمس الدین تبریزی اور شیخ بہاء الدین زکریا و میرحسین ہروی کو چلہ کشی اور ریاضت کا حکم دیا تھا - جب یہ سب چلہ سے فارغ ہوکر باہر نکلے تو عراقی نے وہ اسرار جو انکو ظاہر ہوے تھے اشعار مین نظم کرکے آپکی خدمت مین پیش کئے مگر شمس تبریز نے کچھ ظاہر نہ کیا اور ساکت رہے باباصاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین کیا تجھپر کچھ ظاہر نہین ہوا آپ نے عرض کیا کہ اُس سے زیادہ ظاہر ہوا جو عراقی نے لکھا ہے مگر اوسکے اظہار کرنے کا مجھکو یارا نہین ہے باباصاحب نے فرمایا کہ "بارے تعالیٰ ترا مصاحبے روزی کند کہ معارف وحقائق اولین وآخرین را بنام تو اظہار کند وینابیع حکمت از دل او بر زبانش جاری شود وہمہ آن کسوت مقالات بطرز بنام تو باشد - ترا باید کہ بطرف روم روی آنجا سوختہ ایست او را مشتعل کردن می باید" چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کلیات شمس تبریز جو عوام مین انکے نام سے مشہور ہے وہ در اصل مولانا کی تصنیف ہے الحاصل شمس تبریزی روم مین آئے اور قونیہ پہونچے شکر فروشونکی سرائے مین ٹھہرے ایک دن مولانا کی سواری بڑی شان وشوکت سے نکلی شمس تبریز نے آپ کو سر راہ روک کر پوچھا کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کیا مقصد مولانا نے کہا اتباع شریعت شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہین مولانا نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا ہے شمس تبریزی نے کہا کہ علم کے یہ معنی ہین کہ تم کو منزل تک پہونچادے جیسا کہ حکیم سنائی فرماتے ہین ع

ع اس کے بعد بہاء الدین ملتانی رہ کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی دس بارہ روز اپنی خدمت مین رکھکر خلافت نامہ بخشی اور میرحسن ہراتی کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے بھی خلافت عطا کی ہے ۱۲ تاریخ فرشتہ -

ایک ٹیلہ پر جو بیجو خان کے خیمہ کی سامنے تہا مصلّی بچھا کر نماز شروع کردی سپاہیون نے تاک تاک کر تیر مارنی چاہے لیکن کمانین نہ کہچ سکین آخر گھوڑے بڑہائے ہرچند کوشش کئے لیکن گھوڑے بھی اپنی جگہ سی آگے نہ بڑہ سکے ۔ بیجو خان بدین کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اوس نے تیر چلانے چاہے مگر ایک تیر نہ چلا مجبور ہوکر گھوڑے کو بڑہانا چاہا تو وہ بھی نہ چلا پیدل چلنا چاہا تو قدم نہ اٹھ سکا آخر کار وہ عاجز ہوکر بہاگ گیا ۔

مولانا او شیخ صلاح الدین زرکوب

ایک مدت تک مولانا شمس تبریز کی جدائی سی صدمہ زدہ رہی اسی حالت مین ایک روز بازار مین نکلے بازار مین شیخ صلاح الدین زرکوب اپنی دوکان پر زر کوٹ رہی تھے مولانا پر کیفیت سماع ظاہر ہوکر ہتوڑہ کی آواز سے وجد طاری ہوگیا شیخ نے اپنا ہاتہ زرکوبی سی شام تک نہ روکا یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہوگئی آخر شیخ باہر نکل آئے مولانا نے انکو اپنی آغوش مین دبالیا اور عصر تک جوش مستی مین شعر گاتے رہے ؎ یکے گنجے پدید آمد ازین دکّان زرکوبی ؛ زہے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی ۔ شیخ صلاح الدین نے اوسیوقت کھڑے ہوکر ساری دکان لٹادی اور دامن جہاڑ کر مولانا کیساتہ ہوگئے چونکہ وہ مولانا کے استاد بہائی تہے اونکی صحبت سے مولانا کو بہت تسلّی ہوئی ۹ سال تک صحبت باہمی گرم رہی انکی نسبت سلطان ولد اپنی مثنوی مین لکہتے مین ؎ قطب ہفت آسمان وہفت زمین ؛ لقب شان بود صلاح الدین

نورِ خور از رخش خجل گشتے ؛ ہرکہ دیدیش زاہلِ دل گشتے
چون ورا دید شیخ صاحبِ حال ؛ برگزیدش زجملۂ ابدال
روبدو کرد جملہ را بگذاشتے ؛ غیر او را خطا و سہو انگاشتے
شورشِ شیخ گشتہ از وساکن ؛ قآن ہمہ ریخ و گفتگو ساکن
شیخ باو چنانکہ با آن شاہ ؛ شمس تبریز خاصۂ اللہ
خوش درآمیخت ہمچو شیر و شکر ؛ کارہ ہر روز ہمدگر شد زر

مولانا اور شیخ مین بہت اتحاد بڑہ گیا شیخ کی شان مین مولانا نے غزلین لکہین ؎ مطربا اسرار ما را بازگو ؛ قصہ ہاے جانفزا را بازگو ؛

ما دہان بربستہ ایم از ذکر او ؛ تو حدیثِ دلکشا را بازگو
چو صلاح الدین صلاح جان ماست ؛ آن صلاح جان ہا را بازگو

مولانا کی پرانے رفقا نے یہ دیکہکر کہ ایک ناخواندہ زرکوب مولانا کا ہمدم و ہمراز نہیں بلکہ بجاے پیر و مرشد ہوگیا سخت شورش کی سلطان ولد اپنی مثنوی مین اسکا اسطرح ذکر کرتی ہین ؎ باز در منکران غریو افتاد ؛ یار در سر شدند اہل فساد ؛ گفتہ باہم کزین بدر رستیم ؛ چون نگہ میکنیم در شستیم

اینکہ آمد ز اولین بتر است ؛ اولین نور بود واین شرر است
نہ ورا خط نہ علم نہ گفتار ؛ بر ما خود نداشت این مقدار
ہمہ این مردار اہی دانسیم ؛ ہمہ ہم شہریم و ہم خوانیم
کای عجب از چہ روے مولانا ؛ می نیاید کسے چو او دانا
روز و شب میکند سجود اورا ؛ بر فرو ظن دین فرود اورا
یک مریدے برسم طنازی ؛ شد از ایشان و کرد غمازی
او ہمان لحظہ نزد مولانا ؛ آمد و گفت آن حکایت را
کہ ہمہ جمع قصد آن دارند ؛ کہ فلان را زنند و آزارند

لیکن جب اون لوگونکو ثابت ہوگیا کہ مولانا کسیطرح سی شیخ زرکوب کی صحبت نہین چھوڑ سکتے تو وہ اپنی خیالات سے باز آگئے بعدہ مولانا نے اپنی اور شیخ کی باہمی تعلقات کو مضبوط کرنیکی غرض سی شیخ کی دختر سے اپنی بڑی صاحبزادہ سلطان بہاء الدین ولد کی شادی کردی ۔ عرصہ دراز تک صحبت باہمی گرم رہی حتی کہ سنہ ٦٦٢ھ مین شیخ نی وصال فرمایا اور مولانا کے والد ماجد کے مزار شریف کی متصل مدفون ہوئے مولانا شیخ کی مفارقت مین بہت ہی مغموم اور مصدوم ہوئے ۔ فراقیہ غزلین اور اشعار تصنیف فرمائے ؎

اے ز ہجران در فراقت آسمان بگریستہ ؛ دل میانِ خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

ایک شورش مچ گئی سب معتقدین کو رنج و صدمہ ہوا کہ ایک بے سر و پا پردیسی دیوانے نے آکر حضرت مولانا پر کیا سحر کر دیا کہ وہ کسی کام کے نہ رہے حتی کہ مولانا کے خاص بھی انکو راز و نیاز کو نہ پاکے سب شمس تبریز کے دشمن ہوگئے یہ شورش فتنہ انگیزی حد تک پہونچ گئی۔

شمس تبریز کا چلا جانا اور بلایا جانا شمس تبریز قونیہ سے بلا اطلاع کئے دمشق کو چلے گئے۔ انکی جدائی سے مولانا پر جو صدمات گذرے بیان سے باہر ہیں مولانا تھے یا عالم تنہائی کسی سے کچھ تعلق نہ تھا بہت سی فراقیہ غزلیں لکھیں حتی کہ شمس تبریز نے دمشق سے اپنے پہونچنے کا مولانا کو خط لکھا اوس سے اور بھی مولانا کی نار فراق مشتعل ہوگئی شمس تبریز کے آزردہ کرنیوالون نے معافی چاہی جسکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے اپنی مثنوی میں اسطرح نظم کیا ہے۔

مثنوی

همه گریان به تو بگفته و اے — عفو ما کن ازین گناه خدا اے

قدر او از عمی ندانستیم — که گدا و پیشوا ندانستیم — طفل ره بوده ایم خرده مگیر — یارب انداز در دل آن پیر

که کنند عذرہاے ما را او — عفو کلی ازین شدیم و تو — پیش شیخ آمدند لابه کنان — که به بخشا کن دگر هجران

تو بهامی کنیم رحمت کن — گرد گر این کنیم لعنت کن — شیخ شان چونکه دید از ایشان این — راه شان داد رفت از و آن کین

پس سب نے مجبور ہو کر شمس تبریز کی تلاش میں دمشق کا عزم بالجزم کیا۔ سلطان ولد قافلہ سالار ہوے اور مولانا نے ایک نامہ منظوم فی البدیہ اونکی نام لکھکر حوالہ کیا جو حسب ذیل ہے۔ ~~ به خدائیکه در ازل بوده است — حی و دانا و قادر و قیوم ۞ نور او شمع ہای عشق افروخت ۞ تا بشد صد ہزار سر معلوم

از پئے حکم او جهان پر شد — عاشق و عشق و حاکم و محکوم — طلسمات شمس تبریزی — گشت گنج عجائبش مکتوم

که از آن دم که تو سفر کردی — از حلاوت جدا شدیم چو موم — همه شب همچو موم می سوزیم — ز آتشے جفت و ز انگبین محروم

در فراق جمال تو ما را — جسم ویران و جان چو بوم — آن عنان را بدین طرف برتاب — زفت کن پیل عیش را خرطوم

بے حضورت سماع نیست حلال — همچو شیطان طرف شده مرجوم — یک غزل بے تو هیچ گفته نشد — تا رسد آن به مشرقه مفهوم

پس بذوق سماع نامه تو — غزل پنج و شش بشد منظوم — شام از نور صبح روشن باد — اے بتو فخر شام و ارمن و روم

اس خط کے علاوہ (۱۵) شعر کی ایک غزل بھی لکھی جسکا مطلع یہ ہے ~~ بروید اے حریفان بکشید یار ما را ۞ بمن آورید حالا صنم گریز پا را ۞ اگر او بوعدہ گوید که دمِ دگر بیاید ۞ مخورید مکر او را بفریبد او شما را ۞ بہرحال سلطان ولد دمشق جاکر شمس تبریز کو قونیہ لائے اس مرتبہ مولانا اور شمس تبریز کی یکجائی شعبان ۶۴۴ھ تک رہی۔

شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا اسکے بعد مولانا کے فرزند ناخلف علاء الدین نے کوئی حرکت ایسی خلاف طبع شمس تبریز کی کہ وہ پھر چلے گئے اسکے بعد شمس تبریز کے متعلق واقعہ نگارونکی تحریرات میں بہت بڑا اختلاف ہے بعض لکھتے ہیں کہ علاء الدین نے اونکو قتل کر ڈالا اور بعض لکھتے ہیں کہ وہ کہیں کو چلے گئے تھے مولانا اونکی تلاش میں خود نکلے شہر بشہر ملک بملک تلاش کرتے پھرے لیکن کہیں اونکا سراغ نہ ملا

مثنوی ساربانا بار بگشا ز اشتران — شهر تبریز است و کوی دلستان — فر فردوس ست این پالیز را — شعشعه عرش ست این تبریز را

بہرحال ۶۴۵ھ میں شمس تبریزی کی وفات ثابت ہے۔

قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی اسی زمانہ میں ہلاکو خان نے قونیہ پر حملہ کیا اور شہر کے چاروں طرف اوسکی فوجون نے محاصرہ کرلیا مولانا نے

شیخ صلاح الدین زرکوب کے پاس بھیجدیتے تھے اور اونکے وصال کے بعد حسام الدین چلپی کے پاس وہ سب ابد پد خود اُسکو صرف کرتے تھے۔ گاہی گاہے جب مکان مین کچھ خرچ کو نہوتا تھا تو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کوئی کوئی چیز آپکی اجازت سے مکان مین بھیجدیتے تھے جس دن مولانا کے یہان کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو آپ فرماتے تھے کہ الحمدللہ آج ہمارے گھر مین فقر کی بو آتی اکثر اوقات آپ اپنے منہ مین لبلبہ سیاہ رکھتے تھے کہ خلوے معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان نہو۔

| مولانا کی سخاوت | آپکی سخاوت کی یہ کیفیت تھی کہ جو کچھ آپکے پاس ہوتا تھا سائلون کو دیدیتے تھے۔ اگر کچھ دینے کیلئے نہ ہوتا تو بدن سے عبا اور کرتہ

نکالکر سائلونکے حوالہ کردیتے تھے۔

| مولانا کا حلم و تواضع | آپکے حلم و تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ادنی اعلی کو آپ ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ بازار مین تشریف لیجا رہے تھے

چہ لڑکون نے آپکی دست بوسی کی۔ ایک لڑکے کا ہاتھ خالی نہ تھا اوسنے دست بوسی کیلئے آپکو ٹھیرالیا آپ ٹھہر گئے جب اوسنے اپنا ہاتھ خالی کرکے آپکی دست بوسی کرلی تو آپ آگے بڑھے۔ ایک مرتبہ جلسہ سماع مین ایک شخص کو وجد ہوا وہ بحالت بیخودی باربار آپکے اوپر آکر گرتا تھا لوگ بزور اوسکو ہٹادیتے تھے آپکو یہ بات ناپسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ شراب اوس نے پی ہے اور بدمستی کرتے ہو۔ ایک مرتبہ حمام مین غسل کرنیکی غرض سے آپ تشریف لیگئے بازار مین تمام نزد و سرے لوگونکو وہانسے ہٹادیا چاہا آپنے انکو منع کیا اور خود باہر نکل آئے۔ شہر دمشق مین جہان آپ علوم ظاہری کی تحصیل فرماتے تھے بعض نافہمون نے آپکے روبرو بہ تبدیل تذکرہ آپکے والد ماجد کی شان مین کہا کہ مولانا بہاء الدین مین کیا ایسا کمال تھا جو آپکو سلطان العلماء مقرر کردیا تھا آپ نے کسی او مین زبان سے کچھ نہ کہا جب آپ انکے تشریف لیگئے تو واقفین نے اُن کو زجر کیا کہ افسوس ہے تمنے مولانا کو والد کی توہین انکے روبرو کی اور انکو دن کو صدمہ پہونچا کر اب تک نہ ملایا۔ یہ سب صاحب آپکے پاس معافی کی غرض سے آئے آپنے فرمایا مین ایسی باتونسے گران خاطر نہین ہوتا ہون معافی مانگنیکی ضرورت نہین ہے۔ ایک مرتبہ آپکی زوجہ صاحبہ نے کسی غلطی کے باعث اپنی کنیز کو تنبیہ کی آپ بھی مکان ہی مین تھے بہت متاسف ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سب آدمی برابر ہین اگر آج تم اوسکی کنیز ہوتین اور وہ تمکو سرزنش کرتی تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ آپکی زوجہ صاحبہ انجہت سے بہت متاثر ہوئین بعد اوس کنیز کو اُنھون نے آزاد کردیا۔ ایک مرتبہ دو آدمی سر راہ آپس مین لڑرہے تھے ایک دوسرے کا ساتھ گالم گلوچ کررہا تھا آپ نے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور دونون سے کہا کہ بھائیو دونون مجھکو جو چاہو کہلو مگر آپس مین مت لڑو وہ آپکا حلم و تواضع دیکھکر شرمندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے۔

| مولانا کا وعظ | مولانا کے زمانہ مین وعظ کا یہ دستور تھا کہ قاری آیات قرآنی بکمال خوش الحانی پڑہا کرتا تھا اور واعظ صاحب اُن آیات کے مطالب بیان کیا کرتے تھے واعظ

آپ ایک روز مسجد قلعہ قونیہ مین بعد نماز جمعہ وعظ فرمارہے تھے امراء و روساء کے سوا علماء فضلاء اور فقراء درویش بھی اس جلسہ مین شریک تھے معارف کا ایک بحر ذخار دریاے ناپیدا کنار آپکے سینہ فیض گنجینہ سے موج زن تھا مضامین گوہر بار آبدار اور جواہر نثار ہوا آپکی زبان حقیقت ترجمان ہی کمبر رہے تھے حاضرین محظوظ او متکیف ہورہے تھے ہر طرف صدا سبحان اللہ اور آوازہ واہ واہ بلند تھا ایک ملا صاحب کو آپکے بیان پر حسد ہوا اور کہنے لگے کہ مقررہ آیات کا وعظ بیان کرنا کوئی کمال نہین ہے۔ مولانا نے یہ سنکر فرمایا کہ آپ ہی کوئی آیت پڑہئے اوسکا متعلق وعظ بیان کیا جائے اونہون نے جوش مین آکر سورہ والضحی کی وعظ کی درخواست کی مولانا نے روے سخن اوسی سورہ شریف کیطرف متوجہ کردیا صرف والضحی کے مطالب کی توضیح و تشریح مین شام ہوگئی۔ اہل مجلس کو وجد اور بیخودی ہوگئی وہ حاسد ملا بھی ایسے بیخود و سرشار ہوے کہ تمام کپڑے اپنے بھاڑ ڈالے اور مولانا کے

ہم سے فاذ غرض معلوم ہے اور جب آپکے گھر مین کچھ ہوتا تو وجود ہوتا تو ... وقت کرانے کا ... گھر کا فرض ... کیا ... کردیا ہے۔

مولانا اور حسام الدین چلپی

اسکے بعد مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو آپکے ایک مخلص مرید تھے اپنا ہمدم و ہمراز کر لیا اگرچہ وہ مولانا کے مرید تھے اور مولانا انکی بہت تعظیم کرتے تھے مگر وہ بھی اپنی خادمانہ آداب اور قاعدہ سے تجاوز نکرتے تھے چنانچہ جس جگہ مولانا وضو کرتے تھے وہ اُس جگہ کبھی وضو نہین کرتے تھے خواہ دوسری جگہ وضو کرنے مین بارش اور برف کیوجہ سے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی یہی حسام الدین چلپی جن مثنوی شریف کی تصنیف کے باعث ہوے جسکی آئندہ تفصیل آئیگی۔ بعد وصال مولانا حسب وصیت مولانا کے یہی جانشین ہوے سنہ ۶۸۴ھ مین انکا وصال ہوا۔ مزار شریف قونیہ ملک روم مین ہے۔

مولانا کے اخلاق و عادات

جب مولانا علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہو کر مسند نشین پدر بزرگوار ہوے تو آپ کا وجود با وجود تمام روم و شام مین بہت اعزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپکا حلقہ تدریس و تعلیم بہت وسیع تہا آپکا وعظ بہت ہی پر اثر ہوتا تھا آپکے فتاوی دُور دُور تک مستند سمجھے جاتے تھے جب آپکی سواری نکلتی تھی علما و فضلا و امرا اکابر کے بڑے بڑے گروہ آپکے ہمراہ رکاب رہتے تھے۔ مباحثہ اور مناظرہ مین بھی آپ کامل تھے۔ تمام ملک مین آپکی قبولیت عامہ کا شہرہ تھا امرا اور سلاطین وقت بھی آپکے معتقد تھے علم ظاہر کے سوا علم باطنی جو سید برہان الدین محقق ترمذی (خلیفہ مولانا بہاؤالدین محمد سلطان العلما) سے آپکو پہونچا تھا۔ طالبان راہ خدا کو تعلیم فرماتے تھے صدہا کشف و کرامتین آپسے ظاہر ہوتی رہتی تہین بلحاظ علم ظاہر آداب شرع شریف کی پابندی مد نظر تھی اور ہوش و حواس بجا اور درست تھے۔

سماع اور مولانا کا استغراق

لیکن جب سے شمس الدین تبریزی سے آپکی ملاقات ہو کر خلط اور ربط بڑہا ہوش و حواس مین تفرقہ آگیا اکثر اوقات بیخودی اور بیخبری محویت اور استغراق کا غلبہ رہنے لگا کہی کئی دن سماع کے کیف مین بلا خورد و نوش گذر جاتے تھے۔

مولانا کا ذکر و مراقبہ و نماز

مولانا ہوش کی حالتین ذکر و شغل عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے کہ مَنْ كَمُلَ عِرْفَانُهٗ كَمُلَ عِبَادَتُهٗ یعنے جس شخص کا عرفان پورا ہوتا ہے وہ عبادت مین بھی کامل ہوتا ہے ؎ بندگی آمد لباس زندگی ٭ زندگی بے بندگی شرمندگی

عین نماز مین جب کبھی سکر غالب ہوجاتا تھا دو ہی رکعت مین عشا سے صبح ہوجاتی تہی آپکی غزل کا شعر ہے ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم ٭ کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے

موسم سرما مین رات کے وقت ایک مرتبہ آپکو نماز پڑھتے مین رقت ہوی برف سے آنسو چہرہ مبارک پر جم کر یخ ہوگئے صبح کو لوگون نے دیکھکر شناخت کیا

مولانا کی شب خوابی

سپہ سالار لکھتے ہین کہ مین نے کبھی آپکو شب خوابی کے لباس مین نہین دیکھا بلکہ آپ رات بہر ذکر و مراقبہ مین مشغول بیٹھے رہتے تھے جب نیند کا غلبہ ہوتا تہا بلا اختیار ہو کر کسی طرف کو گر جاتے تھے اور آنکھ لگ جاتی تہی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ ؎

ہر خفتہ ندو مے ز خیال شدہ را خواب نبرد ٭ ہمہ شب دیدہ من بر فلک استارہ شمرد ٭ خوابم از دیدہ چنان رفت کہ ہرگز نایدہ ٭ خواب من زہر فراق تو بنوشید و مرد

غزل ٭ دیدہ خون گشت و خون نمی خسپد ٭ دل من از جنون نمی خسپد
مرغ و ماہی ز من شدہ حیران ٭ کاین شب و روز چون نمی خسپد
پیش ازین در عجب آمدہ بودم ٭ کآسمان نگون نمی خسپد
آسمان خود کنون ز من خیرہ است ٭ کہ چرا این زبون نمی خسپد
عشق بر من فسون اعظم خواند ٭ دل شنید آن فسون نمی خسپد

مولانا کا زہد و قناعت

آپکے زہد و قناعت کی یہ حالت تھی کہ امرا کے پاس سے ہزارہا روپیہ کے قیمتی نذر و تحائف آپکے پاس آتی تہی آپ سب

آمد جاتا تھا مجبوراً آپ ملا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے حاضر نہ ہو سکنے کی باعث عدیم الفرصتی کا عذر آپکی خدمتمین عرض کرایا تو آپنے فرمایا معذرت کی ضرورت نہین ہے مین لوگون کے نہ ملنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہون بمقابلہ ملنے کے۔ ایکمرتبہ معین الدین پروانہ معہ چند امرا آپکی ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف نہ لائے معین الدین کو خطرہ گذرا کہ سلاطین اور امرا اولوالامر ہین اور از روے قرآن شریف انکی اطاعت ضروری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے سلسلہ کلام مین آپنے اس خطرہ کے متعلق ایک واقعہ سنایا گویا ضمناً جواب دیدیا کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی غوث وقت شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کیلئے گیا شیخ کو اطلاع دی گئی مگر شیخ نہ اٹھے حسن میمندی وزیر نے کہا کہ قرآن شریف مین أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ آیا ہے شیخ نے فرمایا کہ فقیر در اطیعوا اللہ چنان مستغرق است کہ از اطیعوا الرسول خجالت می کشد تا باولی الامر چہ رسد۔ مولانا کی یہ تقریر سنکر معین الدین اور جملہ حاضرین پر بہت اثر ہوا اور رقت ہوئی

مولانا کی بیخودی

اکثر مولانا پر بیخودی طاری رہتی تھی گاہ گاہ اوسی حالتمین آپ یکایک کھڑے ہوکر رقص کرنے لگتے تھے کبھی آپ جنگل کو نکل جاتے اور کئی کئی ہفتہ لاپتہ رہتے تھے لوگ ہر طرف تلاش کرتے تھے تو آپکا کسی ویرانہ مین سراغ لگتا تھا بعض وقت سماع مین آپ پر بیخودی طاری ہوتی تھی تو جو کچھ آپکے بدن پر لباس ہوتا تھا قوالونکو دیدیا کرتے تھے۔ خواجہ مجد الدین آپکے مرید جان نثار ہمیشہ کپڑونکی کئی صندوق اپنے ساتھ رکھتے تھے چنانچہ مولانا نے اپنے بدن کا لباس قوالون کے حوالہ کیا اونہون نے دوسرے کپڑے پہنادیے۔

مولانا کا رباب باجہ کو سننا

معین الدین پروانہ نے کسی عالم کو خدمت قضاۃ پر مامور کرنا چاہا مولویصاحب نے ملازمت قبول کرنیکے متعلق تین شرطین پیش کین ایک یہ کہ رباب باجہ کا رواج بالکل مسدود کر دیا جاے۔ دوسرے یہ کہ پہلے ہی مدت سے نکالدی جائین اور نذر جو اسی امور کے تیسرے یہ کہ چپراسیونکو حکم دیا جاے کہ وہ کسی اہل مقدمہ سے کچھ نہ لیا کرین چونکہ مولانا ہی رباب سنتے تھے معین الدین نے شرط اول کو منظور نہ کیا عالم صاحب نے خدمت قضاۃ قبول کرنے سے انکار کردیا۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ رباب کی برکت سے قضاۃ کی بلا سے محفوظ رہے۔

ایک مرتبہ آپ سے سلطان ولد نے شکایت کی سب کے مرید آپسمین اتفاق سے رہتے ہین اور آپکے مرید آپسمین لڑتے جھگڑتے رہتے ہین آپنے فرمایا کہ اورونکے مرید غنم ہین اور ہمارے مرید مرغ ہین ہزارہا غنمین ایک جگہ بسر کرسکتی ہین اور دو مرغ بغیر لڑے نہین رہ سکتے۔

مولانا کی علالت

سنہ ۶۷۲ھ مین قونیہ مین بڑے زور کا زلزلہ آیا اور کامل چالیس روز تک رہا۔ مخلوق پریشان و سرگردان پھرتی تھی لوگ مولانا کے پاس آے اور عرض کیا کہ یہ کیا بلاے آسمانی ہے آپ نے فرمایا کہ زمین بھوکی ہے امید ہے کہ عنقریب اوسکو لقمہ ملیگا اوسی زمانہ مین آپ نے یہ غزل لکھی تھی ؎

بااین ہمہ مہر و مہربانی	دل می دہدت کہ خشم رانی
وین جملہ شیشہ خانہا را	درہم شکنی بلن ترانی
در زلزلہ است دار دنیا	کز خانہ تو رخت می کشانی
نالان ز تو صد ہزار رنجور	بے تو نہ زیند ہین تو دانی

اسکے چند ہی روز بعد آپکا مزاج ناساز ہوا اطباء وقت اکمل الدین اور غضنفر علاج مین مشغول ہوے لیکن نبض کی حالت غیر معمولی تھی لمحہ مین کچھ لمحہ مین کچھ آخر طبیب تشخیص نہ کرسکے اور آپسے عرض کیا کہ آپ خود اپنے مزاج کی حالت بیان فرمائے

قدمون پر آگرے آپکے وعظ کی بڑی شہرت ہوگئی چونکہ مولانا شہرت اور نام سے بہت بچتے تھے آپنے وعظ ہی کہنا موقوف کردیا اور تا زیست پھر وعظ نہ کہا

خویش را رنجور سازی زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار
اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کے کم ست

مولانا کا علم مجلس اور ادب ایک مرتبہ آپ شیخ صدر الدین قونوی کے پاس تشریف لیگئے انہون نے نہایت توقیر کیساتھ آپکو تعظیم دیکر اپنے مصلے پر بٹھایا دونون صاحب اسمین مراقبہ تھے حاضر اوقت حاجی کاشی نے مولانا سے تین مرتبہ دریافت کیا کہ معرفت کیا چیز ہے آپنے بلحاظ ادب شیخ تینون مرتبہ کچھہ جواب نہ دیا شیخ صاحب نے حاجی سے کہا کہ مولانا کا سکوت عین معرفت ہے کہ اَلنَّقِیرُ اِذَا عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

مولانا کا انکسار ایک مرتبہ مدرسہ اتابکیہ مین علامہ شمس الدین ماردینی طلبا کو درس دے رہے تھے قاضی سراج الدین اور شیخ صدر الدین اونکے یمین و یسار بیٹھے تھے تمام علما اور امرا معززین اپنے اپنے موقع اور قرینہ سے جاگزین تھے اتفاقاً آپ بھی وہان تشریف لائے اور خدام مجلس کی جگہہ ایک کنارہ کو بیٹھ گئے

اللہ اکبر ؎ فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال | کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

یہ دیکھکر معین الدین پروانہ جانشاہی اور مجد الدین اتابک اور دیگر امرا اپنی اپنی جگہہ سے اوٹھکر مولانا کے آس پاس آبیٹھے اور قاضی سراج الدین بھی اپنی جگہہ سے اوٹھکر آگئے سب نے آپکی دست بوسی کی اور بہت لجاجت کرکے مسند کے قریب بیجاکر آپکو بٹھایا علامہ نے بھی بہت معذرت کی اور کہا ہم سب آپکے خدام اور غلامان غلام ہین۔

ایک مرتبہ آپنے بحالت جوش وحدت الوجود ارشاد فرمایا کہ مجھکو تہتر فرقون مین سے ہر ایک سے یہی غیریت نہین ہے علما وقت کو یہ بات سنکر بہت غصہ آیا اور بعض بعض صاحب تصدیق کی غرض سے بھی آپکے پاس آگئے آپنے فرمایا صحیح اور درست ہے (حافظ شیرازی) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ | چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ سنکر انہون نے مولانا کو برا بھلا کہا مولانا نے یہ سنکر ارشاد فرمایا یہ بھی درست ہے۔ وہ سب شرمندہ اور نادم ہوکر واپس چلے گئے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے اوحد الدین کرمانی کا ذکر کیا کہ وہ شاہد پرست تھے مگر پاکباز تھے آپنے فرمایا کہ کاشکے کردی و گزشتے۔

مولانا کی وجہ معاش آپکی معاش کی کیفیت یہی کہ ابتدا اوقات سے پندرہ دینار ماہوار مقرر تھی آپ اسکی معاوضہ مین خدمت فتوی نویسی انجام دیتے تھے مریدونکو تاکید تھی کہ جسوقت کوئی ضرورتمند آئے فوراً مجھکو اطلاع کردیا کرو خواہ مین کسی حالت مین ہون۔ مریدین ہر وقت دوات قلم لیے ہوئے رہتے تھے جب کوئی شخص فتوی لاتا تہا آپ فوراً جواب لکھکر اوس کے حوالہ کردیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپکو وجد کی کیفیت طاری تھی فتوی پیش کیا گیا۔ آپنے جواب لکھدیا علامہ شمس الدین ماردینی نے اوسپر جرح کیا آپنے کتاب کا حوالہ بتایا کتاب سے مطابقت کیگئی جواب صحیح ثابت ہوا۔ علامہ کو ندامت ہوئی۔ ہرچند کہ آپکی دوست احباب آپکو دنیا کی نفع کی طرف متوجہ کرتے تھے اور بزرگان دین کے واقعات اور حالات بیان کرتے تھے مگر آپکو علائق کی خبر نہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ شیخ صدر الدین قونوی کا ذکر آیا کہ اونکی سرکار سے ہر روز پچاس کاسہ کا وظیفہ ملتا ہے اور آپ پندرہ دینار پاتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ یہ بھی اگر اونکو ہی ملتے تو اچھا تھا۔

مولانا کا امرا سے اجتناب اگرچہ بڑی بڑی امرا اور شاہان وقت سے آپکے مراسم اور تعلقات تھے مگر اندرونی طور پر آپ اونکی ملاقات سے کارہ تھے جب کوئی

سی لباس پہنایا جاتا ہی اور تمام محرمات سے توبہ کرا کر اسمِ جلالی تلقین کیا جاتا ہی اور اوسکی بود و باش کیلیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا جاتا ہی پھر وہ طریقہ حلقۂ ذکرِ جلی اور مراقبہ کی تعلیم پاتا ہی۔ دف اور نے کیساتھ سماع بھی سنا جاتا ہی۔ اکثر مرید بحالت وجد کھڑے ہو کر رقص کرتے ہین۔

مولانا کی اولاد آپکے دو فرزند تھے بڑے خلف الرشید مولانا سلطان بہاء الدین ولد چھوٹے ناخلف علاء الدین جنپر شمس تبریز کے قتل کا الزام عائد ہی منقول ہی کہ اسیوجہ سے مولانا نے اونکو گھر سے نکالدیا تہا تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ کسی مرضِ مزمن مین گرفتار ہو کر مر گئے تھے۔ آپ اونکے جنازہ اور دفن مین بھی شریک نہین ہوے۔ بڑے صاحبزادہ سلطان ولد علوم و معارف مین یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کے وصال کے بعد لوگون نے بسبب قبولیت و اعتقادِ عام اونہین کو مولانا کا جانشین کرنا چاہا تہا لیکن بموجب وصیتِ مولانا اونہون نے مولانا حسام الدین چلپی کو جانشین کیا جب اونکا ۶۸۳ھ مین بقضاے الہی وصال ہو گیا تو بالاتفاق آپ سجادہ نشین ہوے۔ آپکے معصر اگرچہ بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے مگر آپکی یہ کیفیت تھی کہ جب کسی امر کے متعلق آپ تقریر کرتے تھے تمام جلسہ ہمہ تن گوش بنا جاتا تہا آپکی تصانیف سے ایک مثنوی مشہور ہے جو گویا مولانا کے حالات کی ایک تاریخ ہی آپ نے ۷۱۲ھ مین بعمر ۹۰ سال وصال فرمایا اور چار صاحبزادے چھوڑے۔ ایک جلال الدین فریدون عرف چلپی عارف سب سے بڑے (مولانا کے زمانہ حیات ہی مین تولد ہو گئے تھے اور بعد سلطان ولد کے سجادہ نشین مقرر ہوے تھے انہون نے ۷۱۹ھ مین وصال فرمایا) دوسرے چلپی عابد تیسرے چلپی زاہد چوتھے چلپی واجد۔

مولانا کے معاصر ملوک طبقہ ملوک مین سے آپکے ہمعصر ملک توران و ایران مین ہلاکو خان اور اباقاآن خان فرمانروا تھے اور ممالک مصر و شام مین بندوق دار ملک روم مین علاء الدین کیقباد سلجوقی اور اوسکا فرزند غیاث الدین کیخسرو اور رکن الدین قلیچ ارسلان اور ملک ہندوستان مین شمس الدین التمش اور اوسکے فرزند رکن الدین فیروز شاہ التمش اور معز الدین بہرام شاہ التمش اور ناصر الدین محمود التمش۔

مولانا کے معاصر حکما طبقہ حکما مین سے آپکو اخیر زمانہ امام فخر الدین رازی مصنف تفسیر کبیر (کُلُّ شَیْءٍ فِیہِ اِلَّا التَّفسِیر) کا ملا تہا جنکی بابت مولنا مثنوی مین فرماتے ہین ؎

گر باستدلال کار دین بدے ۔ فخر رازی راز دار دین بدے
پای استدلالیان چوبین بود ۔ پای چوبین سخت بی تمکین بود

نیز اخیر زمانہ محقق طوسی مصنف تجرید کا ملا جسنے رباعیات کو از سر نو ترتیب دیا اور علامہ قطب الدین رازی محقق مصنف شرح حکمۃ الاشراق و درۃ التاج نعرۃ الدیباج (جو علم معقول مین محقق طوسی کے بڑے شاگرد اور منقول مین صدر الدین قونوی اور ابن جوزی کے تلمیذ الرشید تھے) وہ آپکی خدمتمین حاضر ہو کر نصائح سے استفادہ کیا کرتے تھے جیسا کہ مناقب العارفین مین اونکا مقولہ مندرج ہی کہ مین دس مرتبہ مولنا کی خدمتمین مستعد علما کو مناظرہ کی غرض سے اپنے ہمراہ لیکر گیا آپکے چہرہ پر ہماری نگاہ پڑتی ہی ہم ایسے جاہل اور علم سے کورے ہو گئے گویا ہمنے کبھی کچھ پڑہا ہی نہ تہا تھوڑی دیر کے بعد آپنے خود ایسی تقریر شروع کی جسمین وہ سب مسائل معہودہ آگئے بالآخر ہم سب آپکے مرید ہو گئے یہی مضمون جواہر مضیہ اور مدینۃ العلوم ازنیقی مین بھی منقول ہی اور یاقوت حموی مصنف قاموس الجغرافیہ اور ضیاء ابن بیطار جسنے بہت سی جدید ادویہ دریافت کرکے معالجات مین شریک کین اور ابن القفطی مصنف تاریخ الحکما۔ خونجی امام المنطق علی قوشجی صاحب شرح تجرید۔

مولانا کے معاصر علما طبقہ علما مین سے ابن نجار المورخ ابن اثیر المورخ۔ ابن الفارض۔ عبد اللطیف البغدادی۔ نجم الدین الرازی۔ سکاکی مصنف مفتاح العلوم۔ سیف الدین الآمدی۔ شمس الائمۃ الکردری۔ ابن الصلاح المحدث ابن حاجب النحوی۔

مولانا کے معاصر اولیا طبقۂ اولیا مین سے آپنے اخیر زمانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پایا جبکہ ۶۱۰ھ مین آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ خوارزم سے سفر کرکے نیشاپور پہونچے تو اون کی ملاقات سے مشرف ہوے اونہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ آپکو دی اور آپکے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ "این فرزند گرامی

آپ مطلق متوجہ نہوئی بقول ؎ از سر بالین من برخیز اے نادان طبیب — درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

آپکی بیماری کی خبر عالم مین مشہور ہوگئی شیخ صدر الدین قونوی خلیفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جو روم و شام مین بڑے شیخ شمار کیے جاتے تھے معہ امرا و مریدین کے آپکی عیادت کیلیے آئے اور آپکے مرض کی شدت دیکھکر بیقرار ہوگئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو شفا عنایت فرمائے آپنے فرمایا شفا آپکو مبارک ہو یہان طالب و مطلوب مین صرف ایک پیرہن کا پردہ باقی رہگیا ہے کیا اسکا اٹھجانا اور نور کا نور مین مل جانا آپ پسند نہین فرماتے شیخ روتے ہوئے اٹھگئے اور مولانا نے یہ شعر پڑھا ؎ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہی ہمنشین دارم ٭ رخ زرین من منگر کہ پائے آہنین دارم

تمام شہر اور باہر کے علما و مشائخ امرا و رؤسا اور ہر طبقہ کے لوگ آپکے دیکھنے کو آتے تھے اور بے اختیار روتے تھے آپسے دریافت کیا گیا کہ بعد آپکے جانشین کون ہوگا آپنے فرمایا حسام الدین لوگون نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو بھی آپنے انھی کا نام لیا چوتھی مرتبہ لوگون نے آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پہلوان ہے اوسکیلیے وصیت کی حاجت نہین ہے۔

مولانا کا وصال اسکے بعد ۵ جمادی الثانی سنہ ۶۷۲ھ روز یکشنبہ بوقت غروب آفتاب بعمر ۶۸ سال آپنے وصال فرمایا صبح کو جنازہ اٹھایا گیا بادشاہ وقت اور ہر طبقہ کے لوگ علما مشائخ امرا فقرا تجار بلکہ یہود و نصاریٰ بھی جنازہ کے ساتھ تھے یہ لوگ بار بار رو رہے تھے اور کہتے تھے کہ اگر مولانا تمہارے محمد تھے تو ہمارے موسیٰ و عیسیٰ تھے کثرت اژدہام کے باعث صبح کے وقت جنازہ قبرستان مین پہنچا بموجب وصیت مولانا شیخ صدر الدین کو نماز کیلیے آگے کیا گیا مگر وہ نماز نہ پڑھا سکے اور بیتاب ہوکر بیہوش ہوگئے قاضی سراج الدین نے نماز پڑھائی اور آپ مدفون ہوے مزار اقدس پر ۴۰ روز تک لوگونکا ہجوم رہا سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اس واقعہ کو نظم کیا ہے ؎

پنجم ماہ در جمادی آخر	بود نقلان آن شہ فاخر	سال ہفتاد و دو بدہ بعدد	ششصد از عہد حضرت احمد
چشم زخمی چنان رسید آن دم	گشت نالان فلک در آن ماتم	مرد و زن ہمہ از صغیر و کبیر	ہمہ اندر فغان و آہ و نفیر
دہیان ہم ز رومی و اتراک	کردہ از درد او گریبان چاک	بر جنازہ ہمہ شدہ حاضر	از سر مہر عشق نز پے بر
کردہ او را سپیان معبود	دیدہ او را چو خوب چو ہود	عیسوی گفت اوست عیسیٰ ما	موسوی گفت اوست موسیٰ ما
ہمہ کردہ ز غم گریبان چاک	ہمہ از سوز کردہ بر سر خاک	ہمچنان این کشید تا چل روز	ہیچ ساکن نہ شد دمے تف و سوز
	بعد چل روز سوی خانہ شدند	ہمہ مشغول این فسانہ شدند	

مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز آپکا سلسلہ باطنی جو علی العموم جلالیہ اور بعض مقامات پر مولویہ کے نام سے مشہور ہے ملک روم و شام و مصر و عراقین اور حجاز عرب اور بعض بعض جزائر مین مروج ہے اس سلسلہ کے بزرگ مولانا کے زمانہ سے برابر قمیص اور اسپر جبہ اور پاجامہ پہنتے ہین اور مشائخ ٹوپی پر عمامہ بھی باندھتے ہین مولویہ کا طریقہ یہ ہے کہ اول طالب سے ایک ہزار ایک دن تک خدمات ذیل کراتے ہین اگر درمیان مین کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو پھر نئے سرے سے شروع کراتے ہین اگر کوئی شخص ان خدمات کو نہ انجام دیسکے تو اوسکو نا اہل سمجھکر شریک سلسلہ نہین کرتے خدمات یہ ہین ۴۰ دن تک چارپایون کی خدمت ۴۰ دن جاروب کشی ۴۰ دن تک آب کشی ۴۰ دن فراشی ۴۰ دن ہیزم کشی ۴۰ دن باورچی گری ۴۰ دن بازار سے سودا لانا ۴۰ دن جلسۂ فقرا کی خدمتگزاری ۴۰ دن داروغہ گری وغیرہ وغیرہ بعد تکمیل مدت مذکورہ اوسکو غسل دیکر خانقاہ تشریف کیجا

نظم کرکی پیش کیی اور شمس الدین تبریزی نے کہا کہ مجھکو اسکے اظہار کا یارا نہیں ہے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ ای شمس تبریز تجھکو خدا تعالی ایک ایسا مناب یعنی مرید عنایت فرمائیگا جو معارف و حقایق الہٰی آخرین تیرے نام سے نظم کرکے ظاہر کریگا۔ اسی بنا پر شمس تبریز روم مین آئے اور مولانا کو مرید کیا مولانا نے دیوان کا دیوان اونکے نام پر تصنیف کیا۔ اور ہر غزل کے مقطعہ مین تخلص شمس کا شریک کیا عجب ہے کہ نام مصنف کی تبدیلی مین اسمی پیشین گوئی کو دخل ہو ورنہ مطبع کی جانب سے اتنی بڑی غلطی کا ہوجانا خالی از تعجب نہین ہی۔ کیونکہ طرز کلام سے صاف ظاہر ہی کہ وہ شمس تبریز کا مصنف نہین ہی بلکہ اونکی کسی معتقد کا جیسا کہ ؎ پیر من و مرید من درد من و دوای من فاش بگویم این سخن شمس من و خدای من

ع غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم + علاوہ اسکی متعدد شعرای ایرانی کی غزلونکی مصرعونکو مولانا کی طرف منسوب کرکے تضمین کیا علی حزین ؎ این جواب غزل مرشد روم است که گفت من بکوی تو خوشم نافہ تاتار مگیر + دوسرا شعر علی حزین کا یہ ہی + مطرب نوا آغاز کرد من این پردہ بزن کہ یار دیدم

مولانا سے قبل بعض نامی گرامی شعرا کا کلام بلحاظ بندش و نزاکت اعلیٰ درجہ کا ہو نسی دیکھا جاتا ہی لیکن اومین سوا صنائع و بدائع لفظی کے سوز و گداز اور جوش و خروش نام کو بھی نہین ہی چنانچہ انوری۔ خاقانی۔ عبد الواسع جبلی عرفی ظہیر فاریابی مسعود۔ سعد سلمان کے کلام موجود ہین جنمین کہین جوش و جذبات کا نام بھی نہین ہی البتہ حکیم سنائی اور شیخ ابو الخیر ابو سعید اور خواجہ فرید الدین عطار کے کلامو نمین جوش و جذبات کا پتہ ملتا ہی مگر وہ غزلین نہین ہین رباعی یا مثنویات ہین۔ مولانا ہی سب سے پہلے ایک شخص ہین جنہون نے غزل کے پیرایہ مین ان کیفیات کا اظہار کیا ہی اسکی علاوہ آپکی دیوان مین کسی امیر یا بادشاہ کی شان مین کوئی قصیدہ نہین ہی حالانکہ دوسری بزرگ سعدی شیرازی اور خواجہ عراقی کا کلام بھی اس لوث سے پاک نہین ہی آپکی پوری غزل ایک ہی رنگ اور ایک ہی حال مین مستغرق ہوتی ہی مختلف مضامین جیسا کہ اور شعرا کا مذاق ہی آپکی غزل مین مطلق نہین ہوتی جس سے صاف مستی اور بیخودی ٹپکتی ہی جیسا کہ غزل ؎

چو خوز اشک سازم بود نشین نمازم   در محرابم بسوزد چو در و رسد اذانی
عجبا دو رکعت ست این عجبا چہارم ست این   عجبا چہ سورہ خواندم چو نداشتم زبانی
بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم   کہ تمام شد رکوعی کہ امام شد فلانی
من ز قید آن برگریزم مغز را   پوست را پیش سگان انداختیم
جبہ و دستار و علم قیل و قال   جملہ در آب روان انداختیم
باز از پستی سوے بالا شدم   طالب آن قبر زیبا شدم
چار بودم سہ شدم اکنون دوم   از دوی بگذشتم و یکتا شدم
سالکان راہ را محرم شدم   ساکنان قدس را ہمدم شدم
آنچہ از عیسی و مریم یاوہ شد   گر مرا باور کنی آن ہم شدم
رو منو واللہ اعلم مرمرا

وله

چو نماز شام ہر کس بنہد چراغ و خوانی   منم و خیال یاری غم و نوحہ و فغانی
عجبا نماز مستان تو بگو درست ہست این   کہ نداند او زمانی نہ شناسد او مکانی
در حق چگونہ گویم کہ نہ دست ماند و نہ دل   دل و دست چون تو بردی بکہ ای خدا امانی
ما دل اندر راہ جان انداختیم   غلغلی اندر جہان انداختیم
تخم اقبال و سعادت تا ابد   از زمین تا آسمان انداختیم
از کمال شوق تیر معرفت   راست کردہ بر نشان انداختیم
آشنائی داشتم زان سوی جان   باز زانجا کامدم آنجا شدم
جاہلان امروز را فردا کنند   من بہ نقد امروز را فردا شدم
گرچہ عیسی جملگی گشتم زبان   گر لب خاموش چون مریم شدم
پیش نشترہای عشق لم یزل   زخم گشتم صد رہ و مرہم شدم
کشتۂ اللہ و لبس اعلم شدم

مولانا کی مثنوی — مثنوی شریف کی تصنیف کا آغاز ۶۶۲ھ مین ہوا جیسا کہ خود مولانا ارشاد فرماتے ہین ؎

بدارزو دباشد که از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند۔ اور اسی سفر کے دوران مین جب آپ بغداد شریف پہونچے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی قادری رحمۃ اللہ کا آخر زمانہ تہا اُنسی بہی ملاقات ہوی۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا بہی اخیر زمانہ تہا کہ دمشق مین اونسی ملاقات ہوی اور سید برہان الدین محقق ترمذی تلمیذ والد ماجد مولانا جو آپکے اتالیق اور استاد اور ابتدای مرشد تہے اور اونکے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب جنسے بعد وصال حضرت شمس الدین تبریزی کئی سال تک صحبت گرم رہی اور مولانا صدر الدین قونوی خلیفہ ارشد شیخ اکبر موصوف سے سالہا سال تک قونیہ مین مخلصانہ تعلقات رہے مولانا نے اپنی جنازہ کی نماز پڑہانیکے لئے بہی اونہی کو وصیت فرمائی تہی انکے علاوہ شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور فخر الدین عراقی سے بہی اتفاق ملاقات کا ہوا جو شیخ الشیوخ موصوف اور کمال الدین جندی (آپکے دادا پیر) کے خلفاء مین سے تہے اور بو علی شاہ شرف قلندر سے بہی جو مدت تک آپکی خدمت مین مقیم رہے۔ اور شیخ ابو الحسن مغربی شاذلی مصنف حزب البحر۔ اور شیخ عبد اللہ مغربی و شیخ یٰسین مغربی۔ اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سے بہی آپکی ملاقات ثابت ہے بوستان مین بہی مجمل طور پر مذکور ہے کہ شیخ نے ایک بزرگ کی ملاقات کیلئے ملک روم کا سفر کیا لیکن مناقب العارفین مین نہایت وضاحت کیساتھ شیخ کے اس سفر کا حال لکہا ہے کہ شمس الدین بادشاہ والی شیراز کو شیخ کے توسط سے مولانا کی ایک غزل ملی تہی جسکے مضامین نہایت پر جوش اور پر اثر تہے بادشاہ نے اسی ایک غزل کے سُننے کیلئے سماع کی مجالس منعقد کی تہے اور شیخ سعدی کو تحائف بیش بہا دیکر مولانا کی خدمت مین ملک روم شہر قونیہ روانہ کیا تہا اوس غزل کی بعض اشعار یہ ہین ۔

ہر نفس آواز عشق می رسد از چپ و راست | تا بفلک می رویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم | باز ہمان جا رویم باز کہ آن شہر ماست
ما ز فلک برتریم وز ملک افزون تریم | زین دو چرا نگذریم منزل ما کبریاست

علاوہ ان بزرگونکی باعتبار سنہ وفات مشائخ مندرجہ ذیل سے بہی آپکو ہمعصری ہی مگر باہم ملاقات ہونیکا مجکو ثبوت نہین ملا ہی جناب شیخ صدر الدین عارف خلیفہ و فرزند شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مشائخ سلسلہ چشتیہ مین سے آخر زمانہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری رح اور انکے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی رح کا اور اوسط زمانہ انکے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رح کا اور اول زمانہ اون کے خلفاء شیخ جمال الدین ہانسوی رح اور سید علی احمد علاء الدین صابر رح و شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی رح کا اور مشائخ سلسلہ نقشبندیہ مین سے اوسط زمانہ حضرت خواجہ عارف ریوگری رح خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رح اور اونکے خلیفہ جناب محمود انجیر فغنوی رح کا اور اونکے خلیفہ جناب خواجہ علی عزیزان رح رامتینی کی کم عمری کا۔

مولانا کی تصانیف آپکی تصانیف سے تین کتابین مشہور ہین ایک فیہ ما فیہ یعنے اُن خطوط کا مجموعہ جو آپنے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ حاجب شاہی کے نام لکہے تہے دوسرا دیوان تیسری مثنوی۔

مولانا کا دیوان دیوان مین ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہین یہ اُن غزلیات کا مجموعہ ہی جو اکثر حضرت شمس تبریزی کی فراق مین اور بعض شیخ صلاح الدین زرکوب کے بارہ مین لکہی گئی تہین انکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد رح نے کتاب کی حیثیت سے جمع کیا تہا منتخب دیوان جسمین تقریباً ۳۰ ہزار شعر ہین ۱۲۰۹ھ مین پنجاب مین طبع ہوا ہی اور اصل دیوان بلکہ کلیات مطبع نولکشور مین چہپا ہی پوح پر بجائے مولانا کے نام کے غلطی سے شمس تبریز کا نام طبع ہو گیا ہی اس دیوان کے تصنیف کا واقعہ یہ ہی کہ حضرت کمال الدین جندی آپکے دادا پیر جو شمس تبریزی کے پیر تھے اپنے مریدونکو چلہ کشی کا حکم دیا تہا جسکی تفصیلی کیفیت بضمن بیعت مولانا سابقاً بیان ہو چکی ہی کہ مریدین چلہ سے فارغ ہو کر باہر آئے تو فخر الدین عراقی نے جو انہیں معارف اور حقائق بطور واردات منکشف ہوے تھے بصحیفہ

بوستان شیخ سعدی شیرازی موجود ہین انکو مثنوی کی قبولیت کے ساتھ کچھہ نسبت نہین ہے۔

مثنوی کی شرحین | مثنوی شریف کی جسقدر شرحین لکھی گئی ہین کسی اور فارسی کتاب کی نہین لکھی گئین بعض شروح کے نام یہ ہین۔

نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف
۱	شرح مثنوی موسومہ کنز الحقائق	سنہ ۸۴۰	۱۰	شرح شیخ عبد المجید سیواسی	سنہ ۱۰۴۹	۱۷	شرح مولانا ولی محمد اکبر آبادی	سنہ ۱۱۳۰
۲	″ بعض اشعار مثنوی علاء الدین حسین واعظ	سنہ ۸۷۵	۱۱	″ شاہ محمد افضل الہ آبادی	سنہ —	۱۸	″ مولانا محمد رضا رح	سنہ —
۳	″ بعض اشعار مثنوی مولانا جامی نقشبندی	سنہ ۸۹۵	۱۲	″ مولانا محمد ایوب لاہوری سہروردی	سنہ ۱۱۵۵	۱۹	″ مولانا عبد اللطیف رح	سنہ —
۴	″ ″ ولی مصطفی بن شعبان ۶ جلد مین	سنہ ۹۶۹	۱۳	″ بعض اشعار عبد اللہ بن محمد مس الکتابت	سنہ —	۲۰	″ ملا نظام الدین لکھنوی فرنگی محلی	سنہ ۱۱۶۱
۵	شرح سودی	سنہ ۱۰۰۰	۱۴	″ بعض اشعار حسن چلپی نتو کاشف الله اکبر	سنہ —	۲۱	″ مولانا عبد العلی بحر العلوم	سنہ ۱۲۲۵
۶	جواہر الاسرار حسین بن حسن	سنہ ۱۰۲۰						
۷	شرح کمال الدین خوارزمی	سنہ ۱۰۴۰	۱۵	منہج القوی لطلاب المثنوی عربی	سنہ —	۲۱	کشف العلوم شرح مثنوی مولانا امام	سنہ ۱۳۰۸
۸	شرح اسمعیل انقروی ۶ جلد مین	سنہ ۱۰۴۲	۱۶	″ بعض الفاظ مشکلہ و آیات و احادیث		۲۳	سر المکتوم شرح	سنہ —
۹	شرح اسمعیل قیصری	سنہ —		موسومہ بہ ازہار مثنوی مصنفہ علامہ [illegible] بن یحیی شیرازی	سنہ —	۲۴	شرح بعض ابیات مثنوی مصنفہ عبد الرحمن موسومہ بہ کتاب [illegible]	سنہ ۱۳۱۵

مثنوی پر اعتراض اور انکا جواب | مثنوی شریف کی اس قبولیت اور ظہور برکات کی باوجود جہلا اسپر اعتراض کئے بغیر نہ رہ سکی سچ ہے عیب نماید ہنرش در نظر

اس سے مثنوی شریف کی حقیقی شان مین کچھہ کمی نہین آسکتی **شعر**

چراغی راکہ ایزد بر فروزد	ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد

چنانچہ مثنوی شریف مین ایک مقام پر والدہ حضرت یحیی و والدہ حضرت عیسی کا بحالت حمل باہم ملاقات کرنا اور دونو بچونکا حالت حمل مین ایک دوسرے کی والدہ کو سجدہ کرنیکا واقعہ مذکور ہے **مثنوی**

مادر یحیی چو حامل بُد از و	بود با مریم نشستہ رو برو

اسکو مولانا کی بعض معصرون نے کہا تھا کہ خلاف قیاس ہے **مثنوی**

ابلہان گویند این افسانہ را	خط کش زیرا دروغ ست و خطا

زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش	بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش
مادر یحیی کجا دیدش کہ تا	گوید او را این سخن در ماجرا

آپنے اسکا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے کہ ہمارا مقصد قصہ سے صرف اسکا نتیجہ ہے اگرچہ ان دونون بظاہر ملاقات جسمانی نہین ہوئی مگر دونو صاحب باطن تھے انکی اس قسم کی ملاقات ہوا کرتی ہے جس سے اہل ظاہر واقف نہین ہوسکتے ؎ و زند یدیش نز برون فرزند درون | از حکایت گیر معنی اے زبون

اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست	معنی اندر وی بسان دانہ ایست
گفت نحوی زید عمرا قد ضرب	گفت چونش کرد بیجرم ادب
گفت این پیمانہ معنی بود	گندمش بستان کہ پیمانہ است رد

دانہ معنی بگیرد مرد عقل	ننگرد پیمانہ را گر گشت نقل
عمرو را جرمش چہ بُد کان زید خام	بیگناہ او را بزد ہم چون غلام
عمرو زید از بہر اعراب است ساز	گر دروغست آن تو با اعراب ساز

ایک قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو از رو حسد مثنوی کہنا شروع کیا تھا مولانا انکو مخاطب کرکے ارشاد فرماتے ہین ؎

اے سگ ناپاک بر مسند قوی	مثنویم را تو گوئی مثنوی
اے چنان افسانہا بشنیدہ	ہمچو شین بر نقش آن چفسیدہ

مطلع تاریخ این سود او سود　سال اند ششصد و شصت و دو بود ☆ اور باعث تصنیف خواجہ حسام الدین چلپی ہوے جیسا کہ منقول ہے کہ
ایک شب اونکو یہ خیال آیا کہ مولانا سے ایک مثنوی مثل مثنوی منطق الطیر عطار رح تصنیف کرنیکی درخواست کرونگا اونکا یہ خیال مولانا پر ظاہر ہوگیا ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش　حاضری و غایبی بس باخبر
شیخ چون شیرست و دلہا بیشہ اش　اولیا اطفال حق اند اے پسر

اور اوسی شب مین تصنیف شروع فرمادی شروع کی ۱۳ شعر تا ع بس سخن کوتاہ باید والسلام ☆ اوسیوقت لکھ دئے
صبحکو حسب عادت جب خواجہ حسام الدین آپ کیخدمت مین حاضر ہوے تو آپنے وہ اشعار اونکو دکھاے وہ سخت متعجب ہوے اور اپنا رات کا واقعہ بیان
کیا یہی وجہ ہی کہ سواے دفتر اول کے سب دفترونکو خواجہ حسام الدین ہی کے نام سے مولانا نے شروع کیا ہی - مولانا اول شب مین تصنیف فرماتے تھے
وہ اخیر شب مین صاف کرکے صبح تک حاضرین مجلس کو سنادیتے تھے یہانتک کہ دفتر اول پورا ہوگیا اسکے بعد بقضاے الہی اونکی زوجہ نے انتقال کیا
وہ خانہ داری کے مخصوصین میں پھنس گئے اور مثنوی شریف کی تصنیف بند ہوگئی جب دو سال کے بعد وہ فارغ البال ہوے تو انہون نے پھر مولانا سے تصنیف کا
اصرار کیا اور مولانا نے دفتر دوم شروع کیا ؎

مدتی این مثنوی تاخیر شد　مہلتے بایست تا خون شیر شد
چون ضیاء الحق حسام الدین عنان　باز گردانید ز اوج آسمان
چون بمعراج حقایق رفتہ بود　بے بہارش غنچہا نشگفتہ بود

مثنوی کا دفتر ہفتم　چھ دفتر تمام ہوچکنے کے بعد مولانا سخت علیل ہوگئے اور ساتوین دفتر کے بابت آپنے فرمایا کہ ؎

در دل ہر کس کہ باشد نور جان　باقی این گفتہ آید بے گمان

بعض کا بیان ہی کہ اس بیماری سے نہ جانبر ہو سکنے کی وجہ سے ساتوان دفتر تصنیف نہ ہو سکا لیکن صحیح بات یہ ہی کہ مولانا تندرست ہوگئے تھے
انہون نے خود ساتوان دفتر تصنیف فرمایا جسکا آغاز یہ ہے ؎

ای ضیاء الحق حسام الدین سعید　دولتت پایندہ عمرت بر مزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر　بر فراز چرخ ہفتم کن سفر
سعد اعداد است ہفت اے خوش نفس　زانکہ تکمیل عدد ہفت است و بس

مثنوی کی تعریف　متاخرین نے حسب لیاقت خود مثنوی اور اوسکے مصنف کی توصیف کی ہے ؎

اسجگہ ہی گفتہ جامی بجا　نظم او در ناظم کے حق مین جو کہا
مثنوی مولوی معنوی　ہست قرآن در زبان پہلوی
من چہ گویم وصف آن عالیجناب　نیست پیغمبر ولے دارد کتاب

☆ اور اس سے بھی بہتر آپکی عربی ایک رباعی ہی جسمین آپ نے اپنے خواب کا
واقعہ بیان کیا ہی کہ حضرت رسولخدا صلعم تشریف فرما ہین اور اونکے سامنے مثنوی شریف پیش ہی آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اگرچہ معارف و حقائق
مین آجتک بہت سی کتابین تصنیف کی گئین لیکن اونمین مثنوی کے مماثل ایک بھی نہین ہے ؎　رباعی

اِنِّی اَبْصَرْتُ فِی نَوْمِی الرَّسُوْل　فِی یَدَیْہِ الْمَثْنَوِیْ وَھُوَ یَقُوْل
صُنِّفَتْ کُتُبٌ کَثِیْرَۃٌ مَعْنَوِیْ　لَیْسَ فِیْہَا کَالْکِتَابِ الْمَثْنَوِیْ

اس خواب کی تصدیق مین یہ امر کافی ہی کہ اسوقت تک اس کتاب کے مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیا کبار سے ہوگئے - اگر کوئی شخص
کسی مضمون مین بطریق اقتباس مثنوی شریف کے اشعار نقل کردیتا ہی تو اوسمین جان پڑجاتی ہی واعظونکے وعظ مین مثنوی کے اشعار سے تاثیر پیدا ہوجاتی
ہی جسکے سننے سے مردہ دل زندہ ہوجاتے ہین اس کتاب سے علما و فضلا نے جسقدر اعتنا کیا ہی کسی اور فارسی کتاب سے نہین کیا بہت سی نامی
اور مستند کتابین مثل شاہنامہ فردوسی و حدیقہ حکیم سنائی و منطق الطیر و الٰہی نامہ و اسرار نامہ و پندنامہ خواجہ فریدالدین عطار و گلستان و

دیوان مین ایک مقام پر فرماتے ہین ہفت شہر عشق را عطار گشت | ما ہمان اندر خم یک کوچہ ایم | دوسری جگہ فرماتے ہین

عطار روح بود و سنائی دو چشم ما | ما از پی سنائی و عطار آمدیم | اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مولانا کی کسر نفسی ہے ورنہ خود مولانا ایک بحر ذخار ہین اور انکی مثنوی دریائی ناپیدا کنار ہے اول تو مثنوی کے مضامین ان کتابون مین نہین ہین اگر کہین ہین تو نہایت مختصر اور ناتمام اور مثنوی مین کامل ہین

مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ | حدیقہ مین روح کی بابتہ لکھا ہے روح با عقل و علم داند زیست | روح را پارسی و تازی نیست

اسی مضمون کو مولانا مثنوی شریف کے دفتر دوم مین فرماتے ہین

بحث عقل و حس اثر دان یا سبب | بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
بحث جان اندر مقام دیگرست | بادۂ جان را قوام دیگرست
روح صالح قابل آفات نیست | زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
روح خود را متصل کن اے فلان | زود با ارواح قدس سالکان

روح با علم ست و با عقل ست یار | روح را با تازی و ترکی چہ کار
بحث عقلی گر در و مرجان بود | آن دگر باشد کہ بحث جان بود
روح ہمچون صالح و تن ناقہ است | روح اندر وصل و تن در فاقہ است
ناقہ جسم ولی را بندہ باش | تا شوی بر روح صالح خواجہ تاش

حدیقہ مین دل کی حقیقت اسطرح سے بیان کیگئی ہے

زدر تن کہ صاحب نکتہ است | تا بدل دل ہزار سالہ رہ است
پر و بال حسن ز دل باشد | تن بے دل جوال گل باشد
اصل ہزل و مجاز دل نبود | دوزخ خشم و آز دل نبود
دل سے منظر ست ربانی | حجرۂ دیو را چہ دل خوانی
اینکہ دل نام کردہ بہ مجاز | رو بہ پیش سگان کوی انداز

از در چشم تا بہ عیبۂ دل | عاشقان را ہزار و یک منزل
باطن تو حقیقت دل تست | ہرچہ جز باطن تو باطل تست
پارۂ گوشت نام دل کردی | دل تحقیق را بحل کردی
نیست عیبی کہ یک رہ ہمال | خواندہ شکل صنوبری را دل
دل کہ با جاہ و مال دارد کار | آن سگی دان و آن دگر مردار

مولانا نے دل کی ماہیت مثنوی شریف کے دفتر سوم مین اسطرح سے بیان کی ہے

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست | دل فراز عرش باشد نے بہ پست
زانکہ را ہست مغلوب گل است | پس دل خود را مگو کاین ہم دل است
پاک گشتہ زان ز گل صافی شدہ | در فزونی آمدہ وافی شدہ
آنچنان کہ آب در گل در کشد | کہ منم آب و چرا جویم مدد
لطف شیر و انگبین عکس دل است | سر خوشی آن خوش از دل حاصل است
باغہا و سبزہا درعین جان | بر برون عکسش چو در آب روان
ہم بہ بینی نقش و ہم نقاش را | فرش دولت را و ہم فراش را
زانکہ حد دست و معدود ست آنیا | آئینہ دل خود نباشد این چنین
صورت بیصورتی بیحد و غیب | ز آئینہ دل تافت موسی را ز جیب
نور نور چشم خود نور دل ست | نور چشم از نور دلہا حاصل ست

در گل تیرہ یقین ہم آب ہست | لیک ازان آبت نشاید آب دست
آن دلے کز آسمانہا برتر است | آن دل ابدال یا پیغمبر است
سر کشیدی تو کہ من صاحب دلم | حاجت غیرے ندارم واصلم
خود روا داری کہ این دل با خداست | کہ بود در عشق شیر و انگبین
بس بود دل جوہر و عالم عرض | سایۂ دل چون بود دل را غرض
آئینہ دل چون شود صافی و پاک | نقشہا بینی برون از آب و خاک
گرچہ آن صورت نہ گنجد در فلک | نہ بعرش و فرش و دریا و سمک
روزن دل گر گشادہ است و صفا | میرسد بے واسطہ نور خدا
کان جمال دل جمال باقیست | دولتش از آب حیوان ساقیست
باز نور نور دل نور خدا ست | کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

مثنوی ما دکان وحدتست — وحدت اند وحدت اندر وحدتست۔ ایک شخص کو رباطن مثنوی کو نشتوی کہتا تھا اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین ؎

گیرم ای کر خود تو آن را نشنوی — مرمرا افسانه می پندار شنید

چون مثالش دیده چون نگروی — تخم طعن و کافری میکاشتی

ای سگ طاعن تو عوعو میکنی — این نه آن نقش است کز وی جان بری

طعن قرآن را برو تو میکنی — یا ز پنجهٔ قهر او ایمان بری

بعض صاحبون نے کہا کہ اسمین کہانی قصے ہین جسکو تصوف کے معارف و اسرار سے کچھ نسبت نہین ہے ؎

کین سخن پست است یعنی مثنوی — قصهٔ پیغمبر است و پیروی

از مقامات تبتل تا فنا — پایه پایه تا ملاقات خدا

نیست ذکر و بحث اسرار بلند — که دوانند اولیا زان سو سمند

جمله سرتاسر فسانه است و فسون — کودکانه قصه بیرون و درون

مولانا نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ کفار و منافقین نے قرآن شریف پر بھی اسی قسم کا اعتراض کیا تھا اذ قالوا ما هذا الا اساطیر الاولین ؎

چون کتاب الله بیامد هم بر آن — این چنین طعنه زدند آن کافران

که اساطیر است و افسانه نژند — نیست تعمیقی و تحقیقی بلند

کودکان خورد فهمش میکنند — نیست جز امر پسند و ناپسند

ذکر اسمعیل و ذبح جبرئیل — ذکر قصه کعبه و اصحاب فیل

ذکر بلقیس و سلیمان و سبا — ذکر داود و زبور و اوریا

ذکر الیاس و شعیب و قوم او — ذکر یونس ذکر لوط و قوم او

مثنوی کی تنقیص — مفتی میر عباس صاحب مرحوم لکھنوی نے اپنی کتاب [illegible] سلوک کی تعریف کے ضمن مین مثنوی شریف کی تنقیص کی ہے ؎

این کلام صوفیان مشوم نیست — مثنوی مولوی روم نیست

در [illegible] تو شیرین کلام — زانکه باشد در گنه لذت تمام

تنقیص کا جواب — جناب امیر ورا آغا سید علی الموسوی الشوستری [illegible] طاب ثراه سلطان العلما [illegible] فرماتے ہین ؎

عارف بالله مولانای روم — اهل باطن می شناسد نور دل

شد سر و مفتوح چون باب العلوم — لیک کور از وی نبیند آب و گل

که بلندی کلام ایزدی — شان مولانا است بس عالی مقام

هم حدیث مصطفی در مثنوی — مثنوی ایمان طفلی و اسلام

مولانا کا فیصلہ — معترض اور محب دونون صاحبون کے خیالات کا ایک شعر مین مولانا مثنوی شریف مین خود تصفیہ فرما گئے ہین ؎

دید احمد را ابوجهل و بگفت — زشت نقشی کز بنی هاشم شگفت

گفت احمد مر ورا که راستی — راست گفتی گرچه کار افزاستی

دید صدیقش بگفت ای آفتاب — نی ز شرقی نی ز غربی خوش بتاب

گفت احمد راست گفتی ای عزیز — ای رهیده تو ز دنیای نه چیز

حاضران گفتند کای صدر الوری — راست گو گفتی دو ضد گو چرا

گفت من آیینه‌ام مصقول دست — ترک و هندو در من آن بیند که هست

الحاصل ؎

نور خواهی مستعد نور شو — دور خواهی خویش بین و دور شو

مولانا اور حدیقہ اور الٰہی نامہ — مولانا نے مثنوی اور دیوان مین متعدد مقامات پر حکیم سنائی غزنوی اور خواجہ فرید الدین عطار اور انکی تصانیف کی توصیف فرمائی ہے مثنوی مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎

ترک جوشش کرده ام من نیم خام — از حکیم غزنوی بشنو تمام

در الهی نامه گوید شرح این — آن حکیم غیب و فخر العالمین

دوسری جگہ فرماتے ہین ؎

بشنو این پند از حکیم غزنوی — تا بیابی در تن کهنه نوی

تیسرے موقع پر فرماتے ہین ؎

بشنو از قول سنائی [illegible] معنی [illegible]

[illegible] از دل رهبان گوش کن — [illegible] را [illegible] هوش کن

گر تو ملکتانی ز باطن دیده — زود یابی سر [illegible] دیده

[illegible] دانا الله [illegible] بگفت — در حقیقت زین صدف [illegible]

حالات حضرت خواجہ درویش محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جنھون نے مثنوی شریف کا یہ انتخاب موسوم بہ لب لباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

آپ کا نام نامی خواجہ درویش محمد ولدیت مولانا دوست محمد بخاری مقام ولادت شہر کشہ توابع بخارا ہے آپ حضرت شیخ عبد الخالق غجدوانی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہا العزیز کے حقیقی نواسے اور حضرت مولانا محمد زاہد خلیفہ اعظم حضرت ناصر الدین محمد خواجہ عبید اللہ احراری قدس سرہما العزیز کے بہانجے ہین۔ آپ بعد تحصیل علوم ضروریہ ابتدا سن شعور سے عبادت و ریاضت مین مشغول اور تفرید و تجرید مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح سے آپ پندرہ سال تک پابند رہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کئی روز تک کچھ خورد و نوش کیلئے میسر نہ آیا اور بھوک کی بیتابی سے زمام صبر ہاتھ سے جانے لگی تو آپ نے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نظر کی فوراً ہی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ اگر آپ تعلیم صبر و قناعت چاہتے ہین تو مولانا زاہد (محمد عوج)

نورِ حق را نورِ دل تزئین بود — معنیٔ نورٌ علیٰ نور این بود

اوسکی کیفیت حدیقہ مین اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

عاشقی خوش مست و لبس بی نوا — زخمہا خوردہ است سے نے زہوا
از دمش شعلہ باہمی خیزد — چہ عجب گر نے آتش انگیزد

عرفاکے نزدیک (نی) بانسری سے انسان کامل جو بیان اصل مراد ہے

نالہ نے زدرد خالی نیست — شوق از دے زدرد خالی نیست
بے زبان گوش را خبر کردہ — بے بیان ہوش را خبر کردہ

مولانانے مثنوی شریف کے دفتر اول کو اسی مضمون سے آغاز کیا ہے ؎

بشنو از نے چون حکایت میکند — از جدائیہا شکایت میکند الخ

نادرات مثنوی — مثنوی شریف کی طرز بیان کی عمدگی اور مضامین کی جامعیت کے علاوہ اوسمین اور بھی بہت سی نادرات موجود ہین جیسے مباحث ذات و صفات حضرت باریتعالیٰ علم توحید۔ وحدۃ الوجود۔ فنا و بقا و دیگر مقامات و حالات سلوک کیفیت روح تجدد امثال وغیرہ و علم کلام و مناظرہ حکمت و فلسفہ تجاذب اجسام کشش ذرات مسئلہ ارتقا وغیرہ جو فی زمانہ اہل سائنس نے تحقیقات جدیدہ سے دریافت کیے ہین جسکی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے۔

مشکلات تصنیف مثنوی — اسکی تصنیف کے وقت جو جو دقتین مولانا کو پیش آئین اونکو ملحوظ رکھکر اگر مثنوی شریف کی خوبیون پر نظر کیجاے تو مزید محاسن ظاہر ہونگے اسکی تصنیف سے ذرا پہلے علامہ فخر الدین رازی کا زمانہ گذرا تھا جو بادشاہ وقت کے اوستاد اور مشیر خاص اور حکمت و فلسفہ اور منطق کے مقتدا اور عقائد اشعریہ کے سرپرست اور امام تھے انہون نے اپنے خیالات اور عقائد کا نہایت ہی زور و شور سے تمام مین صور پھونک دیا تھا جسکی ہنوز چار و نطرف صدا مین گونج رہی تھین اور اونکے تلامذہ ان عقائد کی اشاعت مین مصروف و ہمہ تن کوشان تھے آپنے اونکے مقابلہ مین تردید کر کے عقائد ماتریدیہ حنفیہ کا ثبوت دیا ہے جو عام طور پر مقبول خلائق ہو گیا دوسری مشکل جو اوس سے بھی زیادہ سخت تھی یہ پیش آئی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے ہی دن پہلے ان اسرار ربانی اور معارف حقانی کا جو اونپر بطور وارِدات منکشف ہوئی تھی اپنی کلمات قدسی آیات مین اظہار فرمایا تھا جو سراسر حق تھا چونکہ بحالت بیخودی و مستی و مدہوشی بطور شطحیات آپسے یہ کلمے ظاہر ہوے تھے اسلئے آپ ہی کی ذات تک محدود تھے چنانچہ شیخ رح الزام افشاء اسرار الربوبیۃ کفر سے پاک اور بری ثابت تھے چنانچہ قطب وقت شیخ الشیوخ شہاب الدین قادر سہروردی (جو حضرت غوث پاک کے مرید اور خلیفۃ الخلیفہ تھے) عام طور پر بغداد اور نواح عراق مین حکم دیدیا تھا کہ لا تتبعوا ھذا الملحد اور جب شیخ رح کا وصال ہوا تو آپ بہت روئے اور فرمایا لقد مات ولی من اولیاء اللہ (از کلیات امدادیہ) تاہم بہت سے عوام کالانعام جو ہنوز منزل و مقام سے نا آشنا تھے محض قول الشیخ اکبر رح کے مقلد ہو کر مدعی انا الحق ہو گئے ؎ مشکل حکایتی ست کہ ہر ذرہ عین اوست اما نمی توان کہ اشارت باو کنند۔ جیسے عوام متصوفین نے جو اتحاد و حلول کے فرق سے بھی ناواقف ہین محض بقول ع اے قناعت کردہ از ایمان بقول قولی توحید پر اکتفا کر لیا ہے اور خلاف شرع شریف احوال و افعال کفر و اتحاد کا نام تصوف رکھ لیا ہے مولانا نے ان خیالات کی تردید مین مختلف دعاوی انا الحق حضرت منصور و سبحانی حضرت بایزید کے ضمن مین اصلی حال اور مصنوعی قال کا نہایت ہی عمدگی سے امتیاز اور فرق ظاہر کر کے دکھایا ہے۔

مثنوی

آنکہ او بے درد باشد رہزنست — زانکہ بیدردی انا الحق گفتنست
گفت فرعونے انا الحق گشت پست — گفت منصورے انا الحق و برست
آن انا منصور رحمت شد یقین — وان انا فرعون لعنت شد ببین
این انا ہو بود در سرے فضول — ز اتحادِ نور نز راہِ حلول
یک انانائیم رستہ از انا — از انائے پر بلائے پر عنا

آن انا بے وقت گفتن لعنت ست — وین انا در وقت گفتن رحمت ست
آن انا را لعنۃ اللہ در عقب — وین انا را رحمۃ اللہ اے محب
لاجرم مرمرغ بے ہنگام را — سر بریدن لازم ست اعلام را
تو انا ربّ ھمی گوئی مدام — غافل از ماصیتِ این ہر دو نام
آن انائے بر تو اے سگ شوم بود — در حقِ ما دولتِ مختوم بود

تمت

اولیاء وقت کے فیضان سے محروم ہین - اسکے بعد عام طور پر لوگونکو آپکی کمالات کا علم ہوا اور ہر طرف سے جوق جوق عاشقان خدا طالبان راہ صدق وصفا آپکی خدمت میں حاضر ہو استفادہ کرنے لگے تیسرا واقعہ یہ گذرا کہ شیخ خوارزمی کرد جو اوس زمانہ کے ایک مشہور صاحب تصرف بزرگ تھے اور اونکا دستور تھا کہ جہان کہین جاتے تھے وہان کے اولیاء اللہ کی کرامت اور نسبت اپنی نسبت قویہ سے سلب کر لیتے تھے اتفاقاً آپ کے وطن مین بھی آئے تو وہانکے اور بزرگون کی کرامات سلب کرنے کے وہان جاکر خود اپنی نسبت کو گم پایا اور بالکل خالی اور معرا ہو گئے ہر چند کوشش کیساتھ مراقبہ کیا مگر نسبت پیدا نہ ہوئی - جس سے نہایت درجہ وہ حیران و پریشان ہو گئے اور حالت ابتر ہونے لگی لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی زبردست بزرگ ہین لوگون نے آپکا نام بتایا تو وہ آپکی ملاقات کیلئے نکلے جون جون وہ آپکے نزدیک پہونچتے تھے نسبت کا اثر زیادہ محسوس ہوتا تھا حتی کہ وہ آپکی خدمت مین پہونچے تو پھر نسبت سے بالکل خالی ہو گئے اس سے اونکو یقین ہو گیا کہ انہی بزرگ کے تصرف سے نسبت سلب ہو گئی ہے پھر تو انہون نے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ مجکو معلوم نہ تھا کہ یہ اقلیم آپ کے زیر ولایت ہے اسکے بعد بہت خوشامد کی تو آپ نے اونسے عہد لیا کہ آئندہ وہ کسی بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرین گے - اونکی نسبت و کرامت اونکو واپس دیدی اور وہانسے نکلجانے کا حکم دیا وہ جہان سے آئے تھے فی الفور وہان کو واپس ہو گئے - مثنوی معنوی حضرت مولنا رومی قدس سرہ السامی کی تعلیم حضرت مصنف سے لیکر یکے بعد دیگرے آپکے بزرگون مین متصل چلی آتی تھی کہ آپکو بھی پہونچی اور آپ بکمال ذوق و شوق کیساتھ مثنوی شریف کے مطالعہ مین محو رہتے تھے آپ نے بہ اجازت باطنی حضرت مصنف اور بتائید روحانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رح سنہ ۹۰ مین

کی خدمت مین جاکر حاصل کرو۔ آپ نے مولانا کے مرید ہوگئے اور اونکی خدمت بابرکت مین
ناقد رہکر سلوک اور معارف کی تکمیل کی اور شرف خلافت سے سرفرازی پائی۔ کمال
تقوی اور زہد و ریاضت مین آپکے اوقات معمور تھے۔ آپکی نسبت نہایت قوی
اور عالی تھی مگر جسطرح کہ دستور بزرگان خاندان علیہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے آپ بھی نہایت
ہی گمنامی اور مخفی الحال کے ساتھہ بچون کو قرآن شریف پڑہاکر زندگی بسر کیا کرتے تھے
ابتداءً آپ کی شہرت کا یہ سبب پیش آیا کہ ایک کسی بزرگ کا آپکے وطن مین گزر ہوا
اونہون نے اپنے کشف باطنی سے آپکی کرامات اور نسبت عالیہ کے مقامات کا
ادراک کیا اور کہاکہ یہان کوئی صاحب اولیاء کبار مین سے ہین تلاش کرنا چاہئیے۔ یہ
کہکر جستجو شروع کی جسطرف سے نسبت کا اثر محسوس ہوتا تھا اوسطرف چلے حتی کہ آپ سے
ملاقات ہوی اور دونون آپس مین راز و نیاز کی گفتگو کی۔ لوگونکو اس کا علم ہوا اور کسیقدر
چرچا ہوگیا۔ اس کے تہوڑے دنون بعد دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ شیخ نورالدین خوافی
آپکے وطن مین آئے آپ اونکی ملاقات کیلئے اپنے معمولی لباس مین تشریف لیگئے
دونون نے دیر تک باہم معانقہ کیا اور آپس مین مراقب ہوے بعدہٗ آپ مرخص ہوے
تو اونہون نے کئی قدم تک آپکی مشایعت کی اور مودبانہ آپکو رخصت کیا۔ جب آپ
وہان سے تشریف لے آئے تو اونہون نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آپکی خدمت
مین بہت سے طالبان خدا اکتساب فیضان باطنی فرمانے کیلئے آتے ہونگے لوگون نے
عرض کیا کہ یہ صاحب کوئی بزرگ اور شیخ نہین ہین ایک معمولی آدمی ہین اور بچونکو کلام اللہ شریف
پڑہاکر بسر اوقات کیا کرتے ہین۔ یہ سنکر شیخ نورالدین خوافی کو کمال تعجب ہوا اور حیرت سے
فرمایا کہ یہان کے آدمی نہایت ہی کجھ باطن اور ناقدرشناس ہین کہ ایسے کامل و مکمل شیخ

رسالهٔ فارسی در کیفیت انتخاب لب لباب

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین ۝
اما بعد میگوید ضعیف العباد درویش محمد یوسف محمد بخاری که یکے از غادمان کمینه و مریدان
کهینهٔ حضرت معارف دستگاهی حقایق آگاهی عارف اسرار لاهوتیه کاشف انوار جبروتیه نقاوهٔ ابرار
زبدهٔ اخیار خواجه عبید الله احرار است که چون مثنوی مولوی جلال الدین رومی مانند بحر زخار ناپیداکنار
و مثل شجرهٔ طیبه کہ اصلها ثابت و فرعها فی السماء از طبع شریفش بر آمده و نشو و نما یافت و اکثر مردم طالب
آن شدند که درین بحر بے پایان غوطه زده لآلی آبدار و درر شاهوار بر آرند و سعی نمودند که ازین شجرهٔ ثمرهٔ
حکمیه بچینند اما نتوانستند چه این کتاب معجزه و کرامت مولوی ست تا زمانیکه الهام ربانی والقای
رحمانی از پردهٔ غیب رونماید و این غوامض و مشکلات از قوت شیخ کامل و مرشد اکمل نکشاید بکنه
آن رسیدن و بر اسرار آن مطلع شدن از مقولهٔ محالات و از قبیل ممتنعات است زیراکه این مثنوی نزد
اکثر علمائے شریعت و عالمان مفسر قرآن و احادیث و اهل سلوک و حقائق و پیش فقهائے دین
و اهل یقین بسیار معتبر ست کلام حضرت مولوی را بطریق استدلال در کتب معتمدهٔ خود ها می آرند خصوصاً
نزد خواجگان نقشبندیه رحمهم الله که نزدیک ایشان بسیار مقبول و معتبر ست چنانچه اکثر اعزهٔ این سلسلهٔ شریفه

مثنوی شریف کا باہواری انتخاب موسومہ بہ لب لباب فرمایا اوسکی تفصیلی کیفیت رسالہ فارسی مشمولہ ہذا کے معائنہ سے واضح ہوگی جب عالم رویا میں یہ لب لباب حضرت مولانا کے ملاحظہ میں پیش ہوا تو آپنے تبسم فرماکے ارشاد کیا کہ "مبارک ست ہرکہ ازین انتخاب بابے بعد از نماز بامداد و بابے بعد از نماز عصر خواہد خواند بے شک روز قیامت ہمسایہ من در بہشت برین بیابے خواہد یافت و انواع اسرار و حقائق و معارف الٰہی بروے مکشوف خواہد شد" سلسلہ اکابر نقشبندیہ میں زمانہ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے اب تک صبح و شام ایک ایک باب پڑھنے کا معمول مقرر ہے سبقاً سبقاً اسکی تعلیم جاری ہے بعد تکمیل کے سند دی جاتی ہے فقیر عفی عنہ کا آپ تک سلسلہ متصلہ حسب ذیل ہے۔

والدی و شیخی حافظ محمد عباس علیخان الامروہی تلمیذ مولنا سید شاہ فخر الدین احمد عرف حکیم پادشاہ قادری نقشبندی الالہ آبادی تلمیذ سید شاہ فرخ علی نقشبندی الکڑہوی تلمیذ مولانا سید شاہ ابوالحسن النصیر آبادی تلمیذ مولانا مراد اللہ التھانیسری تلمیذ مولنا نعیم اللہ البہرایچی تلمیذ شمس الدین مرزا مظہر جانجانان شہید الدہلوی تلمیذ سید نور محمد البدایونی تلمیذ شیخ سیف الدین السرہندی تلمیذ و والدہ خواجہ محمد معصوم القیوم الثانی تلمیذ و والدہ امام ربانی مجدد الف ثانی القیوم الاول تلمیذ خواجہ باقی باللہ الکابلی ثم الدہلوی تلمیذ خواجہ محمد آدم امکنگی تلمیذ و والدہ خواجہ درویش محمد بخاری صاحب الانتخاب آپ نے ۹ محرم ۹۷۰ھ میں وصال فرمایا موضع اسفرار مضافات سبزوار علاقہ ملک ماوراء النہر میں آپکا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

العبد الحقیر
فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی

زیارت کردی من بر قدم ایشان افتادم ایشان بر من بسیار التفات فرموده تصرف کردند که علوم اولین و آخرین جمله بر من روشن گردید و در اندک مدت این انتخاب را مسوده نموده بنظر مبارک ایشان در آوردم ایشان نیز دیده فرمودند که مبارکست پس بخواجه قاسم اشارت نمودند که بطالبان فرماید که مسودهٔ این را بگیرند و هر روز مواظبت نمایند که هر که همیشه صبح و شام از این انتخاب یکباب بخواند ثمر برکات و حسنات بنهایات باشد بعد از آن این ابیات برخواندند ؎

اینچنین فرمود مولانای ما ‌‌ پیشوای اهل دین مقتدا
مثنوی را هر که خواند صبح و شام ‌‌ آتش دوزخ برو گردد حرام
سر حکمت پیش او روشن شود ‌‌ صاحب شکر فنای تن شود
در معارف در حقائق بی نظیر ‌‌ گردد او از خوف حق دایم نذیر
از حسد و ز کینه دل صافی کند ‌‌ دائما در یاد حق او دم زند
از بلیات جهان یابد امان ‌‌ عارف کامل شود اندر زمان
در قیامت حشر او با انبیا ‌‌ می شود از همت آن پیشوا

پس این فقیر انتخاب را بعینه چنانچه خواجهٔ بزرگ قدس سره از سینهٔ من بر آورده بود نقل کرد تا هر که مطالعه کند حظ دنیا و آخرت یابد و این مستمند را از فاتحهٔ فاتحه یاد نماید که اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِینَ اللهم احفظ لقاریها و سامعها و ناظرها بحق آیات القرآن بمنه و فضله برحمتک یا ارحم الراحمین ۞

قطعهٔ تاریخ طبع لب اللباب نتیجهٔ فکر جناب شاهزاده محمد امیر الملک بهادر جعفری قادری نقشبندی

عالیجناب مولوی احمد حسین خان ‌‌ فیض جهان نمود که الله الصمد
شائع کتاب کرد که مذکور کسب بود ‌‌ لب لباب مثنوی رحمت ابد

۱۳ ۲۸

فقیر را باعث می بودند که اگر ازین کتاب مستطاب دُررِ غُرر و جواهرِ زواهر بر وجه ایجاز برآری
بطریق انتخاب و فهرستِ ابواب پس خالی از فوائد نخواهد بود باین سبب که سند این مثنوی این
ابا عن جدٍ از حضرت مولوی باین فقیر رسیده بود تا روزے حضرت ایشان قدس الله روحه با
فقیر ارشاد کردند که اے فلانے درین روزها از کتب معتبره چیزے مطالعه میکنی عرض کردم که فرصت
ندارم اما گاه گاهی مثنوی حضرت مولوی رح دیده می شود و از حضرتِ عزیزان علی رامیتنی منقولست
که هر که مثنوی شریف را ملازمت نماید و هر روز صبح و شام پاره ازین با وضو و عقیدت خوانده باشد
از جمیع آفات و بلیاتِ آخر زمان در امان باشد و ابوابِ کشف و یقین بر وے مفتوح گردد بعده
حضرتِ ایشان باین فقیر فرمودند که کتاب مثنوی مولوی بسیار طول دارد اگر تو ازین کتاب انتخاب
کنی بهر خاص و عام فائده تمام خواهد رسید و روحِ پر فتوح حضرت مولوی از تو شاد خواهد گردید چون این
بنده ظاهراً و باطناً منقادِ امرِ حضرتِ ایشان بود ضرورةً حسب فرمودهٔ جنابِ شان درین تردد
افتاد و حیران بود که بکدام طرز درین بحرِ فیض غوصی نماید تا گوهرِ آبدار دُررِ شاهوار ازین دریاے
اسرار بیرون آرد همدرین اثنا در ماه ذی الحجه سنه ۱۱۰۹ تسع و تسعمائة شب جمعه بود که این فقیر خواجه بزرگ
حضرت بهاؤ الدین نقشبند اقدس سره در خواب دید که تشریف آوردند و فرمودند که اے فلان برخیز
و انتخاب مثنوی مولوی را که کرده بیا که حضرت مولوی هم همراه من آمده اند و میخواهند که آنرا
ببینند گفتم یا حضرت مدتیست که من درین فکر بوده ام که انتخاب بکنم اما هنوز صورت نه بسته حضرت
خواجه دست مبارک خود را دراز کردند و این انتخاب را از سینه من برآوردند و فرمودند که اینست
انتخاب و مسوده را پیشِ مولوی بردند حضرت مولوی آنرا دیده خوش شدند و تبسم کرده گفتند که کتاب
هر که ازین انتخاب بابی بعد از نمازِ بامداد و بابی بعد از نماز عصر خواهد خواند بے شک او روزِ قیامت
همسایهٔ من در بهشت برین جائی خواهد یافت و انواع اسرارِ حقائق و معارفِ الٰهی بر وے
مکشوف خواهد شد همدرین حال فقیر بیدار شد مؤذن اذانِ بامداد کرد من وضو کرده در حجره
حضرت ایشان آمدم چون مرا دیدند فرمودند اے فلان حضرت خواجه بزرگ و حضرت مولوی

رو نگردانیم از فرمان تو ‌ ‌ ‌ کفر باشد غفلت از احسان تو

کلّ شیءٍ ما خلا الله باطلٌ ‌ ‌ ‌ اِنَّ فضل الله غیمٌ هاطلٌ

هیچ برگی بر نیفتد از درخت ‌ ‌ ‌ بی قضا و حکم آن سلطان تخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو ‌ ‌ ‌ تا نگوید لقمه را حق کادخلوا

در زمین و آسمانها ذرّه‌ای ‌ ‌ ‌ بر نجنباند نگردد پرّه‌ای

جز بفرمان قدیم نافذش ‌ ‌ ‌ شرح نتوان کرد جلدی نیست خوش

جمله ذرّات زمین و آسمان ‌ ‌ ‌ لشکر حقّند گاه امتحان

جزو جزوت لشکر او در وفاق ‌ ‌ ‌ مر ترا اکنون مطیعند از نفاق

گر بگوید چشم را کو را فشار ‌ ‌ ‌ درد چشم از تو بر آرد صد دمار

ور بدندان گوید او بنما وبال ‌ ‌ ‌ پس به بینی تو ز دندان گوشمال

باز کن طب را بخوان باب العلل ‌ ‌ ‌ تا به بینی لشکر تن را عمل

چونکه جان جان هر چیزی وَیست ‌ ‌ ‌ دشمنی با جان جان آسان نیست

خاک را و نطفه را و مضغه را ‌ ‌ ‌ پیش چشم ما همی دارد خدا

کز کجا آوردمت ای بدنیت ‌ ‌ ‌ که از آن آید همی خفریقیت

بهر آن پیغمبر این را شرح ساخت ‌ ‌ ‌ هر که خود بشناخت یزدان را شناخت

ای خنک آن را که ذات خود شناخت ‌ ‌ ‌ اندر امن سرمدی قصری بساخت

هین رها کن بدگمانی و ضلال ‌ ‌ ‌ سر قدم کن چونکه فرمودت تعال

۹

۵۵ قوله باز کن یعنی از کتب طب دریافت باید کرد که چه قدر امراض بر اجسام انسان متعرض شده حافظ حقیقی ازان بیماریها محفوظ میدارد ۱۲

۵۶ قوله چونکه جان یعنی جان هر چیز ذات پاک باری تعالی است که بقای وجود هر شی از حکم اوست پس هر که ...

۵۷ قوله بهر آن پیغمبر این است کلام حدیث شریف من عرف نفسه فقد عرف ربه یعنی هر که شناخت نفس خود را پس بتحقیق که شناخت پروردگار خود را ۱۲

بسم الله الرحمن الرحیم

ای خداوند از فضل تو حاجت روا / با تو یاد هیچکس نبود روا

گفته یعنی هو الله شیخ دین / بحر معنیهای رب العالمین

صانع بی آلت و بی جارحه / واهب این هدیهای راجحه

واحد اندر ملک او را یار نی / بندگانش را جز او سالار نی

خالق افلاک و انجم بر علا / مردم و دیو و پری و مرغ را

خالق دریا و دشت و کوه و تیه / ملکت او بیحد و او بی شبیه

ای مبدل کرده خاکی با زر / خاک دیگر را بکرده بو البشر

ای که خاک شوره را تو نان کنی / وی که نان مرده را تو جان کنی

میکنی جز و زمین را آسمان / میفزائی در زمین از اختران

لابه مندیش و مکن لابه دگر — جز بدان شاه رحیم دادگر

تربیه آن آفتاب روشنم — ربی الاعلی ازان رو می‌زنم

علم الانسان خم طغرای ماست — علم عند الله مقصدهای ماست

جان ازو آمد نیامد او ز جان — صد هزاران جان دهد او رایگان

شش جهت عالم همه اکرام اوست — هر طرف که بنگری انعام اوست

باد و خاک و آب و آتش بنده‌اند — با من و تو مرده با حق زنده‌اند

آب و باد و خاک و نار پر شرر — بیخبر با ما و با حق باخبر

ما بعکس آن ز غیر حق خبیر — بیخبر از حق و از چندین نذیر

پیش تو آن سنگ ریزه ساکتست — پیش احمد او فصیح و ناطق است

پیش تو استون مسجد مرده است — پیش احمد عاشق دل برده است

جمله اجزای جهان پیش عوام — مرده و پیش خدا دانا و رام

مرده زین سویند و زان سو زنده‌اند — خامش اینجا و انطرف گوینده‌اند

چون ازان سوشان فرستد سوی ما — آن عصا گردد سوی ما اژدها

کوهها هم لحن داودی کند — جوهر آهن بکف مومی کند

باد حمال سلیمانی شود — بحر موسی را سخندانی شود

ماه با احمد اشارت بین شود — نار ابراهیم را نسرین شود

خاک قارون را چو ماری درکشد — استن حنانه آید در رشد

لطفهای مضمر اندر قهر او — جان سپردن جان فزاید بهر او

بدترین قهرش به از مهر دو کون — نعم رب العالمین نعم العون

هر شمالی را یمینی او دهد — سنگ را مای معینی او دهد

آنکه گل را شاهد خوشبو کند — هر چپی را راست فضل او کند

گر چپی با حضرت او راست باش — تا ببینی دست برد لطفهاش

مشتری ماست الله اشتری — از غم هر مشتری هین برترآ

مشتری جو که جویان تو اوست — عالم آغاز و پایان تو اوست

مشتری خواهی که از وی زر بری — به ز حق کی باشد ایجان مشتری

زین دکان زشت کیشان برترآ — تا دکان فضل کالله اشتری

کاله که هیچ خلقش ننگرید — از خلایق آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سود نیست

گفت پیغمبر که حق فرموده است — قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودی کنم — بلکه تا بر بندگان جودی کنم

من نگردم پاک از تسبیحشان — پاک هم ایشان شوند و درفشان

آفریدم تا ز من سودی کنند — تا ز شهدم دست آلودی کنند

حق هزاران صنعت و فن ساختست — تا که مادر بر تو مهر انداختست

پس حق حق سابق از مادر بود — هر که این حق را نداند خر بود

آتش ابراهیم را دندان نزد ‌ ‌ ‌ چون گزیدهٔ حق بود چونش گزد

پیشِ حق آتش همیشه در قیام ‌ ‌ ‌ همچو عاشق روز و شب پیچان مدام

آتشِ نمرود را گر چشم نیست ‌ ‌ ‌ با خلیلش چون ترحّم کردنیست

سنگ بر آهن زنی بیرون جهد ‌ ‌ ‌ هم بامرِ حق قدم بیرون نهد

پرورد در آتش ابراهیم را ‌ ‌ ‌ ایمنیِ روح سازد بیم را

ای خرد برکش تو پر و بالها ‌ ‌ ‌ سوره برخوان زلزلت زلزالها

در قیامت این زمین با نیک و بد ‌ ‌ ‌ کی ز نادیده گواهی میدهد

گر نه کوه و سنگ با دیدار شد ‌ ‌ ‌ پس چرا داود را او یار شد

این زمین را گر نبودی چشمِ جان ‌ ‌ ‌ از چه قارون را فرو برد آنچنان

گر نبودی چشمِ جان حنّانه را ‌ ‌ ‌ چون بدیدی هجرِ آن فرزانه را

سنگریزه گر نبودی دیده ور ‌ ‌ ‌ چون گواهی دادی اندر مشت در

بر عدمها کان ندارد چشم و گوش ‌ ‌ ‌ چون فسون خواند همی آید بجوش

از فسونِ او عدمها زود زود ‌ ‌ ‌ خوش معلّق میزند سویِ وجود

صُنعِ حق با جمله اجزایِ جهان ‌ ‌ ‌ چون دمِ حرفست از افسون گران

جذبِ یزدان با اثرها و سبب ‌ ‌ ‌ صد سخن گوید نهان بی‌حرف و لب

گفت در گوشِ گل و خندانش کرد ‌ ‌ ‌ گفت با سنگ و عقیق و کانش کرد

گفت با جسم آیتی تا جان شد او ‌ ‌ ‌ گفت با خورشید تا رخشان شد او

۱۳۱

سنگ بر احمد سلامی می کند | کوه یحیی را پیامی می کند

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم | با شما نامحرمان ما خامشیم

چون شما سوی جمادی می روید | محرم جان جمادان چون شوید

از جمادی عالم جانها روید | غلغل اجزای عالم بشنوید

باد گوید پیکم از شاه بشر | گه خبر خیر آورم گه شوم و شر

زانکه مامورم امیر خود نیم | من چو تو غافل ز شاه خود کیم

باد را بی چشم اگر بینش نداد | فرق کی کردی میان قوم عاد

چون همیدانست مومن از عدو | چون همیدانست مل را از کدو

گر نبودی واقف از حق جان باد | فرق چون میکرد اندر قوم عاد

باد آتش میشود از امر حق | هر دو سرمست آمدند از خمر حق

باد را دیدی که با عاد آن چه کرد | آب را دیدی که با طوفان چه کرد

گر نبودی نیل را آن نور دید | از چه قبطی را ز سبطی می گزید

موج دریا چون بامر حق بتاخت | اهل موسی را ز قبطی وا شناخت

خاک قارون را چو فرمان در رسید | با زر و تختش بقعر خود کشید

زیر موسی دید موسی را نواخت | خسف قارون کرد و قارون را شناخت

رجف کرد اندر هلاک هر دعی | فهم کرد از حق که یا ارض ابلعی

تا بگوش خاک حق چه خوانده است | کو مراقب گشته ها مانده است

چون شکسته دل شده از حال خویش / جا بر اشکستگان دیدی ز پیش

دست اشکسته برآور در دعا / سوی اشکسته بود فضل خدا

کی شود چون نیستی رنجور و زار / آن جمال صنعت طب آشکار

خواری و دونی مسها بر ملا / گر نباشد کی نماید کیمیا

هیچکس در ملک او بی امر او / در نیفزاید سر یکتا ز مو

گر بیابان پر شود زرّ و نقود / بی رضای حق جوی نتوان ربود

ق

تا نشان حق نیارد نوبهار / خاک سرها را نسازد آشکار

در زمستان شان اگرچه داده مرگ / زنده شان کرد از بهار و داد برگ

در زمستان شان اگر محبوس کرد / آن غرابان را خدا طاوس کرد

(درختان خزان دیده ۱۲)

منکران گویند خود هست این قدیم / این چرا بندیم بر رب الکریم

کوری ایشان درون دوستان / حق برویانید باغ و بوستان

هر جمادی را کند فضلش خبیر / عاقلان را کرده قهر او ضریر

صد هزاران نیزهٔ فرعون را / در شکست از موسی با یک عصا

صد هزاران طب جالینوس بود / پیش عیسی و دمش افسوس بود

صد هزاران دفتر اشعار بود / پیش حرف امیّش آن عار بود

آفتاب و مه چو دو گاو سیاه / یوغ در گردن به بند دشان اله

می پرستید اختری کو زر کند / رو بوی آرید کو اختر کند

۱۵

باز در گوشش دمد نکته مخوف / در رخ خورشید افتد صد کسوف

تا بگوش ابر آن گویا چه خواند / کو چو مشک از دیدهٔ خود اشک راند

در تردد هر که او آشفته است / حق بگوش او معما گفته است

کل یوم هو فی شان بخوان / مر ورا بی کار و بی فعلی مدان

کمترین کاریش هر روز آن بود / کو سه لشکر را روانه می‌کند

لشکری ز اصلاب سوی امهات / بهر آن تا در رحم روید نبات

لشکری ز ارحام سوی خاکدان / تا ز نر و ماده پر گردد جهان

لشکری از خاکدان سوی اجل / تا ببیند هر کسی حسن عمل

صد چو عالم در نظر پیدا کند / چونکه چشمت را بخود بینا کند

از پی آن گفت حق خود را بصیر / که بود دیدویت هر دم نذیر

از پی آن گفت حق خود را سمیع / تا ببندی لب ز گفتار شنیع

از پی آن گفت حق خود را علیم / تا نیندیشی فسادی تو ز بیم

صد هزاران بیچشاند هوش را / که خبر نبود دو چشم و گوش را

تا کسست از یفعل الله ما یشاء / او ز عین درد انگیزد دوا

در شکست پای حق بخشد پری / هم ز قعر چاه بگشاید دری

نه همو خاطر تیز کردن نیست راه / جز شکسته می‌نگیرد فضل شاه

خواجه شکسته بند آنجا رود / که در آنجا پای اشکسته بود

صد هزاران مرگ تلخ ای خوبرو / نیست مانند فراق روی تو

تلخی هجر از ذکور و از اناث / دور دار ای مجیر ما ز استغاث

بر امید وصل تو مردن خوشست / تلخی هجر تو فوق آتشست

حرص اندر عشق تو فخرست و جاه / حرص اندر غیر تو ننگ و تباه

یا الهی سُکِّرَت اَبصارُنا / فَاعفُ عَنّا اُثقِلَت اَوزارُنا

یا خفیّاً قد مَلَأتَ الخافِقَین / قد عَلَوتَ فوقَ نورِ المَشرِقَین

اَنتَ سِرٌّ کاشِفٌ اَسرارَنا / اَنتَ فَجرٌ مُفجِرٌ اَنهارَنا

یا خَفِیَّ الذّاتِ محسوسَ العَطا / اَنتَ کالماءِ و نَحنُ کالرَّحا

اَنتَ کالرِّیحِ و نَحنُ کالغُبار / تَختَفِی الرِّیحُ و غُبراها جِهار

تو بهاری ما چو باغ سبز خوش / او نهان و آشکارا بخششش

تو چو جانی ما مثال دست و پا / قبض و بسط دست از جان شد روا

تو چو عقلی ما مثال این زبان / این زبان از عقل دارد این بیان

ای برون از وهم و قال و قیل من / خاک بر فرق من و تمثیل من

رَبَّنا اِنّا ظَلَمنا سهو رفت / رحمتی کن ای رحیمیهات زفت

دستگیر از دست ما ما را بخر / پرده را بردار و پردهٔ ما مدر

این دعا هم بخشش و تعلیم تست / ورنه در گلخن گلستان از چه رست

ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی / زاری از ما نی تو زاری می‌کنی

مراد بیان کمال قدرت و عظمت جناب باری تعالی است و اظهار محض بی قدرتی و بی اختیاری آدمی مگر بعضی جبریه بران بنیاد مذهب باطل خود قایم کرده اند که آن سراسر باطل است ۱۲

می پرستید آفتاب چرخ را / خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخِ ماست / ابلهی باشد که گوییم او خداست

مُلک مُلکِ اوست فرمان آنِ او / کمترین سگ بر دران شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی و اهلِ صنم / چون مرا خواندی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من / آن کنم با تو که باران با چمن

منتها داریم با این خاک ما / زانکه افتادست در قعرِ رضا

کار ما اینست بر کوریِ آن / که بکار ماندار و میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم / زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی / چون نمیرد گر نباشد او خسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ / بی عنایاتِ خدا هیچیم و هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق / گر ملک باشد سیاهستش ورق

یا غیاثَ المُستَغیثینَ اهدِنا / لا افتخارَ بالعُلومِ والغِنا

لا تُزِغْ قلباً هَدَیتَ بالکَرَم / واصرِفِ السُّوءَ الَّذی خَطَّ القَلَم

بگذران از جانِ ما سوءُ القضا / وا مبر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ تر از فرقتِ تو هیچ نیست / بی پناهت غیر پیچاپیچ نیست

از فراق و هجر میگویی سخن / هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر روی که روی تو بدید / فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

---

۵۳ قوله با چنین یعنی در حضور چنین خداوند با عظمت و جلال کسی که مثل خسی هم نباشد چگونه عجز و فروتنی نکند ۱۲

۵۴ قوله یا غیاث یعنی فریادرس فریاد کنندگان ما را راست با یاران راه نیست افتخار بعلوم و غنا سے دنیا ۱۲

۵۵ قوله بگذران یعنی

16

گر به پرّانیم تیر آن نی ز ماست — ما کمان و تیراندازش خداست

یا رب این بخشش نه حدّ کار ماست — لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست

صد هزاران دام و دانه است ای خدا — ما چو مرغانِ حریصِ بی‌نوا

دم بدم پابستهٔ دامِ توئیم — هر یکی گر باز و سیمرغی شویم

می‌رهانی هر دمی ما را و باز — سوی دامی می‌رویم ای بی‌نیاز

گر هزاران دام باشد در قدم — چون تو با مایی نباشد هیچ غم

ما درین انبارِ گندم می‌کنیم — گندمِ جمع آمده گم می‌کنیم

می‌نیندیشیم آخر ما بهوش — کین خلل در گندمست از مکرِ موش

گر نه موشِ دزد در انبارِ ماست — گندمِ اعمالِ چل ساله کجاست

چون عنایاتت بود با ما مقیم — کی بود بیمی ازان دزدِ لئیم

ای عظیم از ما گناهانِ عظیم — تو توانی عفو کردن در حریم

ما ز آز و حرص خود را سوختیم — وین دعا را هم ز تو آموختیم

آنکه خواهی کز غمش خسته کنی — راه زاری بر دلش بسته کنی

تا فرود آید بلا بی دافعی — چون نباشد از تضرّع شافعی

وانکه خواهی کز بلایش واخری — جان او را در تضرّع آوری

آفرینها بر تو بادا ای خدا — ناگهان کردی مرا از خود جدا

گر سرِ هر مویِ من باشد زبان — شکرهایِ تو نیاید در بیان

تضرّع و زاری بایزید ای کم بلاست بر وی نازل شود و دفع آن ممکن نباشد زیرا که تضرّع و نیاز دفع بلیات از سر انسان می‌کند هرگاه تضرّع موقوف شد پس واقع بلا که باشد و علی هذا القیاس بالعکس باید ۱۲

ما چو ناییم و نوا در ما ز تست ... ما چو کوهیم و صدا در ما ز تست

ما چو شطرنجیم اندر برد و مات ... برد و مات ما ز تست ای خوش صفات

ما که باشیم ای تو ما را جان جان ... تا که ما باشیم با تو در میان

ما عدمهاییم و هستیهای ما ... تو وجود مطلق فانی نما

ما همه شیران ولی شیر علم ... حمله‌شان از باد باشد دم بدم

حمله‌شان پیدا و ناپیداست باد ... آنکه ناپیداست هرگز گم مباد

باد ما و بود ما از داد تست ... هستی ما جمله از ایجاد تست

لذت هستی نمودی نیست را ... عاشق خود کرده بودی نیست را

لذت انعام خود را وا مگیر ... نقل و باده و جام خود را وا مگیر

ور بگیری کیست جست و جو کند ... نقش با نقاش چون نیرو کند

منگر اندر ما مکن در ما نظر ... اندر اکرام و سخای خود نگر

ما نبودیم و تقاضامان نبود ... لطف تو ناگفتهٔ ما می‌شنود

این طلب در ما هم از ایجاد تست ... رستن از بیداد یا رب داد تست

این قدر ارشاد تو بخشیده‌ای ... تا بدین بس عیب ما پوشیده‌ای

قطرهٔ دانش که بخشیدی ز پیش ... متصل گردان به دریاهای خویش

بی طلب تو این طلب بنهاده‌ای ... گنج احسان بر همه بگشاده‌ای

نوز قرآن باز جو تفسیر بیت ... گفت ایزد ما رمیت اذ رمیت

کس نیابد بیش و کم کردن درو | تو به از من حافظی دیگر مجو
باش کشتیبان درین بحر صفا | که تو نوح ثانیی ای مصطفا
پس بکش تو زین جهان بیقرار | جوق کوران را قطار اندر قطار
کار هادی این بود تو هادیی | ماتم آخر زمان را شادیی
هین روان کن ای امام المتقین | این خیال اندیشگان را تا یقین
هر که در مکر تو دارد دل گرو | گردنش را من زنم تو شاد رو
بر سر کوریش کوریها نهیم | او شکر پندارد و زهرش دهیم
منبر و محراب سازیم بهر تو | وز محبت قهر من شد قهر تو
از هراس و ترس کفار لعین | دینت پنهان می‌شود زیر زمین
چاکرانت شهرها گیرند و جاه | دین تو گیرد ز ماهی تا بماه
تا قیامت باقیش داریم ما | تو مترس از نسخ دین ای مصطفا
خیز در دم تو بصور سهمناک | تا هزاران مرده بر روید ز خاک
چون تو اسرافیل وقتی راست خیز | رستخیزی ساز پیش از رستخیز
هر که گوید کو قیامت ای صنم | خویش بنما که قیامت آن منم
ورنه باشند ز اهل این ذکر و قنوت | پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت
راست سیفرمود آن بحر کرم | بر شما من از شما مشفق ترم
من نشسته در کنار آتشی | با فروغ شعله و بس ناخوشی

۵۵ قوله ورنه باشند ... هر که از ایمان و دین بهره نداشته باشد با و گفتگو عبث است زیرا که جواب جاهلان سکوت باشد ۱۲

۵۶ قوله من نشسته ارشاد آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم است که من بر کنار دوزخ محافظت شما از دخول آن میکنم زیرا که شما از جهالت و نادانی خود را در آتش می‌اندازید ۱۲

این ثنا گفتن ز من ترک ثناست / کین دلیل هستی و هستی خطاست

جان و دل را طاقت آن جوش نیست / با که گویم در جهان یک گوش نیست

تا قیامت گر بگویم زین کلام / صد قیامت بگذرد وین ناتمام

روز آخر شد سبق فردا بود / راز ما را روز کی گنجا بود

دشت را اندر احد و احمد بزن / ای برادر وا رهان بوجهل تن

باب دوم در نعت رسول الله صلی الله علیه وسلم

بود در انجیل نام مصطفی / آن سر پیغمبران بحر صفا

بود ذکر حلیها و شکل او / بود ذکر غزو و صوم و اکل او

طایفهٔ نصرانیان بهر ثواب / چون رسیدندی بدان نام و خطاب

بوسه دادندی بدان نام شریف / رو نهادندی بدان وصف لطیف

شد نیاز طالبان ار بنگری / شعلها از گوهر پیغمبری

زین سبب فرمود یزدان والضحی / والضحی نور ضمیر مصطفی

هین قم اللیل که شمعی ای همام / شمع اندر شب بود اندر قیام

بی فروغت روز روشن هم شب است / بی پناهت شیر اسیر ارنب است

مصطفی را وعده کرد الطاف حق / گر بمیری تو نمیرد این سبق

من کتاب و معجزت را رافعم / بیش و کم کن راز قرآن دافعم

من ترا اندر دو عالم حافظم / طاعنان را از حدیثت رافضم

آن سرت وارست از سجدهٔ بتان — تا بدانی حقّ او بر امّتان

هر کرامانی که می‌جویی بجان — او نموده تا طمع کردی در آن

صد هزاران آفرین بر جانِ او — بر قدوم و دورِ فرزندانِ او

آن خلیفه‌زادگانِ مقبلش — زاده‌اند از عنصرِ جان و دلش

گر ز بغداد و هری یا از ری‌اند — بی مزاجِ آب و گل نسلِ وی‌اند

شاخِ گل هر جا که روید هم گلست — خُمِّ مُل هر جا که جوشد هم مُلست

پنج نوبت میزنندش بر دوام — همچنین هر روز تا یوم القیام

قفلهای ناگشاده مانده بود — از کفِ انّا فتحنا برگشود

هست اشارات محمّد المراد — کل گشاد اندر گشاد اندر گشاد

از پی نظّارهٔ او حور و جان — پر شده آفاق و هر هفت آسمان

خویشتن آراسته از بهرِ او — خود ورا پروای غیرِ دوست کو

آنچنان گشته پر از اجلالِ حق — که در و هم ره نیابد آلِ حق

لا یسع فینا نبیٌّ مرسلٌ — والملک والرّوح ایضاً فاعقلوا

گفت ما زاغیم همچون زاغ نی — مستِ صبّاغیم مستِ باغ نی

زان محمّد شافعِ هر داغ بود — که ز سرمهٔ چشمِ او ما زاغ بود

از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت — دید آنچه جبرئیل آن برنیافت

چونکه مخزنهای افلاک و عقول — چون خسی آمد بر چشمِ رسول

یعنی انبیا و فرشتگان

همه در آن مقام نپرند
پس دریافت کنید این
رمز ۱۲

که شما پروانه وار از جهل خویش / پیش آتش می کشید این جمله کیش
من همی رانم شما را همچو مست / از در افتادن در آتش با دو دست
همچو پروانه شما آنسو دوان / هر دو دست من شده پروانه ران
گفت پیغمبر شما را ای مهان / چون پدر هستم شفیق و مهربان
زان سبب که جمله اجزای منید / جزو را از کل چرا بر می کنید
۵۱ جزو از کل قطع شد بیکار شد / عضو از تن قطع شد مردار شد
تا نه پیوندد بکل بار دگر / مرده باشد نبودش از جان خبر
تو و لا منظور حق آنگه شوی / که چو جزوی سوی کل خود روی
دید احمد را ابو جهل و بگفت / زشت نقشی کز بنی آدم شگفت
گفت احمد مر ورا که راستی / ۵۲ راست گفتی گرچه کار افزاستی
دید صدیقش بگفت ای آفتاب / نی ز شرقی نی ز غربی خوش بتاب
گفت احمد راست گفتی ای عزیز / ای رهیده تو ز دنیای نه چیز
حاضران گفتند ای صدر الوری / راست گو گفتی دو ضد را گو چرا
۵۳ گفت من آئینه ام مصقول دست / ترک و هندو در من آن بیند که هست
۵۴ خشمهای کانبیا بگذاشتند / آن بدین احمدی برداشتند
چند بت بشکست احمد در جهان / تا که یارب گوی گشتند امتان
گر نبودی کوشش احمد تو هم / می پرستیدی چو اجدادت صنم

۵۳ قوله گفت یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که من آئینه مصقول دست قدرت خدا هستم هر که در من بیند نیک را نیک نظر آید و بد را بد ۱۲

۵۴ قوله خشمهای کانبیا

بی تو ما را این فلک تاریکیست
با تو ای ماه این فلک تا کیست

مرغ و ماهی در پناه عدل تست
کیست آن گم گشته کش فضلت بجست

داد ده ما را که بس زاریم ما
بی نصیب از باغ و گلزاریم ما

شهره ما در ضعف و اشکسته پری
شهره تو در لطف و مسکین پروری

یعنی شهرت ما ۱۲

داد ده ما را ازین غم کن جدا
دست گیر ای دست تو دست خدا

ای کسی را جفت کرده عدل حق
پیل را با پیل و بق را جنس بق

مونس احمد بمجلس چار یار
مونس بوجهل عتبه ذو الخمار

چشم احمد بر ابوبکری زده
وز یکی تصدیق صدیق آمده

باب سوم در صفت ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه

چون ابوبکر آیت توفیق شد
با چنان شه صاحب و صدیق شد

مصطفی زین گفت کای اسرار جو
مرده را خواهی که بینی زنده تو

میرود چون زندگان بر خاکدان
مرده جانش شده بر آسمان

جانش را این دم ببالا مسکنیست
گر بمیرد روح او را نقل نیست

زانکه پیش از مرگ او کردست نقل
این بمردن فهم آید نی بعقل

نقل باشد نی چو نقل جان عام
همچو نقلی از مقامی تا مقام

هر که خواهد کو ببیند بر زمین
مرده را میرود ظاهر چنین

مر ابوبکر تقی را گو ببین
شد ز صدیقی امیر المومنین

۲۵ نور نقل باشد اشارتست بحدیث شریف ان اولیاء الله لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار یعنی اولیاء الله نمی میرند بلکه رفتن ایشان از دنیا چنانست که گویا از خانه بخانه دیگر نقل بکنند ۱۲

پس چه باشد مکه و شام و عراق / که نماید او بنزدش اشتیاق

احمد اخو کیست اسپاه زمین / ماه بین بر چرخ و بشکافش جبین

تا بداند سعد و نحس بیخبر / دور تست این دور نی دور قمر

دور تست آنرا که موسی کلیم / آرزو می برد زین دورت مقیم

چونکه موسی رونق دور تو دید / کاندرو صبح تجلی میدمید

گفت یارب اینچه دور رحمتست / این گذشت از رحمت اینجا رؤیتست

غوطه ده موسی خود را در بحار / در میان دوره احمد برار

چون محمد یافت آن ملک و نعیم / قرص مه را کرد او در دم دو نیم

هر که بگزیند جز این بگزیده خوان / عاقبت گیرد گلویش استخوان

هر که سوی غیر خوان تو رود / دیو با او دان که همکاسه شود

هر که از همسایگی تو رود / دیو بیشکی که همسایه بود

از سر اکرام از بهر خدا / بیش ازین ما را مدار از خود جدا

ما بگفتار خوشت خو کرده ایم / ما ز شیر حکمت تو خورده ایم

ما چو طفلانیم و ما را دایه تو / بر سر ما گستران آن سایه تو

ای که چون تو در زمانه نیست کس / الله الله خلق را فریادرس

گوش ما هوشست چون گویا توئی / خشک ما بحرست چون دریا توئی

با تو ما را خاک بهتر از فلک / ای سماک از تو منور تا سمک

گر نبینی این جهان معدوم نیست
عیب جز ز انگشتِ نفسِ شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بر دار هین
وانگهانی هر چه میخواهی ببین

آدمی دیدست باقی پوست است
دید آنست آنکه دیدِ دوست است

چونکه دیدِ دوست نبود کور به
دوست کو باقی نباشد دور به

چون رسولِ روم این الفاظِ تر
در سماع آورد شد مشتاق تر

دیده را بر جستنِ عمر گماشت
رخت را و اسپ را ضایع گذاشت

هر طرف اندر پی آن مردِ کار
میشدی پرسانِ او دیوانه وار

کین چنین مردی بود اندر جهان
در جهان مانندِ جان باشد نهان

جست او را تاش جوینده بود
لاجرم جوینده یابنده بود

دید اعرابی زنی او را دخیل
گفت عمر نک زیر آن سایه نخیل

زیر خرما بن ز خلقان او جدا
زیر سایه خفته بین سایهٔ خدا

آمد او آنجا و از دور ایستاد
مر عمر را دید و در لرزه فتاد

هیبتی زان خفته آمد بر رسول
حالتی خوش کرد بر جانش نزول

مهر و هیبت هست ضدِ همدگر
این دو ضد را دید جمع اندر جگر

گفت با خود من شهان را دیده‌ام
پیشِ سلطانان بسی بگزیده‌ام

از شهانم هیبت و ترسی نبود
هیبتِ این مرد هوشم را ربود

رفته‌ام در بیشهٔ شیر و پلنگ
روی من زایشان نگردانید رنگ

باید دانست که مهر از [illegible] و نفرت از هیبت و قاصد روم را مهر بود الفت نبود هیبت بود نفرت نبود و این محل [illegible] تعجب دارد که دو ضد در ذات او جمع گردد ۱۲

اندرین نشئات نگر صدیق را / تا بحشر افزون کنی تصدیق را

دوست شو در خوی ناخوش برتری / تا ز خمرهٔ زهر هم شکر خوری

زان نشد فاروق را زهری گزند / که بدان تریاق فاروقیش قند

باب چهارم در وصف عمر رضی الله تعالی عنه

چون عمر شیدای آن معشوق شد / حق و باطل را چو دل فاروق شد

تا عمر آمد ز قیصر یک رسول / در مدینه از بیابان نغول

گفت کو قصر خلیفه ای حشم / تا من اسب و رخت را آنجا کشم

قوم گفتندش که او را قصر نیست / مر عمر را قصر جان روشنیست

گرچه از میری ورا آوازه ایست / همچو درویشان مر او را کازه ایست

ای برادر چون ببینی قصر او / چونکه در چشم دلت رستست مو

چشم و دل از موی علت پاک آر / وانگهان دیدار قصرش چشم دار

هر که را هست از هوسها جان پاک / زود بیند حضرت ایوان پاک

چون محمد پاک شد زین نار و دود / هر کجا رو کرد وجه الله بود

چون رفیقی وسوسهٔ بدخواه را / کی بدانی ثم وجه الله را

هر کرا باشد ز سینه فتح باب / او ز هر ذره ببیند آفتاب

حق پدیدست از میان دیگران / همچو ماه اندر میان اختران

دو سر انگشت بر دو چشم نه / هیچ بینی از جهان انصاف ده

زهره نی کس را اگر گوید هین بخوان
یا برون آید ز مسجد آن زمان

همچنین بنشسته اند بر خاص و عام
پر شده نور خدا در صحن و بام

بهر این فرمود پیغمبر که من
همچو کشتی ام بطوفان زمن

ما و اصحابیم چون کشتی نوح
هر که دست اندر زند یابد فتوح

از علی آموز اخلاص عمل
شیر حق را دان مطهر از دغل

باب ششم در وصف علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

راز بگشا ای علی مرتضی
ای پس سوء القضا حسن القضا

چونکه تو بابی آن مدینهٔ علم را
چون شعاعی آفتاب حلم را

باز باش ای باب رحمت تا ابد
بارگاه ماله کفوا احد

زین سبب پیغمبر با اجتهاد
نام خویش و آن علی مولی نهاد

گفت هر کو را منم مولا و دوست
ابن عم من علی مولای اوست

گفت پیغمبر علی را کای علی
شیر حقی پهلوان و پردلی

لیک بر شیری مکن هم اعتمید
اندرآ در سایهٔ نخل امید

یا علی از جملهٔ طاعات راه
برگزین تو سایهٔ خاص اله

هر کسی در طاعتی بگریختند
خویشتن را مخلصی انگیختند

تو برو در سایهٔ عاقل گریز
تا رهی زان دشمن پنهان ستیز

از همه طاعات اینت بهتر است
سبق یابی بر هر آن سابق که هست

۲۹ قوله تو برو... مراد از عاقل ذات بابرکات آنحضرت صلی الله علیه وسلم و اشاره است که بانکه بعقل من عمل کن ... کتب سابقه ۱۲

بس شدستم در مصاف و کارزار / همچو شیران دم که باشد کارزار

بس که خوردم بس دم زخم گران / دل قوی تر بوده‌ام از دیگران

بی سلاح این مرد خفته بر زمین / من بهفت اندام لرزان چیست این

هیبت حقست این از خلق نیست / هیبت این مرد صاحب دلق نیست

هر که ترسید از حق و تقوی گزید / ترسد از وی جن و انس و هر که دید

چونکه عثمان آن عیان را عین گشت / نور فائض بود ذی النورین گشت

باب پنجم در وصف عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه

قصهٔ عثمان که بر منبر برفت / چون خلافت یافت بشتابید تفت

منبر مهتر که سه پایه بدست / رفت ابوبکر و دوم پایه نشست

بر سوم پایه عمر در دور خویش / از برای حرمت اسلام و کیش

دور عثمان آمد و بالای تخت / بر شد و بنشست آن محمود بخت

پس سوالش کرد شخصی بوالفضول / کان دو ننشستند بر جای رسول

پس تو چون جستی از ایشان برتری / چون برتبت تو از ایشان کمتری

گفت اگر پایهٔ سوم را بسپرم / وهم آید که مثال عمرم

گر دوم پایه شوم من جای جو / گوئیم مثل ابوبکرست او

هست این بالا مقام مصطفا / وهم مثلی نیست با آن شه مرا

بعد از آن بر جای خطبه آن ودود / تا بقرب عصر لب خاموش بود

مومن آن باشد که اندر نیک و بد | کافر از ایمان او حسرت خورد
گر بگویی گبر را کین آسمان | آفریده کیست وین خلق و جهان
گوید او کین آفریده از خداست | کافرینش بر خدائیش گواست
کفر و فسق و استم بسیار او | هست لایق با چنان اقرار او
فعل او کرده دروغ آن قول را | تا شد او لایق عذاب هول را
بس چنان کن فعل کان خود بی زبان | باشد اشهد گفتن و عین عیان
تا به این عضو عضوت ای پسر | گفته اشهد تو اندر نفع و ضر
رفتن بنده پی خواجه گواست | که منم بنده و این مولای ماست

حکایت

بود گبری در زمان بایزید | گفت او را یک مسلمان سعید
که چه باشد گر تو ایمان آوری | تا بیابی صد نجات و سروری
گفت این ایمان اگر هست ای مرید | آنکه دارد شیخ عالم بایزید
من ندارم طاقت آن تاب آن | کان فزون آمد ز کوششهای جان
گرچه در ایمان و دین ناموقنم | لیک در ایمان او بس مومنم
دارم ایمان کان ز ایمان برترست | بس لطیف و بافروغ و بافرست
مومن ایمان اویم در نهان | گرچه مهرم هست محکم بر زبان
باز ایمان گر خود ایمان شماست | نی بدان میلستم و نی اشتهاست

چون ز روبش مرتضی شد دُرفشان
تازه کن ایمان نه از گفت زبان

گشت او شیرِ خدا در مرجِ جان
ای هوا را تازه کرده در نهان

باب هفتم در ایمان

تا هوا تازه است ایمان تازه نیست
کین هوا جز قفلِ آن دروازه نیست

هر که خود را از هوا خو باز کرد
گوشِ خود را آشنائیِ راز کرد

عُروةُ الوُثقیٰ ست این ترکِ هوا
برکشد این شاخِ جان را بر سما

باد و در مردم هوا و آرزوست
چون هوا بگذاشتی پیغامِ هوست

تا هوا و آرزو کم باش دوست
که یُضِلُّکَ عن سبیلِ الله اوست

تختِ دل معمور شد پاک از هوا
بر وی الرحمٰن علی العرش استویٰ

ذاتِ ایمان نعمت و لوتیست هول
ای قناعت کرده از ایمان بقول

مصطفیٰ فرمود از گفتِ جحیم
کو بمؤمن لابه گر گردد ز بیم

گویدش بگذر ز من ای شاه زود
هین که نورت سوزِ نارم را ربود

پس هلاکِ نار نورِ مؤمنست
زانکه بی ضد دفعِ ضد لا یمکنست

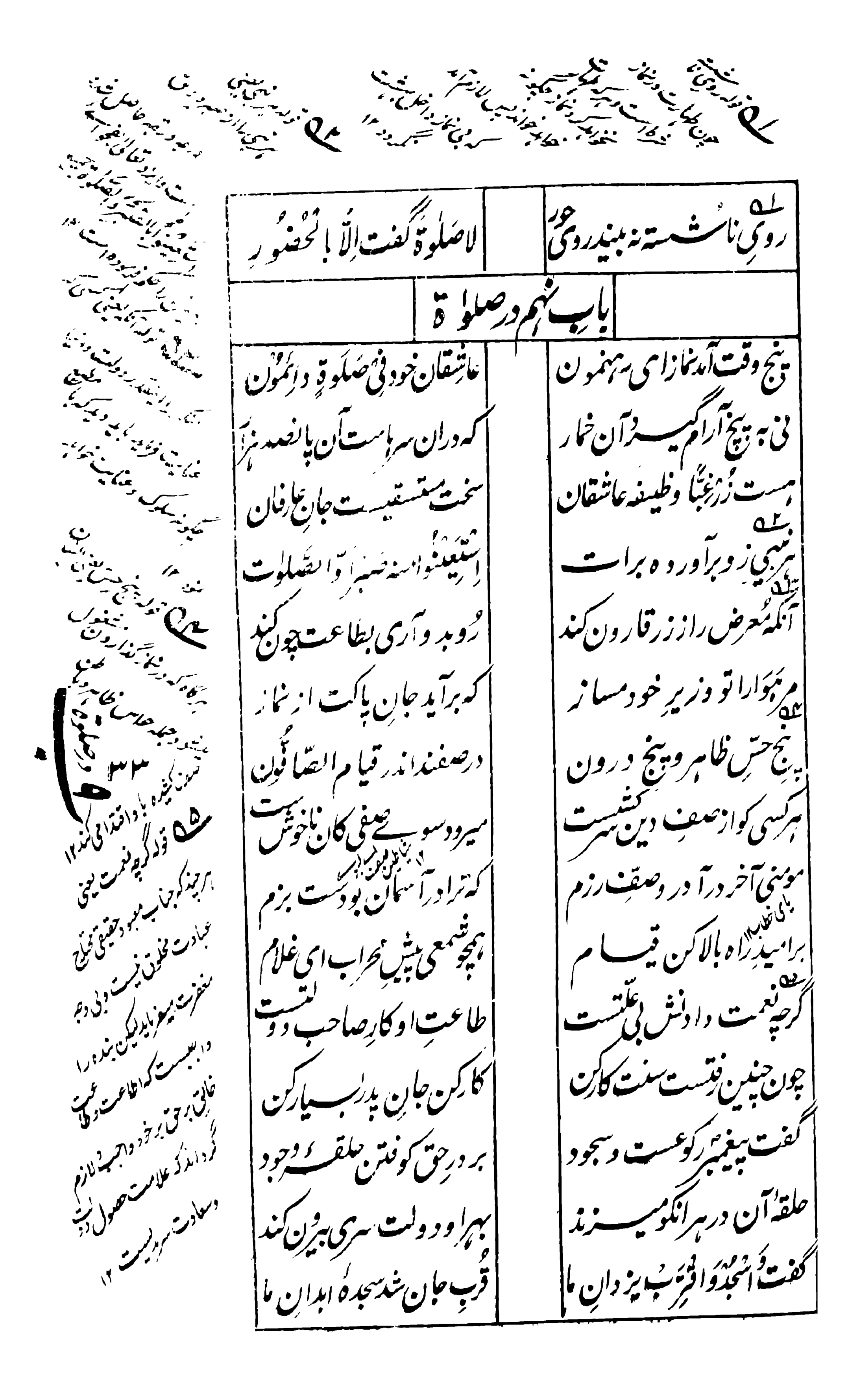
نار ضدِ نور باشد روزِ عدل
کان ز قهر انگیخته شد این ز فضل

گر همی خواهی تو دفعِ شرِّ نار
آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار

چشمهٔ آن آبِ رحمت مؤمنست
آبِ حیوان روحِ پاکِ محسنست

بر دل و دینِ خرابت نوحه کن
که نمی بینی جز این خاکِ کهن

۳۰



روی ناشسته نبیند روی حور	لا صلوة گفت الا بالطهور

باب نهم در صلوة

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون	عاشقان خود فی صلوة دائمون
نی به پنج آرام گیرد آن خمار	که دران سرهاست آن پانصد هزار
هست زر غبّا وظیفه عاشقان	سخت مستسقیست جان عارفان
هر نبی ز و بر آورده برات	استعینوا منه صبرا او الصلوت
آنکه معرض راز زر قارون کند	رو بد و آری بطاعت چون کند
مر هوا را تو وزیر خود مساز	که بر آید جان پاکت از نماز
پنج حس ظاهر و پنج درون	در صفند اندر قیام الصافون
هر کسی کو از صف دین سرکشست	میرود سوی صفی کان ناخوشست
مومنی آخر در آ در صف رزم	که ترا او آسمان بودست بزم
بر امید راه بالا کن قیام	همچو شمعی پیش محراب ای غلام
گرچه نعمت دادنش بی علتست	طاعت او کار صاحب دولتست
چون چنین فرضست سنت کار کن	کار کن جان پدر بسیار کن
گفت پیغمبر رکوعست و سجود	بر در حق کوفتن حلقه وجود
حلقه آن در هر انکو میزند	بهر او دولت سری بیرون کند
گفت و اسجد و اقترب یزدان ما	قرب جان شد سجده ابدان ما

آنکه صد میلش سوی ایمان بود — چون شما نرا دیدزان فاتر شود

آنکه ایمانش باشد و معنیش نی — چون بیابان را مفازه گفتنی

عشق او را از دل ایمان بشکند — چون بایمان شما او بنگرد

(شیطان ۱۲)

در وضو هر عضو را وردی جدا — آمده اندر خبر بهر دعا

باب هشتم در طهارت

چونکه استنشاق بینی می کنی — بوی جنت خواه از رب غنی

تا ترا آن بو کشد سوی جنان — بوی گل باشد دلیل گلستان

بو قلاوزست و رهبر مر ترا — میبرد تا خلد و کوثر مر ترا

(بفتح اول و ضم دوم و زای معجمه لفظ ترکیست بمعنی راهبر ۱۲)

بر تمنی داری سوی این باغ کام — بوی افزون جو بکن دفع زکام

تا که آن بو جاذب جانت شود — تا که آن بو نور چشمانت شود

بینی آن باشد که او بوئی برد — بوی او را جانب کوئی برد

تا ز زهر و از شکر در نگذری — کی تو از گلزار وحدت بو بری

چونکه استنجا کنی ورد سخن — این بود که از ذمائم پاک کن

دست من اینجا رسید این را بشست — دستم اندر شستن جانست سست

ای ز تو کس گشته جان ناکسان — دست فضل خویش بر جانم رسان

حد من این بود کردم من لئیم — زان سوی حد را نقی کن ای کریم

(یعنی ظاهر ۱۲)

از حدث شستم خدایا پوست را — از حوادث تو بشو این دوست را

صد نشان باشد درون ایثار را	صد علامت هست نیکوکار را
ای بسا امساک کز انفاق به	مال حق را جز بامر حق مده
تا عوض یابی تو گنج بیکران	تا نباشی از عداد کافران
امر حق را باز جو از واصلی	امر حق را در نیابد هر دلی
چون ز دستت رفت ایثار زکات	گشت این دست آن طرف نخل نبات
فرض شد این دولت اندر اقرضوا	تا که صد دولت ببینی پیش رو
دولت رفته کجا قوت دهد	دولت آینده خاصیت دهد
ما نقص مال من صدقات قط	اثمار الخیرات نعم المرتبط
تا بلفظه مصطفی شاه نجاح	السماح یا اولی النعمی رباح
جوشش و افزونی زر در زکات	عصمت از فحشا و منکر در صلات
مال در ایثار اگر گردد تلف	در درون صد زندگی آید خلف
گر ز دستت دیو تن را وا بری	در فطام او بسی نعمت خوری
باش در روزه شکیبا و مصر	دمبدم قوت خدا را منتظر

باب یازدهم در صوم

لب فرو بند از طعام و از شراب	سوی خوان آسمانی کن شتاب
این دهان بستی دهانی باز شد	کو خورنده لقمهای راز شد
در جهان گر لقمه و گر شربت است	لذت او فرع محو لذت است

این ابیات از دفتر چهارم است ۱۲

۵۵ نجاح بالفتح برآمدن حاجت و سماح بالفتح جوانمردی و رباح بالفتح فائده برداشتن ۱۲

۵۶ قوله عصمت اشاره است بکریمه ان الصلوة تنهی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز باز میدارد انسان را از افعال بد ۱۲

چون سجودی یار کوعی مرد کشت / شد دران عالم سجود او بهشت

چون پریده از دهانش حمد حق / مرغ جنت سازدش رب الفلق

مالک الملک است هرکش سر نهد / بجهان خاک صد ملکش دهد

لیک ذوق سجده پیش خدا / خوشتر آمد از دو صد دولت ترا

ادشاهان جهان از بدرگی / بو نبرند از شراب بندگی

ورنه ادهم وار سرگردان و دنگ / ملک را برهم زندی بیدرنگ

خود که یابد این چنین بازار را / که بیک گل مینخری گلزار را

دانه را صد درختستان عوض / حبه را آیدت صد کان عوض

کان لله دادن آن حبه است / تا که کان الله له آید بدست

الله الله زود بفروش و بخر / قطره ده بحر پر گوهر بخر

ده زکات روی خوب ای خوبرو / شرح جان شرحه شرحه بازگو

باب دهم در زکات

ای زکاتت کیسه ات را پاسبان / وی صلاتت هم زکاتت را شبان

ابر برناید پی منع زکات / وز زنا افتد وبا اندر جهات

آن درم دادن سخی را لایقست / دادن جان خود سخای عاشقست

نان دهی بهر خدا نانت دهند / جان دهی از بهر حق جانت دهند

پس گدایان آینه جود حقند / وان که با حق اند جود مطلقند

ای پدر الانتظار الانتظار — از برای خوان بالا مردوار

هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت — آفتاب دولتی بر وی بتافت

ضیف با همت چو آشی کم خورد — صاحب خان آش بهتر آورد

سر برآور همچو کوهی ای سند — تا نخستین نور حق بر تو زند

کان سر کوه بلند مستقر — هست خورشید سحر را منتظر

نفس تو تا مست نقلست و نبید — وانکه روحت خوشهٔ غیبی ندید

خوی معده زین که و جو باز کن — خوردن ریحان و گل آغاز کن

معده را خو کن بدان ریحان و گل — تا بیابی حکمت و قوت رسل

معدهٔ تن سوی کهدان می کشد — معدهٔ دل سوی ریحان می کشد

هر که کاه و جو خورد قربان شود — هر که نور حق خورد قرآن شود

ماندهٔ عقلست نی نان و شوا — نور عقلست ای پسر جان را غذا

گر خوری یکبار از آن ماکول نور — خاک ریزی بر سر نان تنور

نیم تو مشکست و نیمی پشک هین — هین میفزا پشک افزا مشک چین

معده را بگذار و سوی دل خرام — تا که بی پرده ز حق آید سلام

کین جهاد و صوم سختست و خشن — لیک این بهتر ز بعد ای ممتحن

رنج کی ماند دمی که ذو المنن — گویدت چونی تو ای رنجور من

این دهان بر بند تا بینی عیان — چشم بند آن جهان حلق و دهان

۵۴ قوله کین جهاد یعنی جهاد دو روزه اگرچه در ظاهر بسیار دشوارست لیکن بعد از تحمل موجب صد گونه راحت باشد ۱۲

۵۵ قوله این دهان بر بند یعنی مانع و حاجب نعمتهای اخروی همین دهان و حلقست که مصروف لذات جسمانیست

زین خورشها اندک اندک باز بُر — کین غذای خر بود نی زان حُر

تا غذای اصل را قابل شوی — لقمهای نور را آکل شوی

آن طعام الله قوت خوشگوار — بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

چشم گریان بایدت چون طفل خرد — کم خور آن نان را که نان آب تو برد

تن چو با برگست روز و شب ازان — شاخ جان در برگ ریزست و خزان

برگ تن بی برگی جانست زود — این ببایدکاستن آن را فزود

اقرضوا الله قرض ده زین برگ تن — تا بروید در عوض در دل سمن

قرض ده کم کن ازین لقمه تنت — تا نماید وجه لا عینٌ رأت

تن ز سرگین خویش چون خالی کنی — پر ز مشک و درّ اجلالی کنی

یا حریص البطن عرّج هکذا — انّما المنهاج تبدیل الغذا

یا مریض القلب عرّج للعلاج — جملة التدبیر تبدیل المزاج

ایها المحبوس فی رهن الطعام — سوف تنجو ان تحمّلت الفطام

انّ فی الجوع طعاما وافرا — افتقدها وارتجِ کن نافره

هر آئینه در گرسنگی طعام بسیار است — کم کن او را وامیدوار باش تا بسیار شود

اعتذ بالنور کن مثل البصر — وافق الاملاک یا خیر البشر

چون ملک تسبیح حق را کن غذا — تا رهی همچون ملایک از اذی

اندکی زین شرب کم کن بهر خویش — تا که حوض کوثری یابی به پیش

وارهی زین روزی ریزهٔ کثیف — در فتی در لوت در قوت شریف

اشکم پر قوت دان بازار دیو — تاجران دیو را در وی غریو

جوع خود سلطان داروهاست هین — جوع در جان نه چنین خوار مبین

گر نباشد جوع صد رنج دگر — از پی هیضه برآرد از تو سر

رنج جوع اولی بود خود زان علل — هم بلطف و هم بخفت هم عمل

رنج جوع از رنجها پاکیزه تر — خاصه در جوعست صد نفع و هنر

جمله ناخوش از مجاعت خوش شود — جمله خوشها بی مجاعت رد بود

آن یکی میخورد نان فخفره — گفت سائل چون بدینت شهره

گفت جوع از صبر چون دو تا شود — نان جو در پیش او حلوا شود

پس توانم که همه حلوا خورم — چون کنم صبر صبوران لاجرم

لذت از جوعست نی از نقل نو — با مجاعت از شکر به نان جو

هر که را در مجاعت نقد شد — نو شدن با جزو جزوش عقد شد

خود نباشد جوع هر کس را زبون — کین علف زاریست زنداره برون

جوع مر خاصان حق را داده اند — تا شوند از جوع شیر زورمند

جوع هر جلف گدا را کی دهند — چون علف کم نیست پیش او نهند

که بخور که هم بدین ارزانیی — تو نی مرغاب مرغ نانیی

از برای غصه نان سوختی — دیده صبر و توکل دوختی

جوع رزق جان خاصان خداست — کی زبون همچو تو گیج گداست

۵۱ [illegible] شکم پر [illegible] بازار شیطان [illegible] شیطان [illegible]

۵۲ قوله رنج جوع [illegible] از رنج [illegible]

۵۳ قوله لذت [illegible] سبب گرسنگی هر غذا که باشد خوش و لذت نماید حتی که نان جو از شکر لذیذ یافته شود ۱۲

۵۴ قوله هر که را یعنی هر که گرسنگی را رعایت کند همیشه صحیح المزاج و تندرست ماند ۱۲

۵۵ بکسر کاف فارسی و یای مجهول پریشان و پراگنده ۱۲

۳۹

پادشاه کامگار ذات پاک حضرت آدم علیه السلام است ۱۲

ای دهان تو خود دهانهٔ دوزخی	وی جهان تو بر مثال برزخی
کار دوزخ میکنی در خوردنی	بهر او خود را تو فربه می‌کنی
کار خود کن روزی حکمت بخور	تا شود فربه دل با کر و فر
خوردن تن مانع این خورد نیست	جان چو بازرگان و تن چون رهزن است
شمع تاجر آنگهست افروخته	که بود رهزن ز دار آویخته
هر زمان می‌درد این دلق تنت	پاره بر روی میزنی زین خوردنت
پاره دوزی می‌کنی اندر دکان	زیر این دکان تو مدفون دو کان
پاره برکن ازین قعر دوکان	تا برآرد سر به پیش تو دو کان
پاره دوزی چیست خوردن آب و نان	میزنی این پاره بر دلق گران
ای ز نسل پادشاه کامگار	با خود آ زین پاره دوزی ننگ دار
وانکه شهوت چو خمرست و چو بنگ	پرده هوش است و عاقل زوست دنگ
خمر تنها نیست سرمستی هوش	هر چه شهوانیست بندد چشم و گوش
نفس فرعونیست هین سیرش مکن	تا نیارد یاد زان کفر کهن
گر بگرید و رجاند زار زار	او نخواهد شد مسلمان هوشدار
چون گلو تنگ آورد بر ما جهان	خاک خوردی کاشکی حلق و دهان
اشکمی لاف لهیبی نزد	کاتشش را نیست از هیزم مدد
اشکم خالی بود زندان دیو	کش غم نان مانعست از مکر و ریو

قوله خمر تنها یعنی فقط شراب ظاهری باعث مدهوشی انسان نیست بلکه خواهش نفسانی و هوا و هوس شیطانی هم حکم شراب دارد که باعث غفلت انسان می‌شود ۱۲

مسجدی کان اندرون اولیاست | سجده گاه جمله است آنجا خداست
کعبه هر چندی که خانه بر او ست | خلقت من نیز خانه سر اوست
تا بکرد آنخانه را در وی نرفت | واندرین خانه بجز آن حی نرفت
چون مرا دیدی خدارا دیده | گرد کعبه صدق بر گردیده
خدمت من طاعت و حمد خداست | تا نه پنداری که حق از من جداست
تا دل مرد خدا نامد بدرد | هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
کعبه نادیده مکن زور و متاب | از قیاس الله اعلم بالصواب
قطرهٔ دل را یکی گوهر فتاد | کان بدریاها و گردونها نداد
قطرهٔ علمست اندر جان من | وارهانش از هوا و ز خاک تن

باب سیزدهم در علم

خاتم ملک سلیمانست علم | جمله عالم صورت و جانست علم
آدم خاکی ز حق آموخت علم | تا بهفتم آسمان افروخت علم
نام و ناموس ملک را در شکست | کوری آنکس که در حق در شکست
بو البشر چون علم الاسما گشت | صد هزاران علمش اندر هر رگست
اسم هر چیزی چنان کان چیز هست | تا بپایان جان او را داد دست
اسم هر چیزی تو از دانا شنو | سر رمز علم الاسما شنو
هر لقب کو داد آن مبدل نشد | آنکه چستش خواند او کاهل نشد

۵۵ قوله آدم خاکی اشاره است بکریمهٔ علم آدم الاسماء کلها الآیه که موجب شرف حضرت آدم علیه السلام گردید ۱۲

باش فارغ تو از آنها ای سَتی | که درین مطبخ توبی نان السیتی
توبهٔ زان نازنینان عزیز | کی ترا دارند بی جوز و مویز
کاسه بر کاسست و نان بر نان مدام | از برای این شکم خواران عام
راه لذت از درون دان نی برون | ابلهی دان جُستنِ قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بدن | گنج در ویرانه است ای میر من
قوتِ جبریل از مطبخ نبود | بود از دیدارِ خلّاقِ ودود
همچنین این قوت ابدالِ حق | هم ز حق دان نه از طعام و نه از طبق
کعبهٔ جبریل و جانها سدره | قبلهٔ عبد البطون شد سفره

باب دوازدهم در حج

حج زیارت کردنِ خانه بود | حج ربّ البیت مردانه بود
کعبهٔ مردان نه از آب و گلست | طالب دل شو که بیت الله دلست
قبلهٔ عارف بود نورِ وصال | قبلهٔ عقل مفلسف شد خیال
قبلهٔ زاهد بود یزدانِ بر | قبلهٔ مطمع بود همیانِ زر
قبلهٔ معنی وران صبر و درنگ | قبلهٔ صورت پرستان نقش و سنگ
قبلهٔ باطن نشینان ذو المنن | قبلهٔ ظاهر پرستان روی زن
ابلهان تعظیم مسجد میکنند | در جفای اهلِ دل جد میکنند
آن مجاز است این حقیقت ای خران | نیست مسجد جز درونِ سروران

تو همیدانی یجوز و لایجوز | خود ندانی تو که حوری یا عجوز
این روا آن ناروا دانی تو لیک | تو روا یا ناروایی بین تو نیک
گرچه دانی دقت علم ای امین | زانت نگشاید دو دیده عیب بین
چون مبارک نیست بر تو این علوم | خویشتن گولی کن و بگذر ز شوم
چونکه یک لحظه نخوردی بر ز فن | ترک فن کن می‌طلب رب المنن
روز حکمت خور علف کان را خدا | بی غرض دادست از محض عطا
فهم ناکردی به حکمت ای رهی | زانچه حق گفتت کلوا من رزقه
دانشی باید که اصلش زان سرست | زانکه هر فرعی باصلش رهبرست
حکمت دنیا فزاید ظن و شک | حکمت دینی برد فوق فلک
دل ز دانشها بشستند این فریق | زانکه این دانش نداند این طریق
چون تجلی کرد اوصاف قدیم | پس بسوزد وصف حادث را گلیم
چون شدی بربامهای آسمان | سست باشد جستجوی نردبان
ور کنی خدمت بخوانی یک کتاب | علمهای نادره یابی ز جیب
جان جمله علمها اینست این | که بدانی من کیم در یوم دین
چیست توحید خدا آموختن | خویشتن را پیش واحد سوختن

باب چهاردهم در توحید

روح را توحید الله خوشترست | غیر حاضر دست و پای دیگرست

حادثه ایشان را سوخته بخاک برابر گردانید و صفت دیگر پیدا شد ۱۲

قوله ور کنی یعنی کم خواندن و بسیار خدمت اهل عرفان کردن موجب حصول علوم عجیبه و سعادات سرمدی باشد ۱۲

قوله روح را یعنی برای روح قلب توحید باریتعالی خوشتر است و برای قالب غیر توحید دست و پای دیگر باشد سوای دست و پای ظاهری ۱۲

هین بکش تو بر هوا این بار علم | تا شوی راکب تو بر رهوار علم
علم چون بر دل زند یاری شود | علم چون بر تن زند باری شود
گفت ایزد یحمل اسفاره | بار باشد علم کان نبود ز هو
علم کان نبود ز حق بی واسطه | آن نپاید همچو رنگ ماشطه
لیک چون این بار را نیکو کشی | بار برگیرند و بخشندت خوشی
خواب بیداریست چون با دانشست | وای بیداری که با نادان نشست
هین بکش بهر هوا این بار علم | تا ببینی در درون انبار علم
در دولت بینی علوم انبیا | بی کتاب و بی معید و اوستا
طالع غیبیست علم و معرفت | طالع خرنیست ای تو خرصفت
علم چون آموخت سگ رست از ضلال | میکند در بیشه‌ها صید حلال
سگ چو عالم گشت شد چالاک زهف | سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کهف
علم دریائیست بی حد و کنار | طالب علمست غواص بحار
گر هزاران سال باشد عمر او | او نگردد سیر خود از جستجو
ای بسا عالم ز دانش بی نصیب | حافظ علمست آنکس نی حبیب
صد هزاران فضل دارد از علوم | جان خود را می نداند این ظلوم
داند او خاصیت هر جوهری | در بیان جوهر خود چون خری
قیمت هر کاله میدانی که چیست | قیمت خود را ندانی احمقیست

یعنی آدمی را باید که علم را در ترک هواهای نفسانی صنایع نسازد بلکه آنچه ما حصل علم است از آن بهره مند گردیده باشد ۱۲

قوله گفت ایزد یحمل اسفاره کنایه که علم دارند و مطابق آن عمل نمی نمایند مثال آنها مثل خر است که بار کرده کتب علوم باشد ۱۲

زیرا که در حق آنها حق تعالی فرموده در سوره جمعه ... است ۱۲

قوله خواب ... گفته اند که خواب عالم به از بیداری جاهل ... باشد ۱۲

عارفان ز آغاز گشته هوشمند | از غم و احوال آخر فارغند
گفت شاه ما همه صدق و صفاست | آنچه با ما میرسد آنهم زماست

باب پانزدهم در صدق

صدق جان دادن بود هین سابقوا | از نبی برخوان رجال صدقوا

(این شعر در دفتر چهارمست ۱۲)

در حدیث راست آرام دلست | راستیها دانهٔ دام دلست
دل نیارامد ز گفتار دروغ | آب و روغن هیچ نفروزد فروغ
آن دروغست این تن فانی بود | راستست آن جان ربانی بود
جوهر صدقت خفی شد در دروغ | همچنانکه روغن اندر متن دوغ
سالها این دوغ تن پیدا و فاش | روغن جان اندرو فانی و لاش
کودکی گرید پی جوز و مویز | پیش عاقل باشد آن بس سهل چیز
پیش دل جوز و مویز آمد جسد | طفل کی در دانش مردان رسد
هر که محجوبست او خود کودکست | مرد آن باشد که بیرون از شکست
گر بریش و خایه مردستی کسی | هر بزی را ریش و مو باشد بسی
هین رها کن ریش و ترک ریش کن | ترک این مائی و تشویش کن
تا شوی چون بوی گل با عاشقان | پیشوا و رهنمای گلستان
پس قیامت روز عرض اکبرست | عرض او خواهد که با زیب و فرست
هر که چون هندوی بدسوداییست | روز عرضش نوبت رسوائیست

(ای محاسبه ۱۲)

---

۴۵ کسی است که نور معرفت ... پس آنکس یعنی کودک باشد که از جمیع لذات صوری و معنوی بی‌خبرست ۱۲

۵۴ قوله هر که چون یعنی کسی که در عمل و بد اطوار است بروز قیامت ذلیل و رسوا خواهد شد ۱۲

گر تو پیوندی بدان شه شه شوی / ذره گر بودی ولیکن مه شوی

برتراند از عرش و کرسی و خلا / ساکنان مقعد صدق خدا

معدن گرمیست اندر لامکان / هفت دوزخ از شرارش یک دخان

نور خواهی مستعد نور شو / دور خواهی خویش بین و دور شو

دامن او گیر ای یار دلیر / کو منزه باشد از بالا و زیر

با تو باشد در مکان و لامکان / چون بمانی از سر آزادگان

لامکانی کاندرو نور خداست / ماضی و مستقبل و حال از کجاست

چون ز ساعت ساعتی بیرون شوی / چون نمانی محرم بیچون شوی

گر همی خواهی که بفروزی چو روز / هستی همچون شب خود را بسوز

دو مگو و دو مدان و دو مخوان / بنده را در خواجه خود محو دان

آفتاب معرفت را نقل نیست / مشرق او غیر جان و عقل نیست

در درون یکذره نور عارفی / به بود از صد معرف ای صفی

سیر عارف هر دمی تا تخت شاه / سیر زاهد هر مهی یک روزه راه

عارفان که جام حق نوشیده اند / رازها دانسته و پوشیده اند

بر لبش قفلست و در دل رازها / لب خموش و دل پر از آوازها

هر که را اسرار کار آموختند / مهر کردند و دهانش دوختند

عارفا تو از معرف فارغی / خود همی بینی که نور بازغی

ای قیود و لوازم بشری ۱۲ — موصوف ۱۲ — صفت ۱۲ — شناسا کننده ۱۲ — یعنی روشن ۱۲

۵۱ قوله ساکنان مراد از عارفان و متقیان ۱۲

۵۲ یعنی چون از قیود و لوازم هستی یکسر گذشتی و قید جهت حق گشتی ... برتر ۱۲

۵۳ قوله چون ز ساعت یعنی هرگاه که انسان ... هستی خویش را فانی ساخت ۱۲

۵۵ قوله آفتاب معرفت ... ۱۲

عشق جان طور آمد عاشقا — طور مست و خر موسی صعقا

جمله معشوقست و عاشق پردهٔ — زنده معشوقست و عاشق مردهٔ

چون نباشد عشق را پروای او — او چو مرغی ماند بی پر وای او

عاشقِ عشق ست کاندر نی فتاد — جوشش عشقست کاندر می فتاد

آتش ست این بانگ نای و نیست باد — هر که این آتش ندارد نیست باد

عاشقی پیداست از زاری دل — نیست بیماری چو بیماری دل

علت عاشق ز علتها جداست — عشق اصطرلاب اسرار خداست

عاشقی گر زین سر و گر زان سرست — عاقبت ما را بدان سر رهبرست

هر چه گویم عشق را شرح و بیان — چون بعشق آیم خجل باشم ازان

گر چه تفسیر زبان روشنگرست — لیک عشق بی زبان روشن ترست

چون قلم اندر نوشتن می شتافت — چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت — شرح عشق و عاشقی هم عشق گفت

آفتاب آمد دلیل آفتاب — گر دلیلت باید از وی رخ متاب

عشقهائی کز پی رنگی بود — عشق نبود عاقبت ننگی بود

زانکه آن بس زر اندود آمدست — ظاهرش نور اندرون دود آمدست

چون شود نور و شود پیدا دخان — بفسرد عشق مجازی آن زمان

عشق بر مرده نباشد پایدار — عشق را بر حی و بر قیوم دار

خود را بمثل مخاطب ظاهر کرد الا ای عاشقانه که محبوبیت ... ازبیان آن زیاده تر روشن کننده باشد ۱۲

مراد از آفتاب اول ذات حق ... باعتبار نور مطلق ذات واجب الوجود و ظاهرست که وجود خالق از وجود مخلوقات شناخته شد ۱۲

قوله عشقهائی یعنی هر عشق که مجرد بر صورت ظاهری باشد آخرکار موجب عار و ننگ گردد ۱۲

صدق میخواهد گواه حال او ۔ تا بتابد نور او بی گفتگو

برق و فر روی خوب صادقین ۔ تن فنا شد وان بجا تا یوم دین

رنگ شک و رنگ کفران و نفاق ۔ تا ابد باقی بود بر جان عاق

رنگ صدق و رنگ تقوی و یقین ۔ تا ابد باقی بود بر عابدین

چونکه هنگام فراق جان شود ۔ دیو دلال در ایمان شود

پس فروشد ابله ایمان را شتاب ۔ اندران تنگی بیک ابریق آب

آن خیالی باشد و ابریق نی ۔ قصد آن دلال جز تخریق نی

این زمان که تو صحیح و فربهی ۔ صدق را بهر خیالی میدهی

میفروشی هر زمانی در دکان ۔ همچو طفلی می ستانی گردگان

پس دران رنجوری روز اجل ۔ نیست نادر گر بود اینت عمل

ای فسرده عاشق مسکین نمد ۔ کوز بیم جان ز جانان میرمد

باب شانزدهم در عشق

شاد باش ای عشق خوش سودای ما ۔ ای طبیب جمله علتهای ما

ای دوای نخوت و ناموس ما ۔ ای تو افلاطون و جالینوس ما

سینه خواهم شرحه شرحه از فراق ۔ تا بگویم شرح درد اشتیاق

عاشق تصویر و وهم خویشتن ۔ کی بود چون عاشقان ذوالمنن

جسم خاک از عشق بر افلاک شد ۔ کوه در رقص آمد و چالاک شد

---

۵۱ قوله چونکه هنگام فی الواقع وقت مرگ که در آنحالت سوا ایمان چیزی بکار آمدنی نیست بلکه آن زمان هنگام امتحان ایمان انسانست پس می باید که در آنوقت ایمان خود را از دستبرد شیطان محفوظ دارد ۱۲

۵۲ قوله پس دران یعنی هرگاه حال تو در صورت صحت چنین باشد پس در حالت بیماری روز مرگ چه عجب که ایمان را ... ۱۲

ناف ما بر مهر او ببریده اند
عشق او در جان ما کاریده اند

ما هم از مستان این می بوده ایم
عاشقان درگه وی بوده ایم

عاشقان را هر نفس سوزیدنیست
بر دهٔ ویران خراج و عشر نیست

سخت تر شد بند من از پند تو
عشق را نشناخت دانشمند تو

آن طرف که عشق می افزود درد
بوحنیفه شافعی درسی نکرد

اندرین بحث ار خرد ره بین بدی
فخر رازی رازدار دین بدی

لیک چون من لم یذق لم یدر بود
عقل و تخییلات او حیرت فزود

آنکه ارزد صید را عشقست و بس
لیک او کی گنجد اندر دام کس

تو مگر آئی و صید او شوی
دام بگذاری بدام او روی

عشق میگوید بگوشم پست پست
صید بودن بهتر از صیادیست

گول من کن خویش را و غره شو
آفتابی را رها کن ذره شو

بر درم ساکن شو و بیخانه باش
دعوی شمعی مکن پروانه باش

تا ببینی چاشنی زندگی
سلطنت یابی نهان در بندگی

صدق عاشق بر جمادی می تند
چه عجب که بر دل دانا زند

غیر ازین معقولها معقولها
یابی اندر عشق با فر و بها

چون ببازی عقل در عشق صمد
عشر امثالت دهد یا هفتصد

آن زنان چون عقلها در باختند
بر رواق عشق یوسف تاختند

زانکه عشق مردگان پاینده نیست | زانکه مرده سوی ما آینده نیست

هر چه جز عشق خدای احسنست | گر شکر خوردن بود جان کندنست

عشق زنده در روان و در بصر | هر دمی باشد ز غنچه تازه‌تر

عشق آن زنده گزین کو باقیست | از شراب جان فزایت ساقیست

عشق آن بگزین که جمله انبیا | یافتند از عشق او کار و کیا

عاشق صنع خدا با فر بود | عاشق مصنوع او کافر بود

هر که عاشق دیدیش معشوق دان | کو بنسبت هست هم این و هم آن

تشنگان گر آب جویند از جهان | آب هم جوید بعالم تشنگان

بیدلان را دلبران جسته بجان | جمله معشوقان شکار عاشقان

چونکه عاشق اوست تو خاموش باش | او چو گوشت میکشد تو گوش باش

عاشق از خود چون غذا یابد رحیق | عقل آنجا گم شود گم ای رفیق

عاشقی زین هر دو حالت برترست | بی بهار و بی خزان سبز و ترست

باغ سبز عشق کو بی منتهاست | جز غم و شادی درو بس میوه‌هاست

عقل جزوی عشق را منکر بود | گر چه بنماید که صاحب سر بود

زیرک و داناست اما نیست نیست | تا فرشته لا نشد آهرمنیست

آتشی از عشق در جان بر فروز | سر بسر فکر و عبارت را بسوز

من غلام آن مس همت پرست | کو بغیر کیمیا نارد شکست

زانکه نزد عقل هر داننده است — آنکه با شوریده شوراننده هست

بنگر این کشتی خلقان غرق عشق — اژدهایی گشت سوی حلق عشق

عاشقان در سیل تند افتاده‌اند — بر قضای عشق دل بنهاده‌اند

از قدح گر در عطش آبی خورند — در درون آب حق را ناظرند

آنکه عاشق نیست او در آب در — صورت خود بیند ای صاحب نظر

صورت عاشق چو فانی شد درو — پس در آب اکنون کرا بیند بگو

کی رسند این خائفان در گرد عشق — کآسمان را فرش سازد درد عشق

دیو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبرئیلی گشت و آن دیوی بمرد

مایه در بازار دنیا این زرست — مایه آنجا عشق و دو چشم ترست

خواب را بگذار ای چشم پدر — یکشبی بر کوی بیخوابان گذر

عشق را پانصد پرست و هر پری — از فراز عرش تا تحت الثری

زاهدان با ترس میتازد بپا — عاشقان پران تر از برق و هوا

شرح عشق ار من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد وان ناتمام

زانکه تاریخ قیامت را حدست — حد کجا آنجا که وصف ایزدست

عشق ز اوصاف خدای بی نیاز — عاشقی بر غیر او باشد مجاز

توبه کرم و عشق همچون اژدها — توبه وصف خلق و آن وصف خدا

عاشقی و توبه یا امکان صبر — این محالی باشد ای جان بس سطبر

عقل شان یکدم ستد باقی عمر / سیر گشتند از خرد باقی عمر

اصل صد یوسف جمال ذو الجلال / ای کم از زن شو فدای آن جمال

ای عدو شرم و اندیشه بیا / که دریدم پرده شرم و حیا

عاشقم من بر فن دیوانگی / سیرم از فرهنگی و فرزانگی

عاشق مستی و بگشاده زبان / الله الله اشتری بر ناودان

وقت آن آمد که من عریان شوم / جسم بگذارم سراسر جان شوم

بوی جانان سوی جانم میرسد / بوی یار مهربانم میرسد

باز آمد آب جان در جوی ما / باز آمد شاه ما در کوی ما

ملک دنیا تن پرستان را حلال / ما غلام ملک عشق بی زوال

عقل هر عطار کاگه شد ازو / طبلها را ریخت اندر آب جو

اژدهای ناپدید دلربا / عقل همچون کوه او را کهربا

عشق قهارست و من مقهور عشق / چون شکر شیرین شدم از شور عشق

برگ کاهم پیش تو ای تندباد / من چه دانم که کجا خواهم فتاد

در نگنجد عشق در گفت و شنید / عشق دریاییست قعرش ناپدید

عشق و ناموس ای برادر راست نیست / بر در ناموس ای عاشق مایست

نعره مستانه خوش می آیدم / تا ابد ای جان چنین می بایدم

هر چه غیر شورش و دیوانگیست / اندرین ره دوری و بیگانگیست

مراد از عشق ۱۲

خطاب است بطالب که از زن کمتری فدای آن جمال شو ۱۲

۵۱ چون اشتر بر زمین می رود ... ۱۲

۵۲ قوله وقت آن ... تا حال من از تجرید در عریان شوم ... ۱۲

۵۳ قوله عشق و ناموس

۵۰ ... عاشق صادق ...

خانه را من روفتم از نیک و بد ‌‌‌‌‌‌ خانه ام پر هست از عشق احد

چونکه با حق متصل گردید جان ‌‌‌‌‌‌ ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

دین من از عشق زنده بودنست ‌‌‌‌‌‌ زندگی زین جان و سر ننگ منست

چون غبار تن بشد باهم تافت ‌‌‌‌‌‌ ماه جان من هوای صاف یافت

عشق ارزد صد چو خرقه کالبد ‌‌‌‌‌‌ که حیاتی دارد و حس و خرد

خاصه خرقه ملک دنیا ابترست ‌‌‌‌‌‌ پنج دانگه مستیش در و سرست

غرق عشقم که غرقست اندرین ‌‌‌‌‌‌ عشقهای اولین و آخرین

رستم از آب و زنان همچون ملک ‌‌‌‌‌‌ بیغرض گردم برین در چون فلک

بیغرض نبود بگردش در جهان ‌‌‌‌‌‌ غیر جسم و غیر جان عاشقان

هر چه گوید مرد عاشق بوی عشق ‌‌‌‌‌‌ از دهانش میجهد در کوی عشق

سالها پرم به پر و بالها ‌‌‌‌‌‌ سالها چه بود هزاران سالها

می دوم یعنی نمی ارزد بدان ‌‌‌‌‌‌ عشق جانان کم مدان از عشق نان

عشق جانان کو غذای عاشقست ‌‌‌‌‌‌ بند هستی نیست هر کو صادقست

عاشقان را کار نبود با وجود ‌‌‌‌‌‌ عاشقان راهست بی سرمایه سود

عشق را با پنج و باشش کار نیست ‌‌‌‌‌‌ مقصد او جز که جذب یار نیست

عاشقان اندر عدم خیمه زدند ‌‌‌‌‌‌ چون عدم یکرنگ و نفس واحدند

بال نی و گرد عالم می پرند ‌‌‌‌‌‌ دست نی و گوز میدان می برند

بنده آزادی طمع دارد ز جد — عاشق آزادی نخواهد تا ابد

بنده دایم خلعت و ادرار جوست — خلعت عاشق همه دیدار اوست

دور گردونها ز موج عشق دان — گر نبودی عشق بفسردی جهان

همچو سنگ آسیا اندر مدار — روز و شب گردان و نالان بیقرار

عشق بشکافد فلک را صد شکاف — عشق لرزاند زمین را از گزاف

عشق جوشد بحر را مانند دیگ — عشق ساید کوه را مانند ریگ

با محمد بود عشق پاک جفت — بهر عشق او را خدا لولاک گفت

منتهی عشق چون او بود فرد — پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد

گر نبودی بهر عشق پاک را — کی وجودی دادمی افلاک را

من بدان افراشتم چرخ سنی — تا بلندی عشق را فهمی کنی

خاک را من خوار کردم یکسری — تا ز ذل عاشقان بویی بری

خاک را دادیم سبزی و نوی — تا ز تبدیل فقیر آگه شوی

با تو گویند این جبال راسیات — وصف حال عاشقان اندر ثبات

لحم عاشق را نیارد خورد دد — عشق معروفست پیش نیک و بد

تا تو باشی در حجاب بو البشر — سرسری در عاشقان کمتر نگر

زین گذر کن پند من بپذیر هین — عاشقانرا تو بچشم عشق بین

فهم کن موقوف آن گفتن مباش — سینهای عاشقانرا کم خراش

یا منیر الخد یا روح البقا / اجتذب روحی وجد لی باللقا

لی حبیب حبه یشوی الحشا / لو یشا یمشی علی عینی مشا

پارسی گو گرچه تازی خوشترست / عشق را خود صد زبان دیگرست

بوی آن دلبر چو پران می‌شود / آن زبانها جمله حیران می‌شود

بس کنم چون دلبر آمد در خطاب / گوش کن والله اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس / کو چو عیاران کند بر دار درس

عاشقان را شد مدرس حسن دوست / دفتر و درس و سبقشان روی اوست

خامشند و نعرهٔ تکرارشان / می‌رود تا عرش و تخت یارشان

درسشان آشوب و چرخ و زلزله / نی زیادات است و باب سلسله

سلسلهٔ این قوم جعد مشکبار / مسئله دورست لیکن دور یار

هر که اندر عشق یابد زندگی / کفر باشد پیش او جز بندگی

عاشقان را شادمانی و غم اوست / دست مزد و اجرت خدمت هم اوست

عشق آن شعله‌ست کو چون برفروخت / هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند / در نگر زان پس که بعد لا چه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت / شاد باش ای عشق شرکت سوز زفت

عاشقی کز عشق یزدان خورد قوت / صد بدن پیشش نیرزد تره توت

عاشق آنم که هر آن آن اوست / عقل و جان در امر یک فرمان اوست

زبان عربی ۱۲

۵۶ قوله تیغ لا ...

... لا اله الا الله است که بعد لا اله همان الا الله است ۱۲

۵۷ طعم تیز که زبان بگزد ۱۲

عشق چون در سینه منزل گرفت / جان آنکس را ز هستی دل گرفت

هر کجا شمع بلا افروختند / صد هزاران جان عاشق سوختند

مرد را این درد در خون افکند / سرنگون از پرده بیرون افکند

تو مکن تهدید از کشتن که من / تشنهٔ زارم بخون خویشتن

گر بریزد خون من آن دوست رو / پای کوبان جان برافشانم برو

گر بریزد خونم آن روح الامین / جرعه جرعه خون خورم همچون جنین

چون جنین و چون زمین خونخوارهام / تا که عاشق گشتهام این کارهام

گو بران بر جان مستم خشم خویش / عید قربان اوست عاشق گاومیش

گو بزن تیغ عشقش ای ننگ زنان / صد هزاران جان نگر دستک زنان

عشق چون دعوی جفا دیدن گواه / چون گواهت نیست شد دعوی تباه

چون گواهت خواهد این قاضی مرنج / بوسه ده بر مار تا یابی تو گنج

عشق از اول چرا خونی بود / تا گریزد هر که بیرونی بود

تو به یک خواری گریزانی ز عشق / تو بجز نامی چه میدانی ز عشق

چون تو عاشق نیستی ای نرگدا / همچو کوه بیخبر داری صدا

تا خیال دوست در اسرار ماست / جانگزی و جانسپاری کار ماست

آزمودم مرگ من در زندگیست / چون رهم زین زندگی پایندگیست

اُقْتُلُونِی اُقْتُلُونِی یا ثِقَات / اِنَّ فِی قَتْلِی حَیَاتاً فِی حَیَات

پس شدند اشکسته اش آن صادقان
عاقلان اشکسته اند از اضطرار
عاقلانش بندگان بندی اند
ائتیا کرهاً مهار عاقلان
باد و عالم عشق را بیگانگی
سخت پنهانست و پیدا حیرتش
غیر هفتاد و دو ملت کیش او
مطرب عشق این زند وقت سماع
نعل بینی و اژگونه در جهان
پس چه باشد عشق دریای عدم
عقل کی ماند چو باشد مرده او
بندگی و سلطنت معلوم شد
عشق را صد ناز و استکبار هست
عشق چون وافیست وافی می خرد
آن جماعت راکه وافی بوده اند
عاشقانی کز درون خانه اند
ملت عشق از همه دینها جداست

لیک کو آن خود شکست عاشقان
عاشقان اشکسته با صد اختیار
عاشقانش شکری و قندی اند
ائتیا طوعاً مهار عاشقان
اندر و هفتاد و دو دیوانگی
جان سلطانان جان در حسرتش
تخت شاهان تخته بندی پیش او
بندگی بند و خداوندی صداع
تخته بندان را لقب گشته شهان
در شکسته عقل را آنجا قدم
کل شیء هالک الا وجهه
زین دو پرده عاشقی مکتوم شد
عشق با صد ناز می آید بدست
در حریف بیوفا می ننگرد
بر همه اصناف شان افزوده اند
شمع روی یار را پروانه اند
عاشقان را مذهب و ملت خداست

---

۵۴ عاقلان یعنی ... قضا قدر ... شدند عاشقان ...

۵۳ ... یعنی عقلا ... عاشقان ...

خلاف نفس ... کرده ... تعلقات ... ائتیا طوعاً ...

۵۳ قوله ... عشق ...

۵۴ ...

۵۵ تخته بند در اصطلاح اهل علم آنکه او را میان دو تخته بند نموده و بر سرش کشند تا خرد شود ...

۵۶ قوله عقل کی یعنی هرگاه انسان در دریای عشق غرق شد عقل کجا ماند زیراکه از مرده عقل و حواس ساقط شوند ...

۵۷ قوله عشق ... کامل است پس کاملی را می خواهد ...

... عاشق ... وانی ...

از محبت تلخها شیرین شود / از محبت مسها زرین شود

از محبت دردها صافی شود / از محبت دردها شافی شود

از محبت مرده زنده می‌شود / از محبت شاه بنده می‌شود

دوست گیری چیزها را از اثر / پس چرا ز آثار بخشش بی‌خبر

از خیال دوست گیری خلق را / چون نگیری شاه غرب و شرق را

هیچ عاشق خود نباشد وصل‌جو / که نه معشوقش بود جویای او

میل معشوقان نهانست و ستیر / میل عاشق با دو صد طبل و نفیر

لیک میل عاشقان تن زه کند / میل معشوقان خوش و فربه کند

چون درین دل برق مهر دوست جست / اندران دل دوستی میدان که هست

در دل تو مهر حق چون شد دوتو / هست حق را بیگمانی مهر تو

هیچ بانگ کف زدن ناید بدر / از یکی دست تو بی‌دستی دگر

تشنه می‌نالد که کو آب گوار / آب هم نالد که کو آن آبخوار

عشق معشوقان دو رخ افروخته / عشق عاشق جان او را سوخته

جذب آبست این عطش در جان ما / ما ازان او و او هم زان ما

حکمت حق در قضا و در قدر / کرد ما را عاشقان باهمدگر

لیک شمع عشق چون آن شمع نیست / روشن اندر روشن اندر روشنیست

او بعکس شمعهای آتشیست / می‌نماید آتش و جمله خوشیست

پس ریای شیخ به ز اخلاص ما / کز بصیرت باشد آن وین از عما

بی ادب حاضر ز غایب خوشترست / حلقه گر کج بود هم بر درست

عیب کم کن بندهٔ الله را / متهم کم کن بدزدی شاه را

در رخ مه عیب بینی می کنی / در بهشتی خار چینی می کنی

در تگ دریا گهر با سنگهاست / فخرها اندر میان ننگهاست

حکایت

آتشی افتاد در عهد عمرؓ / همچو چوب خشک میخورد او حجر

در فتاد اندر بنای خانها / بازد بر پر مرغ و لانها

نیم شهر از شعلها آتش گرفت / آب میترسید او زان می شگفت

مشکهای آب و سرکه میزدند / بر سر آتش کسان هوشمند

آتش از استیزه افزون میشدی / میرسید او را مدد از بیحدی

خلق آمد جانب عمرؓ شتاب / کاتش ما می نمیرد هیچ زاب

گفت آن آتش ز آیات خداست / شعلهٔ آن آتش از بخل شماست

آب چه بود بر عطای نان تنید / بخل بگذارید اگر آل منید

خلق گفتندش که در بگشوده ایم / ما سخی و اهل فتوت بوده ایم

گفت نان در رسم و عادت داده اید / دست از بهر خدا نگشاده اید

بهر فخر و بهر بوش و بهر ناز / نه برای ترس و تقوی و نیاز

شرح این هجران و این خون جگر / این زمان بگذار تا وقت دگر

چونکه گل رفت و گلستان درگذشت / نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت

هر که او از همزبانی شد جدا / بی نوا شد گرچه دارد صد نوا

با لب دمساز خود گر جفتمی / همچو نی من گفتنیها گفتمی

تا که در هر گوش ناید این سخن / یک همی گویم ز صد سر لدن

ور بگویم عقلها را برکند / ور نویسم بس قلمها بشکند

گر گشاید دل سر انبان راز / جان بسوی عرش سازد ترکتاز

بعد ازین گر شرح گویم ابلهیست / زانکه شرح این ورای آگهیست

در نیابد حال پخته هیچ خام / پس سخن کوتاه باید والسلام

باب هفتدهم در اخلاص

این بیت در اولی نیست ۱۲

کار پنهان کن تو از چشمان خود / تا بود کارت سلیم از چشم بد

چونکه اسرارت نهان در دل شود / هر مرادت زود تر حاصل شود

گفت پیغمبر که هر کو سر نهفت / زود گردد با مراد خویش جفت

دانه‌ها چون در زمین پنهان شود / سر آن سرسبزی بستان شود

شرط من جا بالحسن نی کردنیست / این حسن را سوی حضرت بردنیست

در حدیث آمد که تسبیح از ریا / همچو سبزه گولخن دان ای کیا

کار او دارد که حق را شد مرید / بهر کار او ز هر کاری برید

توبه او جوید که کردست او گناه ... راه او جوید که گم کردست راه

هین سوار توبه شو در دزد رس ... جامها از دزد بستان باز پس

مرکب توبه عجایب مرکبست ... بر فلک تازد بیک لحظه ز پست

لیک مرکب را نگه میدار ازان ... کو بدزدید آن قبایت را نهان

تا ندزدد مرکبت را نیز هم ... پاس دار این مرکبت را دمبدم

هین بپشت آن مکن جرم و گناه ... که کنم توبه در آیم در پناه

می بباید آب و تابی توبه را ... شرط شد برق و سحابی توبه را

تا نباشد برق دل و ابر دو چشم ... کی نشیند آتش تهدید و خشم

آتش و آبی بباید میوه را ... واجب آمد ابر و برق این شیوه را

سجده‌گه را تر کن از اشک روان ... که خدایا وارهانم زین گمان

عمر بی توبه همه جان کندنست ... مرگ حاضر غایب از حق بودنست

لیک استغفار هم در دست نیست ... ذوق توبه نقل هر سرمست نیست

هر دلی را سجده هم دستور نیست ... مزد رحمت قسم هر مزدور نیست

گر سیه کردی تو نامهٔ عمر خویش ... توبه کن زانها که کردستی تو بیش

عمر اگر بگذشت بیخش این دمست ... آب توبش ده اگر او بی نمست

بیخ عمرت را بده آب حیات ... تا درخت عمر گردد با ثبات

جمله ماضیها ازین نیکو شوند ... زهر پارینه ازین گردد چو قند

هین مگو زین پس فراگیر احتراز	که ز بخشایش در توبه ست باز

باب هیجدهم در توبه

توبه را از جانب مشرق دری	تا قیامت باز باشد بر وری
تا ز مغرب برزند سر آفتاب	باز باشد آن در از وی رو متاب
هست جنت را ز رحمت هشت در	یک در توبه ست زان هشت ای پسر
آن همه گه باز باشد گه فراز	وان در توبه نباشد جز که باز
هین غنیمت دار در باز ست زود	رخت آنجا کش بکوری حسود
توبه کن مردانه رو آور بره	که فمن یعمل بمثقال یره
در فسون نفس کم شو غره	کآفتاب حق نپوشد ذره
ور به بندی چشم خود را از حجاب	کار خود را کی گذارد آفتاب
هست ذرات خواطر افتکار	پیش خورشید حقایق آشکار
ای خبرهات از خبرده بی‌خبر	توبهٔ تو از گناه تو بتر
ای تو از حال گذشته توبه جو	کی کنی توبه ازین توبه بگو
عقل تو از بسکه آمد خیره سر	هست عذرت از گناه تو بتر
همچو کم عقلی که از عقل تباه	بشکند توبه بهر دم از گناه
سخرهٔ ابلیس گردد در زمن	از ضعیفی رای آن توبه شکن
میخورد از غیب بر سر زخم او	از شکست توبه آن ادبار جو

کین غرضها پردهٔ دیده بود / بر نظر چون پرده پیچیده بود

زهد و تقوی را گزیدم دین و کیش / زانکه میدیدم اجل را پیش پیش

مرگ همسایه مرا واعظ شده / کسب و دکان مرا برهم زده

چون بآخر فرد خواهی ماندن / خو نباید کرد با هر مرد و زن

رو بخواهی کرد آخر در لحد / آن به آید که کنی خو با احد

چون زنخ را بست خواهد آن صنم / آن به آید که زنخ کمتر زنم

ای بزربفت و کمر آموخته / آخرستت جامهٔ نادوخته

رو بخاک آریم کز وی رسته‌ایم / دل چرا در بیوفایان بسته‌ایم

از عقول و از نفوس پر صفا / پیک می‌آید بجان کای بیوفا

یارگان پنج روزه یافتی / روز یاران کهن برتافتی

شاد از وی شو مشو از غیر وی / او بهارست و دگرها ماه دی

هر چه غیر اوست استدراج تست / گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

هر دکان راهست سودای دگر / مثنوی دکان فقرست ای پسر

باب بستم در فقر

مثنوی ما دکان وحدتست / غیر واحد هرچه بینی آن بتست

کار درویشی ورای فهم تست / سوی درویشی بمنگر سست سست

فقر فخری نه از گزافست و مجاز / بل هزاران عز پنهانست و ناز

ظاهر شود پس معلوم باید کرد اگر بی معرفت الهی از تو کرامتی هم بوقوع آید آن استدراج است نه کرامت ۱۲

سیئات را مبدل کرد حق / تا همه طاعت شود آن ما سبق

خواجه بر توبهٔ نصوحی خوش بتن / کوششی کن هم بجان و هم بتن

نقض توبه و عهد آن اصحاب سبت / موجب مسخ آمد و اهلاک و مقت

اندرین امت نبد مسخ بدن / لیک مسخ دل بود ای بو الفطن

از رهٔ سر صد هزاران دیگر / گشته از توبه شکستن خوک و خر

چونکه عمرت برد دیو فاضحه / بی نمک باشد اعوذ و فاتحه

گرچه باشد بی نمک اکنون چنین / هست غفلت بی نمکتر زان یقین

هم چنین هم بی نمک می نال نیز / که ذلیلان را دوا کن ای عزیز

قادری بیگاه باشد یا پگاه / از تو چیزی فوت کی شد ای اله

باب نوزدهم در زهد

چون خیالی میشود در زهد تن / تا خیالات از درونه ر وفتن

آرزو بگذار تا رحم آیدش / آزمودی که چنین میبایدش

آرزو جستن بود بگریختن / پیش عدلش خون تقوی ریختن

این جهان دامست و دانه‌ش آرزو / در گریز از دامهای او

دام را بدران رها کن دانه را / باز کن درهای تو این خانه را

چون چنین رفتی بدیدی صد کشاد / چون شدی در ضد آن دیدی فساد

حق همی خواهد که تو زاهد شوی / تا غرض بگذاری و شاهد شوی

ور بیابد خستهٔ افتاده را	مرهمش سازد بشه و بدهد عطا
راهزن هرگز گدائی را نزد	گرگ گرگ مرده را هرگز گزد

حکایت

آنچه گفتم از عظتهات ای عزیز
رحمة الله علیه گفته است
کز غزای هند پیش آن امام
پس خلیفه کرد و بر تختش نشاند
حاصل آن کودک بران تخت قضا
گریه کردی اشک میراندی بسوز
از چه گریه دولتت شد ناگوار
تو برین تخت و وزیران و سپاه
گفت کودک گریه‌ام زانست زار
از توام تهدید کردی هر زمان
پس پدر مر مادرم را در جواب
می‌نیابی هیچ نفرین دگر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلی
من زگفت هر دو حیران گشتمی

همبرین بشنودم از عطار نیز
ذکر شه محمود غازی گفته است
در غنیمت اوفتادش یک غلام
بر سپه بگزیدش و فرزند خواند
نشسته پهلوی قباد شهریار
گفت شه اورا که ای فیروزه روز
فوق املاکی قرین شهریار
پیش تختت صف زده چون نجم و ماه
که مرا مادر دران شهر و دیار
بنیمت در دست محمود ارسلان
جنگ کردی کین چه خشمست و عذاب
زین چنین نفرین مهلک سهلتر
که بصد شمشیر اوراقاتلی
در دل افتادی مرا بیم و غمی

۶۵

پدر و مادر متحیر می‌شدم اکنون که پدر و مادر من شفقت تو بر حال من مشاهده نمایند عقیده ایشان که در خدمت تو باعتبار ظلم دارند باطل شود در چنان اعتقاد خود هزار نفرین نمایند ۱۲

زانکه درویشان ورای ملک و مال ‌ ‌ ‌ روزیی دارند ژرف از ذو الجلال

امتحان کن فقر را روزی دو تو ‌ ‌ ‌ تا بفقر اندر غنا بینی دو تو

صبر کن در فقر و بگذار این ملال ‌ ‌ ‌ زانکه در فقرست عز ذو الجلال

آنچنان کز فقر می‌ترسند خلق ‌ ‌ ‌ زیر آب شور رفته تا بحلق

گر بترسندی ازان فقر آفرین ‌ ‌ ‌ گنجهاشان کشف گشتی در زمین

فقر فخری را فنا پیرایه شد ‌ ‌ ‌ چون زبانهٔ شمع او بی سایه شد

چون فناش از فقر پیرایه شود ‌ ‌ ‌ او محمدوار بی سایه شود

فقر فخری بهر آن آمد سنی ‌ ‌ ‌ تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابی زان نهند ‌ ‌ ‌ تا ز حرص اهل عمران وارهند

ور نیابی ساندت هر دم ز فقر ‌ ‌ ‌ همچو کبکش صید کن ای باز حق

باز سلطان عزیز کامگار ‌ ‌ ‌ ننگ باشد که کند کبکش شکار

آدمی را عجز و فقر آمد امان ‌ ‌ ‌ از بلای نفس پر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار ‌ ‌ ‌ عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان ‌ ‌ ‌ که بتقوی ماند دست نارسان

خضر کشتی را برای آن شکست ‌ ‌ ‌ که تواند کشتی از فجار رست

چون شکسته میرهد اشکسته شو ‌ ‌ ‌ امن در فقرست اندر فقر رو

چونکه شاهی دست یابد بر شهی ‌ ‌ ‌ بکشدش یا باز دارد در چهی

٥١ همچو آهن آهن بد رنگ شو | در ریاضت آئینه بیزنگ شو

شکسته نیست این سر را ببند | چند روزی جهد کن باقی بخند

صبر کن اندر جهاد و در عنا | دمبدم می بین بقا اندر فنا

وصف سنگی هر زمان کم می شود | وصف لعلی در تو محکم می شود

ذره کز جهد تو افزون بود | در ترازوی خداموزون بود

پیش این شاهان همه جان کنی | بیخبر ایشان ز غدر و روشنی

گفت غمازی که بد گوید ترا | ضائع آید خدمت تو سالها (از بد و نیک ۱۲)

پیش شاهی که سمیعست و بصیر | گفت غمازان نباشد جایگیر

همچو چه کن خاک میکن گر کسی | زین تن خاکی که در آبی رسی

چون ز چاهی میکنی هر روز خاک | عاقبت اندر رسی در آب پاک

٥٢ جمله دانند این اگر تو نگروی | هر چه می کاریش روزی بدروی

هر که رنجی دید گنجی شد پدید | هر که جدی کرد در جدی رسید

من عجب دارم ز جویای صفا | کو رمد در وقت صیقل از جفا

٥٣ هین مراقب باش گر دل بایدت | کز پی هر فعل چیزی زایدت

باب بیست و دوم در مراقبه

گر مراقب باشی و بیدار تو | بینی هر دم پاسخ کردار تو

٥٤ چون مراقب باشی و گیری رسن | حاجتت ناید قیامت آمدن

هر گاه که در فکر و ذکر خدا دست خواهی کرد و جان متن توکل بدست خواهی گرفت از هول قیامت نجات خواهی یافت ۱۲

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب / که مثل گشتست در ویل و کرب

من همی لرزیده‌ام از بیم تو / غافل از اکرام و از تعظیم تو

مادرم گو تا ببیند این زمان / مر مرا بر تخت ای شاه جهان

فقر آن محمود تست ای بی سعت / طبع از و دائم همی ترساندت

گر بدانی رحم این محمود راد / خوش بگوئی عاقبت محمود باد

فقر آن محمود تست ای بیم دل / کم شنو زین مادر طبع مضل

چون شکار فقر کردی تو یقین / همچو کودک اشک باری یوم دین

گرچه اندر پرورش تن مادرست / لیک از صد دشمنت دشمن ترست

جهد کن تا نور تو رخشان شود / تا سلوک و خدمتت آسان شود

باب بیست و یکم در جهاد

ای خنک آن کو جهادی میکند / بر بدن زجری و دادی می کند

تا ز رنج آن جهانی وا رهد / بر خود این رنج عبادت می نهد

حد ندارد وصف رنج آن جهان / سهل باشد رنج دنیا پیش آن

این ریاضتهای درویشان چراست / که فنای تن بقای جانهاست

مردن تو در ریاضت زندگیست / رنج این تن روح را پایندگیست

کشته و مرده به پیشت ای قمر / به که شاهی زندگان جای دگر

آزمودم من هزاران بار بیش / بی تو شیرین می نبینم عمر خویش

دامن فضلش بکف کن کور وار — قبض اعمی این بود ای بردبار

دامن او امر و فرمان وی است — نیکبختی که تقی جان وی است

مرغ با پر می پرد تا آشیان — پر مردم همتست ای مردمان

باز اگر باشد سپید و بی نظیر — چونکه صیدش موش باشد شد حقیر

ور بود چغدی و میل او بشاه — او سر بازست منگر در کلاه

جان چه باشد با خبر از خیر و شر — خیر و شر منگر تو در همت نگر

جمله عالم زین سبب گمراه شد — کم کسی ز ابدال حق آگاه شد

کافران را دیده بینا نبود — نیک و بد در دیده شان یکسان نمود

همسری با انبیا بر داشتند — اولیا را همچو خود پنداشتند

گفته اینک ما بشر ایشان بشر — ما و ایشان بستهٔ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عما — هست فرقی در میان بی منتها

هر دو گون زنبور خوردند از محل — لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل

هر دو گون آهو گیا خوردند و آب — زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب

هر دو نی خوردند از یک آبخور — آن یکی خالی و آن پر از شکر

صد هزاران اینچنین اشباه بین — فرق شان هفتاد ساله راه بین

این خورد گردد پلیدی زو جدا — آن خورد گردد همه نور خدا

(اے اہل دنیا ۱۲) این خورد زاید همه بخل و حسد — (اے اہل اللہ ۱۲) وان خورد زاید همه عشق احد

۶۹

مردم ہستند در خواب و خور

دیگر جملہ لوازم بشریت ۱۲

ور از این افزون ترا همت بود	از مراقب کار بالاتر رود
همچو روبه ترک آیین اشکم کنید	پیش او روباه بازی کم کنید
جمله ما و من به پیش او نهید	ملک ملک اوست ملک او را دهید
چون فقیر آیید اندر راه راست	شیر و صید شیر خود آن شماست
زانکه او پاکست و سبحان وصف اوست	بی نیاز است او ز نغز و مغز و پوست
هر شکار و هر کراماتی که هست	از برای بندگان آن شه هست
آنکه دولت آفرید و دو سرا	ملک و دولتها چه کار آید ورا
پیش سبحان بس نگه دارید دل	تا نگردید از گمان بد خجل
کو ببیند سر و فکر و جستجو	همچو اندر شیر خالص تار مو
تو مراقب باش بر احوال خویش	نوش بین در داد بعد از ظلم نیش
کار تقوی دارد و زهد و صلاح	که از او باشد بدو عالم فلاح

باب بیست و سوم در تقوی

چونکه تقوی بست دو دست هوا	حق گشاید هر دو دست عقل را
پس هوا آتش چیره محکوم تو شد	چون خرد سالار و مخدوم تو شد
عفو باشد لیک کو فردا امید	که بود بنده ز تقوی رو سفید
دزد را گر عفو باشد جان برد	کی وزیر و خازن مخزون بود
افتقاد جان چو ای دل آگهیست	هر که آگه تر بود جانش قویست

درگذر از نام و بنگر در صفات — تا صفاتت ره نماید سوی ذات

ذکر الله کار هر اوباش نیست — ارجعی بر پای هر قلاش نیست

جور دوران و هر آن رنجی که هست — سهلتر از بعد حق و غفلتست

زانکه اینها بگذرد وان نگذرد — دولت آن دارد که جان آگه برد

لاشک این ترک هوا تلخی دهست — لیک از تلخی بعد حق بهست

حکایت

آن یکی الله می گفتی شبی — چونکه شیرین میشد از گفتش لبے

گفت ابلیسش که ای بسیار گو — این همه الله را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیش تخت — چند الله میزنی با روی سخت

او شکسته دل شد و بنهاد سر — دید در خواب او خضر را در خضر

گفت هان از ذکر حق وا مانده — چون پشیمانی از آن کش خوانده

گفت لبیکم نمی آید جواب — زان همی ترسم که باشم رد باب

گفت آن الله تو لبیک ماست — آن نیاز و درد و سوزت پیک ماست

لیک توفیقی که لبیک آورد — هست هر لحظه ندائے از احد

ترس و عشق تو کمند شوق ماست — زیر هر لبیک تو لبیکهاست

جان جاهل زین دعا جز دور نیست — زانکه یا رب گفتنش دستور نیست

بر دهان و بر دلش قفلست و بند — تا ننالد با خدا وقت گزند

علم و حکمت زاید از لقمهٔ حلال / عشق و رقت آید از لقمهٔ حلال

زاید از لقمهٔ حلال اندر دهان / میل خدمت عزم رفتن آن جهان

لقمه کو نور افزود و کمال / آن بود آورده از کسب حلال

چون ز لقمه تو حسد بینی و دام / جهل و غفلت زاید آن را دان حرام

لقمه تخم است و برش اندیشه‌ها / لقمه بحر و گوهرش اندیشه‌ها

ذکر حق کن بانگ غولان را بسوز / چشم نرگس را ازین کرگس بدوز

باب بیست و چهارم در ذکر

اذکروا الله شاه ما دستور داد / اندر آتش دید ما را نور داد

گفت اگر چه پاکم از ذکر شما / نیست لایق مر مرا تصویرها

ذکر جسمانه خیال ناقص است / وصف شاهانه از آنها خالص است

ذکر حق پاکست چون پاکی رسید / رخت بربندد برون آید پلید

میگریزد ضدها از ضدها / شب گریزد چون برافروزد ضیا

چون درآید نام پاک اندر دهان / نی پلیدی ماند و نی آن دهان

از هوا پاکی رهی بی جام هو / ای ز هو قانع شده با نام هو

از صفت وز نام چه زاید خیال / وان خیالش هست دلال وصال

اسم خواندی رو مسمی را بجو / مه ببالا دان نه اندر آب جو

گر ز نام و حرف خواهی بگذری / پاک کن خود را ز خود هین یکسری

کن یعنی در ذکر خدا مشغول شو و شیطان را که بر اندن دین و ایمان تو بوده اند از خود دفع کن و چشم خود را که نرگس است از دیدن این کرگس بدوز ۱۲

خلوت از اغیار باید نی زیار	پوستین بهر دی آمد نی بهار
هیچ کنجی بی دد و بی دام نیست	جز بخلوتگاه حق آرام نیست
زانکه در خلوت هر انچه تن کند	نه از برای روی مرد و زن کند
جنبش و آرامش اندر خلوتش	جز برای حق نباشد نیتش

باب بیست و هفتم در تفکر

فکر کن تا وا رهی از فکر خود	فکر کن تا فرد گردی از حسد
چون در معنی زنی بازت کنند	پر فکرت زن که شهبازت کنند
فکر آن باشد که بگشاید رهی	راه آن باشد که پیش آید شهی
شاه آن باشد که از خود شه شود	نی بمخزنها و لشکرگه شود
تا بماند شاهی او سرمدی	همچو عز ملک دین احمدی
روی نفس مطمئنه در جسد	زخم ناخنهای فکرت میکشد
فکرت بد ناخن پر زهر دان	میخراشد در تعمق روی جان
تا کشاید عقدهٔ اشکال را	در حدث کردست زرین بال را
عقده را بکشاده گیر ای منتهی	عقدهٔ سختست بر کیسهٔ تهی
در کشاد عقدها گشتی تو پیر	عقدهٔ چندین دگر بکشاده گیر
حل این اشکال کن گر آدمی	خرج این دم کن اگر آدم دمی
عقدهٔ کان بر گلوی ماست سخت	که بدانی گر کسی ای نیکبخت

۵۲ قوله زاغیار یعنی ... صفات ذمیمه ... خلوت ... حق ...

۵۳ قوله فکر آن باشد ... یعنی فکری که بمقصود رساند همان فکر خوب باشد دگر هیچ ۱۲

۵۴ قوله فکرت بد یعنی خیالات فاسد و افکار لایعنی باعث ضرر انسان باشد و بر دل او را در رنج و محن می اندازد ۱۲

مهر حق بر چشم و بر گوش خرد | گر فلاطونست حیوانش کند

باب بیست و پنجم در استغفار

چونکه غم بینی تو استغفار کن | غم بامر خالق آمد کار کن

چون بخواهد عین غم شادی شود | عین بند پای آزادی شود

از پدر آموز کادم در گناه | خوش فرود آمد بسوی پایگاه

چون بدید آن عالم اسرار را | برد و پا استاد استغفار را

کوه را که کن باستغفار خوش | جام مغفوران بگیر و خوش بکش

ادخلی فی عبادی یافتی | ادخلی فی جنتی دریافتی

اهدنا گفتی صراط المستقیم | دست تو بگرفت و بردت تا نعیم

روی در دیوار کن تنها نشین | وز وجود خویش هم خلوت گزین

باب بیست و ششم در خلوت

قعر چه بگزید هر کو عاقلست | زانکه در خلوت صفاهای دلست

ظلمت چه به که ظلمتهای خلق | سر نبرد آنکس که گیرد پای خلق

حال چون جلوه‌ست زان زیبا عروس | وان مقام آن خلوت آمد با عروس

جلوه بیند شاه و غیر شاه نیز | وقت خلوت نیست جز شاه عزیز

هست بسیار اهل حال از صوفیان | نادرست اهل مقام اندر میان

آنکه در خلوت نظر بر دوختست | آخر آنرا هم ز یار آموختست

۵۱ از پدر یعنی از آدم علیه السلام که بدر رفت دعا کردن بیاموز که مغفرت حاصل شود و این معنی اشاره است بکریمه ربنا ظلمنا انفسنا الآیة ۱۲

۵۲ ... یعنی جلوه اهل حال ... مقام ... بالاتر ... ۱۲

۵۳ یعنی دولت خلوت ... عنایت ... ۱۲

گر بپوشیمش ز بنده پروری	تو چرا بی شرمی از حد می بری
چونکه بد کردی بترس ایمن مباش	زانکه تخمست و برویاند خداش
رازها را میکند حق آشکار	چون بخواهد رست تخم بد مکار
چند گاهی او بپوشاند که تا	آید آخر زان پشیمانی ترا

حکایت

عهد عمر آن امیر مومنان	داد دزدی را بجلاد و عوان
بانگ زد آن دزد کای میر دیار	اولین بارست جرمم در گذار
گفت عمر حاش لله که خدا	بار اول قهر نارد در جزا
بارها پوشد پی اظهار فضل	باز گیرد از پی اظهار عدل
تا که این هر دو صفت ظاهر شود	آن مبشر گردد این منذر شود
از کرم دان این که می ترساندت	تا بملک ایمنی بنشاندت
رو بترس و طعنه کم زن بر بدان	پیش دام عجز خود او را بدان
این رجا و خوف در پرده بود	تا پس پرده چه پرورده بود

باب بست و نهم در رجا

انبیا گفتند نومیدی بدست	فضل و رحمتهای یارب بیحدست
از چنین محسن نشاید ناامید	دست در فتراک این رحمت زنید
بعد نومیدی بسی امیدهاست	از پس ظلمت بسی خورشیدهاست

حدِّ اعیان و عرض دانسته گیر / حدِّ خود را دان که نبود زان گزیر

چون بدانی حدِّ خود زین حد گریز / تا به بیحد در رسی ای خاک بیز

عمر در محمول و در موضوع رفت / بی بصیرت عمر در مسموع رفت

هر دلیلی بی نتیجه بی خبر / باطل آمد در نتیجه خود نگر

جز بمصنوعی ندیدی صانعی / بر قیاس اقترانی قانعی

هر خیالی که کند در دل وطن / روز محشر صورتی خواهد شدن

حق همیخواهد که هر میر و وزیر / بارجا و خوف باشند و حذیر

باب بیست و هشتم در خوف

هر که ترسید از حق و تقوی گزید / ترسد از وی جن و انس و هر که دید

هر که ترسد مر ورا ایمن کنند / مر دلِ ترسنده را ساکن کنند

لا تخافوا هست نُزلِ خائفان / هست در خور از برای خائف آن

نی ز دریا ترس و نی از موج و کف / چون شنیدی تو خطاب لاتخف

خوف آنکس راست کو را خوف نیست / قصه آنکس که کش اینجا طوف نیست

من بترسانم وقیح یاوه را / آنکه ترسد من چه ترسانم ورا

ایمنان را من بترسانم بعلم / خائفان را ترس بردارم بحلم

پاره دوزم پاره در موضع نهم / هر کسی را شربت اندر خور دهم

هر چه در دل داری از مکر و رموز / پیش ما رسوا هست و پیدا همچو روز

گشت آواز لطیف جانفزاش — زشت و نزد کس نیرزیدی بلاش
آن نوای رشک زهره آمده — همچو آواز خر پیری شده
چونکه مطرب پیرتر گشت و ضعیف — شد ز بیکسبی رهین یک رغیف
گفت عمری مهلتم دادی بسی — لطفها کردی خدایا با خسی
معصیت ورزیده ام هفتاد سال — باز نگرفتی ز من روزی نوال
نیست کسب امروز مهمان توام — چنگ بهر تو زنم کان توام
چنگ را برداشت شد الله جو — سوی گورستان یثرب آه گو
گفت خواهم از حق ابریشم بها — کو به نیکویی پذیرد قلبها
هیچ قلبی پیش او مردود نیست — زانکه قصدش از خریدن سود نیست
چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد — چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد
خواب بردش مرغ جان از حبس رست — چنگ و چنگی را رها کرد و بجست
گشت آزاد از تن و رنج جهان — در جهان ساده و صحرای جان
آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت — تا که خویش از خواب نتوانست داشت
در عجب افتاد کین معهود نیست — این ز غیب افتاد بی مقصود نیست
سر نهاد و خواب بردش خواب دید — کامدش از حق ندا جانش شنید
آن ندائی کاصل هر بانگ و نواست — خود ندا آنست و این باقی صداست
بانگ آمد مر عمر را کای عمر — بنده ما را ز حاجت باز خر

هین چرا خشکی که اینجا چشمهاست — هین چرا دردی که اینجا صد دواست

یا نمیدانی کرمهای خدا — که ترا میخواند آن سو که بیا

گمرهی را منهج ایمان کند — کجروی را مقصد احسان کند

تا نباشد هیچ محسن بی رجا — تا نباشد هیچ خائن بی رجا

نیستم امیدوار از هیچ سو — وان کرم میگویدم لا تیأسوا

گرچه ما زین ناامیدی در گویم — چون صلا زد دست اندازان بیم

ناامیدی را خدا گردن زدست — چون گنه مانند طاعت آمدست

تو مگو ما را بدین شه بار نیست — با کریمان کارها دشوار نیست

نی مشو نومید و خود را شاد کن — پیش آن فریادرس فریاد کن

کوی نومیدی مرو امیدهاست — سوی تاریکی مرو خورشیدهاست

حکایت مطرب پیر چنگی

آن شنیدستی که در عهد عمر — بود چنگی مطربی با کر و فر

بلبل از آواز او بیخود شدی — یک طرب ز آواز خوبش صد شدی

مجلس و مجمع دمش آراستی — وز نوای او قیامت خاستی

مطربی کز وی جهان شد پر طرب — رسته ز آوازش خیالات عجب

از نوایش مرغ دل پران شدی — وز صدایش هوش جان حیران شدی

چون برآمد روزگار و پیر شد — باز جانش از عجز پشه‌گیر شد

چند یزدان مدحت خوی تو کرد | تا عمر را عاشق روی تو کرد
پیش من بنشین و مهجوری مساز | تا بگوشت گویم از اقبال راز
حق سلامت میکند میپرسدت | چونی از رنج و غمان بیحدت
نک قراضهٔ چند ابریشم بها | خرج کن این را و باز اینجا بیا
پیر لرزان گشت چون این را شنید | دست میخائید و بر خود میطپید
بانگ میزد کای خدای بی نظیر | بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر
چون بسی بگریست از حد رفت درد | چنگ را زد بر زمین و خرده کرد
گفت ای بوده حجابم از اله | ای مرا تو راه زن از شاه راه
ای بخورده خون من هفتاد سال | ای ز تو رویم سیه پیش کمال
ای خدای با عطای با وفا | رحم کن بر عمر رفته در جفا

باب سی ام در صبر و حلم

گه نیم کو هم ز صبر و حلم و داد | کوه را کی دُر رباید تند باد
صبر از ایمان بیابد سر کله | حیث لا صبر فلا ایمان له
گفت پیغمبر خداش ایمان نداد | هر که را نبود صبوری در نهاد
یوسف حسنی و این عالم چو چاه | وین رسن صبرست بر امر اله
یوسفا اندر رسن در زن دو دست | از رسن غافل مشو بیگه شدست
مکر شیطانست تعجیل و شتاب | لطف رحمانست صبر و اجتناب

تو را گفت ای یعنی آن ... خطاب ... مطرب ... از معرفت الهی بوده ... که تو مرا از راه ... و هفتاد سال ... ۵۲

که نیم کو ... قوله صبر از ایمان ... یعنی صبر ... که آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم در باب او ارشاد فرموده که هر کسیکه صبر ندارد ایمان ندارد ۱۲

مخفف گاه بمعنی گیاه ۱۲

بندهٔ داریم خاص و محترم ‌ ‌ سوی گورستان تو رنجه کن قدم

ای عمر برجه ز بیت المال عام ‌ ‌ هفتصد دینار بر کف نه تمام

پیش او بر کای تو ما را اختیار ‌ ‌ این قدر بستان کنون معذور دار

این قدر از بهر ابریشم بها ‌ ‌ خرج کن چون خرج شد اینجا بیا

پس عمر زان هیبت آواز جست ‌ ‌ تا میان را بهر این خدمت ببست

سوی گورستان عمر بنهاد رو ‌ ‌ در بغل همیان دوان در جستجو

گرد گورستان دوانه شد بسی ‌ ‌ غیر آن پیر او ندید آنجا کسی

گفت این نبود دگر باره دوید ‌ ‌ ماند گشت و غیر آن پیر او ندید

گفت حق فرمود ما را بنده‌ایست ‌ ‌ صافی و شایستهٔ و فرخنده‌ایست

پیر چنگی کی بود خاص خدا ‌ ‌ حبذا ای سر پنهان حبذا

بار دیگر گرد گورستان بگشت ‌ ‌ همچو آن شیر شکاری گرد دشت

چون یقین گشتش که غیر پیر نیست ‌ ‌ گفت در ظلمت دل روشن بسیست

آمد و با صد ادب آنجا نشست ‌ ‌ بر عمر عطسه فتاد و پیر جست

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت ‌ ‌ عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

گفت در باطن خدایا از تو داد ‌ ‌ محتسب بر پیر چنگی اوفتاد

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد ‌ ‌ دید او را شرمسار و روی زرد

پس عمر گفتش مترس از من مرم ‌ ‌ کت بشارتها ز حق آورده‌ام

یعنی کرم ۱۲

برجه امر است از برجستن یعنی عجالی کن ۱۲

۵ قوله پیش او بر یعنی هفتصد دینار را پیش آن مطرب ببر و بگو که تو مقبول خدا شدی و این قدر زر در اجرت چنگ نوازی خود بگیر ۱۲

یعنی بسیار مردم صاحب باطن ... در دنیا ... باشند ۱۲

چون کفر نوحیان و صبر نوح — نوح را شد صیقل مرآت روح

گر سخن خواهی که گویی چون شکر — صبر کن از حرص و این حلوا مخور

صبر باشد مشتهای زیرکان — هست حلوا آرزوی کودکان

هر که صبر آورد گردون بر رود — هر که حلوا خورد واپستر رود

پرده‌های دید را داروی صبر — هم بسوزد هم بسازد شرح صدر

صبر را با حق قرین کن ای فلان — آخر والعصر را آگه بخوان

صد هزاران کیمیا حق آفرید — کیمیایی همچو صبر آدم ندید

چونکه رنج صبر نبود مر ترا — شرط نبود پس فرو ناید جزا

حبذا آن شرط و شادا آن جزا — آن جزای دلنواز جان فزا

چون قلاووزی صبرت پر شود — جان باوج عرش و کرسی بر رود

مصطفی بین چونکه صبرش شد براق — بر کشانیدش ببالای طباق

عاقبت جوینده یابنده بود — که فرج از صبر زاینده بود

رزق آید پیش هر که صبر جست — رنج کوششها ز بی‌صبری تست

تیغ حلم از تیغ آهن تیزتر — بل ز صد لشکر ظفرانگیزتر

این تأنی مخبر تو از رحمان بود — وان شتاب از هزهٔ شیطان بود

حکایت

گفت عیسی را یکی هشیار سر — چیست در هستی ز جمله صعب‌تر

۸۱

۵۳ یعنی [illegible] و تواصوا بالصبر یعنی اهل ایمان یکدیگر را وصیت کردند بگفتن حق و صبر و شکیبائی ۱۲

۵۴ قوله چونکه رنج صبر یعنی هر کس که رنج صبر نخواهد برداشت فلاح و رستگاری نخواهد یافت ان الله مع الصابرین ۱۲

گفت حق ایوب را در مکرمت
من بهر موییت صبری دادمت

هین بصبر خود مکن چندین نظر
صبر دیدی صبر دادن را نگر

صبر کردن جان تسبیحات تست
صبر کن کانست تسبیح درست

هیچ تسبیحی ندارد آن درج
صبر کن الصبر مفتاح الفرج

صبر همچون پل صراط آنسو بهشت
هست با هر خوب یک لالای زشت

تا ز لالا میگریزی وصل نیست
زانکه لالا را ز شاهد فصل نیست

تو چه دانی ذوق صبر ای شیشه دل
خاصه صبر از بهر آن نقش چگل

هفت سال ایوب با صبر و رضا
در بلا خوش بود با ضیف خدا

از وفا و صلت و علم و حیا
بود چون شیر و عسل او با بلا

صبر مه با شب منور داردش
صبر گل با خار از فر داردش

صبر شیر اندر میان فرث و خون
کرده او را ناعش ابن اللبون

صبر جمله انبیا با منکران
کردشان خاص حق و صاحبقران

هر کرا بینی یکی جامه درست
دان که او آنرا بصبر و کسب جست

هر کرا بینی برهنه بی نوا
هست بر بی‌صبری او آن گوا

با سیاستهای جاهل صبر کن
خوش مدارا کن بعقل من لدن

صبر با نا اهل اهلان را جلیست
صبر صافی میکند هر جا دلیست

آتش نمرود ابراهیم را
صفوت آیینه آمد در جلا

---

۵۱ نام شهریست که در آن نقاشان بسیار اند و نیز مردم آنجا خوش صورت باشند ۱۲

۵۲ فرث سرگین گفته اند که پیدایش شیر از خون و ثفل انسان می‌شود پس می‌فرمایند که چون شیر در ثفل و خون صبر کرد ایزد تعالی او را باعث زندگی بچهای شیرخواره گردانید ۱۲

۵۳ تو دو با سیاستهای اشاره است بمضمون کریمه که ایزد تعالی در قرآن

غیر حق جمله عدو اند اوست دوست	با عدو از دوست کی شکوه نکوست
شکر از شکر خدا باشد یقین	چون باحسان کرد توفیقش قرین
رحمت مادر اگرچه از خداست	خدمت او هم فریضه ست و سزاست
ترک شکرش ترک شکر حق بود	حق او لاشک بحق ملحق بود
هر زمان دلگشتن شکر خدا	رو برآور همچو بلبل صد نوا
دلبر و مطلوب با ما حاضرست	وز نثار رحمتش جان شاکرست
جز ز اهل شکر و اصحاب وفا	که مر ایشانراست دولت در قفا

باب سی و دوم در وفا

عقل را باشد وفای عهدها	تو نداری عقل رو ای خربها
عقل را یاد آید از پیمان خود	پردهٔ نسیان بدرّاند خرد
چونکه عقلت نیست نسیان میر تست	دشمن و باطل کن تدبیر تست
گر بخواهی رشک ابلیسی بیا	از در دعوی بدرگاه خدا
چون وفایت نیست باری دم مزن	که سخن دعویست اغلب ما و من
وعدها باشد حقیقی دلپذیر	وعدها باشد مجازی تاسه گیر
وعدهٔ اهل کرم گنج روان	وعدهٔ نااهل شد رنج روان
چونکه در عهد خدا کردی وفا	از کرم عهدت نگهدارد خدا
چون درختست آدمی و بیخ عهد	بیخ را تیمار میباید بجهد

۵۴ ... بر دو و ذیل شو و دعوی را بگذار و قدم ایمان در راه حق بنه ۱۲

۵۵ قوله چون وفایت یعنی هرگاه که وفای عهد نداری دعوی کردن محض لغو است کردن چنین دعوی و جان هستم ۱۲

۵۶ قوله وعدها باشد یعنی وعدهٔ حقیقی که مراد از صدق دلست مقبول باشد و وعدهٔ مجازی که فقط از زبان باشد باعث تاسه گردد و تاسه مرادف تواترست یعنی اضطراب و بیقراری ۱۲

گفت ای جان صعب تر خشم خدا / که ازان دوزخ همی لرزد چو ما
گفت از خشم خدا چه بود امان / گفت ترک خشم خویش اندر زمان
تیغ علم گردن خشم زدست / خشم حق بر من همه رحمت شدست
صبر آرد آرزو را نی شتاب / صبر کن والله اعلم بالصواب
شکر میکن مر خدا را در نعم / نیز میکن شکر و ذکر خواجه هم

باب سی ویکم در شکر

شکر منعم واجب آمد در خرد / ورنه بگشاید در خشم ابد
شکر کن مر شاکران را بنده باش / پیش ایشان مرده شو افگنده باش
شکر یزدان طوق هر گردن بود / نی جدال و رو ترش کردن بود
گر ترش رو کردن آمد شکر و بس / پس چو سرکه شکر گوئی نیست کس
شکر جان نعمت و نعمت چو پوست / زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست
نعمت آرد غفلت و شکر انتباه / صید نعمت کن بدام شکر شاه
گم شد از بی شکر خوبی و هنر / که دگر هرگز نه بیند زان اثر
شکر کن ای مرد درویش از قصور / که ز فرعونی رهیدی وز کفور
شکر کن مظلومی و ظالم نه / ایمن از فرعونی و هر فتنهٔ
شکر گویم دوست را در خیر و شر / زانکه هست اندر قضا از بد بتر
چونکه قسام اوست کفر آمد گله / صبر باید صبر مفتاح الصله

کسب جز نامی مدان ای نامدار | جهد جز وهمی مدان ای عیار
حیله کردن انسان و حیلش دام بود | آنکه جان پنداشت خون آشام بود
ما عیال حضرتیم و شیرخواه | گفت الخلق عیال للاله
آنکسی را کش خدا حافظ بود | مرغ و ماهی مر ورا حارس شود
هاهی هوی باد و شیر افشان ابر | در غم ما اندیکساعت تو صبر
فی السماء رزقکم نشنیده | اندرین پستی چه بر چفسیده
هین توکل کن ملرزان پا و دست | رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
عاشقست و میزند او مول مول | که ز بی صبریت داند ای فضول
گر ترا صبری بدی رزق آمدی | خویش را چون عاشقان بر تو زدی
آنچنان که عاشقی بر رزق زار | هست عاشق رزق هم بر رزق خوار
ور تو نشتابی بیاید بر درت | ور تو بشتابی دهد درد سرت
گر بخواهی ور نخواهی رزق تو | پیش تو آید دوان از عشق تو
رو حیات عشق خواه و جان مخواه | تو از آن رزق خواه و نان مخواه
آنکه او از آسمان باران دهد | هم تواند کو ز رحمت نان دهد
رزق از وی جو مجو از زید و عمر | مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر
منعمی زو خواه نی از گنج و مال | نصرت از وی خواه نی از عم و خال
عاقبت زینها بخواهی ماندن | هین کرا خواهی در آن دم خواندن

۸۵ اندر چاکری سعدی علیه الرحمه گفته ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند الی آخر القطعه پس انسان را باید که در طلب روزی صابر باشد و بر روزی دهنده متوکل ۱۲
در لفظ ماندن و خواندن حرکت نون اول را از تصرفات باید دانست ۱۲

عهدِ فاسد بیخ پوسیده بود / وز ثمار و لطف ببریده بود

گوش نه اوفوا بعهدی گوش دار / تا که اوف عهدکم آید ز یار

از وفای حق تو بسته دیده / فاذکرونی اذکرکم نشنیده

آن جماعت را که وافی بوده اند / بر همه اصناف شان افزوده اند

گشت دریاها مسخر شان و کوه / چار عنصر نیز بنده آن گروه

چون ندارد مرد کج در دین وفا / هر زمانی بشکند سوگند را

راستان را حاجت سوگند نیست / زانکه ایشان را دو چشم روشنیست

نقض میثاق و عهود از احمقیست / حفظ ایمان و وفا کار تقیست

جرعه بر خاک وفا آنکس که ریخت / کی تواند صید دولت زو گریخت

سوی عهد بیوفایان هین مرو / کان پل ویران بود نیکو شنو

باب سی و سوم در توکل

گر توکل میکنی در کار کن / کسب کن پس تکیه بر جبار کن

گفت پیغمبر بآواز بلند / با توکل زانوی اشتر ببند

رمز الکاسب حبیب الله شنو / از توکل در سبب کاهل مشو

نیست کسبی از توکل خوبتر / چیست از تسلیم خود محبوبتر

آن توکل کو خلیلانه ترا / تا نبرد رحمت اسماعیل را

آن توکل کو کلیمانه ترا / تا کند شهراه قعر نیل را

گفت پیغمبر یعنی آنحضرت صلی الله علیه و آله وسلم فرموده که رعایت اسباب ظاهری مانع توکل نیست آدمی را باید که توکل بر خدا دارد و حفاظت اسباب ظاهری نموده باشد که دنیا عالم اسباب است و سبب را موجب و بهره مسبب ندارد کما قال علیه الصلوة والسلام

حکایت

یک جزیره سبز هست اندر جهان — کاندرو گاویست تنها خوش دهان

جمله صحرا را چرد او تا به شب — تا شود زفت و عظیم و منتجب

شب ز اندیشه که فردا چه خورم — گردد او چون تار مو لاغر ز غم

چون برآید صبح گردد سبز دشت — تا میان رسته قصیل سبز و کشت

اندر افتد گاو با جوع البقر — تا به شب آن را چرد او سر به سر

باز زفت و فربه و لمتر شود — آن تنش از پیه و قوت پر شود

باز شب اندر تب افتد از فزع — تا شود لاغر ز خوف منتجع

که چه خواهم خورد فردا وقت خور — سالها اینست کار آن بقر

هیچ نندیشد که چندین سال من — میخورم زین سبزه زار و زین چمن

هیچ روزی کم نیامد روزیم — چیست این ترس و غم و دلسوزیم

این نفس گاوست و آن دشت این جهان — که همی لاغر شود از خوف نان

که چه خواهم کرد مستقبل عجب — قوت فردا از کجا سازم طلب

سالها خوردی و کم نامد ز خور — ترک مستقبل کن و ماضی نگر

گر جهان را پر دُرِ مکنون کنند — روزی تو چون نباشد چون کنند

غم خور و نان غم افزایان مخور — زانکه عاقل غم خورد کودک شکر

ور فگن تدبیر خود را پیش دوست — گرچه تدبیرت هم از تدبیر اوست

تا تو باشی وارث ملک جهان	این دم او را خوان و باقی را بمان

حکایت

کای گزیده دوست میدارم ترا	گفت موسی را بوحی دل خدا
موجب آن تا من آن افزون کنم	گفت چه خصلت بود ای ذو الکرم
وقت قهرش دست هم برو زده	گفت چون طفلی به پیش والده
هم ازو مخمور و هم ازوست مست	خود نداند جز که او دیّار نیست
هم بمادر آید و بروی تند	مادرش گر سیلیی بروی زند
اوست جمله شرّ او و خیر او	از کسی یاری نخواهد غیر او
التفاتش نیست جاهای دگر	خاطر تو هم زما در خیر و شر [۵۰]
گر صبی و گر جوان و گر شیوخ	غیر من پیشت چو سنگست و کلوخ
در لغت وان از پی نفی ریا	هست این ایاک نعبد حصر را [۵۱]
حصر کرده استعانت را بقصر [۵۳]	هست ایاک نستعین از بهر حصر [۵۲]
طمع یاری هم ز تو داریم و بس	که عبادت مر ترا آریم و بس
گر همیخواهی ز کس چیزی مخواه	گفت پیغمبر که جنت از اله
جنة الفردوس و دیدار خدا	ور نخواهی ضامنم پس مر ترا
آب در یم جو مجو در خشک جو	هین ازو خواهید و نی از غیر او
بر کفش میل سخا هم او نهد	ور بخواهی از دگر هم او دهد

۵۰ ای تو نیز در خیر و شر خیال بطرف دیگر کن ۱۲

۵۱ تو دوست این یعنی اصل کلام چنین بود که نعبد کیس برای حصر کاف خطاب را بلفظ ایاک بدل ساخته بر نعبد مقدم نمودند تا افاده حصر کند و ریا دفع گردد چنانکه در علم معانی مقرر شده

۸۶

۵۲ ... مقصد ... افاده حصر ... نعبد ... و در لفظ ... حصر میکند ... در علم معانی است ۱۲

۵۳ ... بطریق خصوص ... عبد مختصر معانی

چرخ گردان را قضا گره کند — صد عطارد را قضا ابله کند

زیرکی بفروش و حیرانی بخر — زیرکی ظنست و حیرانی نظر

داند آنکو نیکبخت و محرمست — زیرکی ز ابلیس و عشق از آدمست

اکثر اهل الجنة البله ای پدر — بهر این گفتست سلطان البشر

زیرکی چون باد کبر انگیز تست — ابلهی شو تا بماند دل درست

ابلهی نی کو بمسخرگی دوتوست — ابلهی کو واله و حیران هوست

چون قضا آید فرو پوشد بصر — تا نداند عقل ما پا را ز سر

چشم آدم چون بنور پاک دید — جان و سر نامها گشتش پدید

اینهمه دانست چون آمد قضا — دانشش یک نهی شد بروی خطا

این قضا ابری بود خورشید پوش — شیر و اژدرها شود زو همچو موش

بر قضا کم نه بهانه ای جوان — جرم خود را چون نهی بر دیگران

بل قضا حقست و جهد بنده حق — هین مباش اعور چو ابلیس خلق

گرد خود برگرد و جرم خود ببین — جنبش از خود بین و از سایه مبین

فعل تو که زاید از جان و تنت — همچو فرزندت بگیرد دامنت

فعل را در غیب صورت می‌کنند — فعل دزدی را نه داری می‌زنند

دار کی ماند بدزدی لیک آن — هست تصویر خدای غیب‌دان

رنج را باشد سبب بد کردنی — بد ز فعل خود شناس از بخت نی

۵۳ قوله ابلهی یعنی آن ابلهی امتیاز کن که مردم ترا مسخره دانند بلکه آن ابلهی که واله و حیران در ذات اوست

۵۴ قوله چشم آدم اشارتست بکریمه وعلم آدم الاسماء کلها ۱۲

۵۵ قوله دانشش ایات بکریمه ولا تقربا هذه الشجرة ۱۲

۵۶ قوله گرد خود یعنی انسان باید که با محاسبهٔ نفسانی در اعمال خود بپردازد

کار آن دارد که حق افراشتست
آخر آن روید که اول کاشتست

هر چه کاری از برای او بکار
چون اسیر دوستی ای دوستدار

ننگ درویشی ز درویشی ماست
روز و شب از روزی اندیشی ماست

بر دل خود کم نه اندیشه معاش
عیش کم ناید تو بر درگاه باش

ای دو دیده سوی دکان از پگاه
بین بمسجد رو بجو رزق از آله

چون قضا آید شود تنگ این جهان
از قضا حلوا شود رنج دهان

باب سی و چهارم در رضای بالقضا

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا
تحجب الابصار اذ جاء القضا

گر شود ذرات عالم حیله پیچ
با قضای آسمان هیچست هیچ

چون قضا بیرون کند از چرخ سر
عاقلان گردند جمله کور و کر

حکم تقدیرش چو آید بی وقوف
عقل چه بود در قمر افتد خسوف

غیر آنکه در گریزی در قضا
هیچ حیله نه رهت از وی رها

با قضا هر که شبیخون آورد
سرنگون آید ز خون خود خورد

اعجمی چون گشته اندر قضا
میگریزانی ز داور مال را

این قضا را اسم قضا داند بسیچ
عقل خلقان در قضا هیچست و کیچ

با قضا پنجه مزن ای تند و تیز
تا نگیرد هم قضا با تو ستیز

مرده باید بود پیشش حکم حق
تا نیابد زخم از رب الفلق

چون قضا آید شود دانش بخواب
مه سیه گردد بگیرد آفتاب

همچو اسمعیل پیشش سر بنه / شاد و خندان پیش تیغش جان بده

تا بماند جانت خندان تا ابد / همچو جان پاک احمد با احد

عاشقان جام فرح آنگه کشند / که بدست خویش خوبانشان کشند

من نهم پیش تو شمشیر و کفن / میکشم پیشش تو گردن را بزن

ای جفای تو ز دولت خوبتر / وانتقام تو ز جان محبوبتر

آن جفا به که تو کنی از خشم و جنگ / با طرب‌تر از سماع و بانگ چنگ

عاشقم بر قهر و بر لطفش بجد / ای عجب من عاشق این هر دو ضد

گر مرادت را مذاق شکرست / بیمرادی نه مراد دلبرست

ناخوش او خوش بود بر جان من / جان فدای یار دل رنجان من

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش / بهر خشنودی شاه فرد خویش

پستارش خونبهای صد هلال / خون عاشق ریختن او را حلال

چون ز عفو او عجبی ساختم / توبه کردم اعتراض انداختم

دوستی چون زر بلا چون آتشست / زر خالص در دل آتش خوشست

باب سی و ششم در صبر

وصل پیدا گشت از عین بلا / زان حلاوت شد عبارت ماقلا

رنج گنج آمد که رحمتها درست / مغز تازه شد چو بخراشید پوست

آن بهاران مضمرست اندر خزان / در بهارست آن خزان مگریز از آن

رنج و غم را حق پی آن آفرید / تا بدین صد خوشدلی آید پدید

91

جرم بر خود نه که تو خود کاشتی / با جزا و عدلِ حق کن آشتی

هر چه از تو یاوه گردد از قضا / تو یقین دان که خریدت از بلا

گر قضا پوشد سیه همچون شبت / هم قضا دستت بگیرد عاقبت

گر قضا صد بار قصدِ جان کند / هم قضا جانت دهد درمان کند

این قضا صد بار گر راهت زند / بر فرازِ چرخ خرگاهت زند

چون قضا خواهد کسی را بفسرد / سردی از صد پوستین هم بگذرد

در وجودش لرزه بنهد که آن / نی بجامه به شود نی ز آتش آن

چون قضا آید طبیب ابله شود / وان دوا در نفع هم گمره شود

حکایت

آمد از آفاق یارِ مهربان / یوسفِ صدیق را شد میهمان

کآشنا بودند وقتِ کودکی / بر وسادهٔ آشنائی متکی

یاد دادش جورِ اخوان و حسد / گفت کان زنجیر بود و ما اسد

عار نبود شیر را از سلسله / نیست ما را از قضایِ حق گله

در قضا یعقوب چون بنهاد سر / چشم روشن کرد از بویِ پسر

در توکل جز که تسلیمِ تمام / در غم و راحت همه مکرست و دام

شرطِ تسلیمست نی کارِ دراز / سود نبود در ضلالت ترکتاز

باب سی و پنجم در تسلیم

نی نشان دوستی شد سرخوشی — در بلا و آفت و محنت کشی

چون گرانیها اساس راحتست — تلخها هم پیشوای نعمتست

زان حدیث تلخ میگویم ترا — تا ز تلخیها فرو شویم ترا

حُفَّتِ الجَنَّةُ بِمَکروهاتِها — حُفَّتِ النّیرانُ مِن شَهَواتِها

هر که در زندان قرین محنتست — آن جزای لقمهای شهوتست

جز بشب خلوت نباشد شاه را — جز بدرد دل مجو دلخواه را

هر کجا شمع بلا افروختند — صد هزاران جان عاشق سوختند

حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد — بر تن ما می نهد ای شیرمرد

خوف و جوع و نقص اموال و بدن — جمله بهر نقد جان ظاهر شدن

داد فرعون را صد ملک و مال — تا بکرد او دعوی عز و جلال

تو ز تلخی چونکه دل پرخون شوی — پس ز تلخیها همه بیرون شوی

در همه عمرش ندید او درد سر — تا ننالد با خدا آن بدگهر

داد او را جمله ملک اینجهان — تا نخواند مر خدا را در نهان

شاد از غم شو که غم دام لقاست — اندرین ره سوی پستی ارتقاست

غم یکی گنجست رنج تو چو کان — لیک کی در گیرد این در کودکان

کان بلا دفع بلاهای بزرگ — وان زیان منع زیانهای سترگ

تا بدانی که زیان جسم و مال — سود جان باشد رهاند از وبال

---

۵۳ کر رنج دنیا بسیار خواهی کشید از جملهٔ عقوبات اخروی نجات خواهی یافت ۱۲

۵۵ ای این سخن در گوش کودکان که مراد از فرقهٔ غافلان باشد کجا اثر خواهد کرد ۱۲

۵۶ قوله کان بلا یعنی بعض بلا موجب دفع بلاهای بزرگ باشد چنانکه تپ یکروزه مؤمن گنهگار را از ایل کفارهٔ اعتقاد گناه باشد ۱۲

آفتابی گر بر آید نارگون | ساعتی دیگر شود او سرنگون

اختر انی تافته بر چار طاق | لحظه لحظه مبتلای احتراق

ماه کو افزود ز اختر در جمال | شد ز رنج دق او همچون هلال

آب خوش کو روح را همشیره شد | در غدیری زرد و تلخ و تیره شد

آتشی کو باد دارد در بروت | هم یکی بادی برو خواند یموت

حال دریا ز اضطراب و جوش او | فهم کن تبدیلهای هوش او

چرخ سرگردان که اندر جستجوست | حال او چون حال فرزندان اوست

گه حضیض و گه میانه گاه اوج | اندر او از سعد و نحسی فوج فوج

چونکه کلیات را رنجست و درد | جزو ایشان چون نباشد روی زرد

گوهی انکه راست بی نقصان شود | کو ز زخم دست شه رقصان شود

جان سپر کن تیغ بگذار ای پسر | هر که بی سر بود ازین شه برد سر

همره غم باش و با وحشت بساز | می طلب در مرگ خود عمر دراز

ما التصوف قال وجد الفرح | فی الفؤاد عند اتیان الترح

عاقلان از بی مرادیهای خویش | با خبر گشتند از مولای خویش

بی مرادی شد قلاوز بهشت | حفت الجنة شنوای خوش سرشت

دوستان بین کو نشان دوستان | دوستان را رنج باشد همچو جان

نی گران گیرد ز رنج دوست | رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست

٥١ قوله آتشی کو یعنی آتش با همه صدتها که دارد از صولت بادی میرد ۱۲

٥٢ قوله ما التصوف یعنی چیست تصوف گفت یافتن سرور در دل وقت آمدن رنج و اندوه ۱۲

٥٣ ترح بالتحریک [illegible] اندوه ۱۲

٥٤ قوله عاقلان [illegible]

من ترا غمگین و گریان زان کنم — تا کت از چشم بدان پنهان کنم

تلخ گردانم ز غمها خوی تو — تا بگردد چشم بد از روی تو

چون نشان مؤمنان مغلوبیست — لیک در اشکست مؤمن خوبیست

ذره اگر چه خرد و اشکسته شود — توتیای دیده خسته شود

ای زر از اشکست خود بر سر مزن — کز شکستن روشنی خواهد شدن

تو ببین گر بر و رستی یا بجاه — تو مرا بین که منم مفتاح راه

تا توانی بنده شو سلطان مباش — زخم کش چون گوی شو چوگان مباش

خدمت اکسیر کن مس وار تو — جور میکش ای دل از دلدار تو

نیکبختی را چو حق رنجی دهد — رخت را نزدیک تر وا می‌نهد

لیک چون رنجی دهد بدبخت را — او براندازد که بفر آن رخت را

چون محک آید بلا و بیم جان — زان پدید آید شجاع از هر جبان

همچو آب نیل آمد این بلا — سعد را آبست و خون بر اشقیا

هر که پایان بین ترا و مسعودتر — جدتر او کارکافزون دیده تر

عمر خوش در قرب جان پروردنست — عمر زاغ از بهر سرگین خوردنست

باب سی و هشتم در قرب

قرب بر انواع باشد ای پدر — میزند خورشید بر کهسار و در

آن نمی بینی که قرب اولیا — صد کرامت دارد و کار و کیا

بنده مینالد زحق از درد و نیش | صد شکایت میکند از رنج خویش

حق همیگوید که آخر رنج و درد | مر ترا لابه کنان و راست کرد

نی تو صیادی و جویای منی | بنده افکنده رای منی

حیله اندیشی که در من در رسی | در فراق و جستن من بیکسی

چاره می‌جوید پی من درد تو | میشنودم دوش آه سرد تو

می‌توانم هم که بی این انتظار | ره دهم بنمایمت راه گذار

تا ازین گرداب دوران وارهی | بر سر گنج وصالم پا نهی

لیک شیرینی و لذات مقر | هست اندازه رنج سفر

آنگه از شهر و ز خویشان برخوری | کز غریبی رنج و محنتها بری

در حقیقت هر عدو داروی تست | کیمیا و نافع و دلجوی تست

که ازو اندر گریزی در خلا | استعانت جویی از لطف خدا

در حقیقت دوستانت دشمنند | که ز حضرت دور و مشغولت کنند

آدمی را پوست نامدبوغ دان | از رطوبتها شده زشت و گران

تلخ و تیز و مالش بسیار ده | تا شود پاک و لطیف و بامزه

گر نمی‌تانی رضا ده ای عیار | تا خدا رنجت دهد بی اختیار

که بلای دوست تطهیر شماست | علم او بالای تدبیر شماست

هر زبان گوید بگوشم بخت نو | گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

خوی با او کن امانتهای تو | ایمن آید از افول و از عتو

خوی با او کن که خو را آفرید | خوبهای انبیا را پرورید

رو بجواهی کرد آخر در لحد | آن به آید که کنی خو با احد

آنکه شد انسش بشاه فرد خویش | یافت درمانهای جمله درد خویش

چون ازان اقبال شیرین شد دهان | سر زد شد بر آدمی ملک جهان

این خبرها از نظر خود نائبست | بهر حاضر نیست بهر غائبست

هر که او اندر نظر موصول شد | این خبرها پیش او معزول شد

باب سی و نهم در مکاشفه و مشاهده

مطرب جان مونس مستان بود | نقل و قوت و قوت مستان بود

چرخ را در زیر پا آر ای شجاع | بشنو از فوق فلک بانگ سماع

پنبهٔ وسواس بیرون کن ز گوش | تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب | تا ببینی باغ و سروستان غیب

چشم را در روشنائی خوی کن | گر نه خفاشی نظر آن سوی کن

دیده بینا از لقای حق شود | حق کجا همراز هر احمق شود

هر که دید الله را اللهیست | هر که دید آن بحر را او ماهیست

حاصل اندر وصل چون افتاد مرد | گشت دلاله به پیش مرد سرد

چون شدی بربامهای آسمان | سهل باشد جستجوی نردبان

قرب خلق و رزق بر جمله است عام / قرب وحی عشق دارند این کرام

گفت پیغمبر که معراج مرا / نیست بر معراج یونس اجتبا

آن من بر چرخ و آن او نشیب / زانکه قرب حق برونست از حسیب

قرب نی بالا و پستی رفتنست / قرب حق از قید هستی رستنست

آنکه چون سنگ از اصل کهدانی بود / کی مر او را حرص سلطانی بود

آنچه حقست اقرب از حبل الورید / تو فکنده تیر فکرت را بعید

ای کمان و تیرها برساخته / صید نزدیک و تو دور انداخته

هرکه دوراندازتر او دورتر / وز چنین گنجست او مهجورتر

باب سی و هشتم در انس

در غم ما روزها بیگاه شد / روزها با سوزها همراه شد

روزها گر رفت گو رو باک نیست / تو بمان ای آنکه چون تو پاک نیست

هرکه جز ماهیست ز آبش سیر شد / هرکه بی روزیست روزش دیر شد

اتصالی بی تکیف بی قیاس / هست رب الناس را با جان ناس

اتصالی که نگنجد در کلام / گفتنش تکلیف باشد والسلام

پیش من آوازت آواز خداست / عاشق از معشوق حاشا کی جداست

چونکه با حق متصل گردید جان / ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

چونکه با معشوق گشتی همنشین / رفع کن دلالگان را بعد ازین

دیده کو نبود ز وصلش در گرو / آنچنان دیده سفید و کور به

اندر آن دستی که نبود آن نقاب / آن شکسته به به ساطور قصاب

ساحران واقف از دست خدا / کی نهند این دست و پا را از دست و پا

آنچنان پایی که از رفتار او / جان نه پیوندد به نرگس زار او

آنچنان پا در حدید اولیست / آنچنان پا عاقبت درد سرست

گوش کو نبود سزای راز او / برکنش از سر که نبود آن نکو

ای همه دریا چه خواهی کرد نم / ای همه هستی چه میجویی عدم

هیچ محتاج می گلگون نه / ترک کن گلگونه تو گلگونه

ای رخ چون زهره ات شمس الضحی / ای گدای رنگ تو گلگونها

باده کاندر خم همی جوشد نهان / ز اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای مه تابان چه خواهی گرد گرد / ای که مه در پیش رویت روی زرد

تاج کرمناست بر فرق سرت / طوق اعطیناک آویز برت

جوهرست انسان و چرخ او را عرض / جمله فرع و پایه اند او شد غرض

بحر علمی در نمی پنهان شده / در سه گز تن عالمی پنهان شده

ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش / چون چنینی خویش را ارزان فروش

علم جویی از ورقها ای فسوس / ذوق جویی تو ز حلوا ای فسوس

می چه باشد یا سماع و یا جماع / تا بجویی ز و نشاط و انتفاع

کرمنا انسان را بر جمله مخلوقات تفضیل داده است و هر گاه که افلاک با اینهمه رفعت و سعت از انسان کمتر بود است باید دیگران در چه حساب باشند

غیب را ابری و آبی دیگرست — آسمان و آفتابی دیگرست

ناید آن الّا که بر خاصان پدید — باقیان فی لبس من خلق جدید

دفع کن از مغز و از بینی زکام — تا که ریح الله آید در مشام

گر ببینی یک نفس حسن ودود — اندر آتش افگنی جان و وجود

چند بینی گردش دولاب را — سر برون کن هم ببین تیز آب را

تو همیگویی که می بینم ولیک — دید آن را بس علامتهاست نیک

گردش کف را چو دیدی مختصر — حیرتت باید بدریا درنگر

آنکه کف را دید سرگویان شود — وانکه دریا دید او حیران شود

هر ولی کو در تحیّر با خداست — کی شود پوشیده بر وی جیب و را

حیرتی باید که روبد فکر را — خورده حیرت فکر را و ذکر را

آنکه کف را دید نیتها کند — وانکه دریا دید دل دریا کند

آنکه کفها دید باشد در شمار — وانکه دریا دید شد بی اختیار

آنکه او کف دید در گردش بود — وانکه دریا دید او بی غش بود

کی کند آن مست جز عدل و صواب — که ز جام حق کشیدست او شراب

جادوان فرعون را گفتند بیست — مست را پروای دست و پای نیست

دست و پای ما شراب حق شدست — دست ظاهر سایه است و کاسدست

حلق نبود گر سزای آن شراب — آن بریده به ز شمشیر ضراب

آب رحمت بایدت رو پست شو — وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر — بر یکی رحمت فرو نا ای پسر

سخت مست و بیخود و آشفته — دوش ای جان بر چه پهلو خفته

عشق جوشد باده تحقیق را — او بود ساقی نهان صدیق را

چون بجوئی تو بتوفیق حسن — باده آب جان بود ابریق تن

چون بیفزاید می توفیق را — قوت می بشکند ابریق را

پرتو ساقیست کاندر شیره رفت — شیره بر جوشید و رقصان گشت زفت

بی تفکر پیش هر داننده هست — اینکه با جنبیده جنباننده هست

گر تو او را می نه بینی در نظر — فهم کن آنرا باظهار اثر

تن بجان جنبد نمی بینی تو جان — لیک از جنبیدن تن جان بدان

همچنان که قدر تن از جان بود — قدر جان از پرتو جانان بود

گر بدی جان زنده بی پرتو کنون — هیچ گفتی کافران را میتون

بی تماشای صفتهای خدا — گر خورم نان در گلو ماند مرا

چون گوارد لقمه بی دیدار او — بی تماشای گل و گلزار او

زین خرد جاهل همی باید شدن — دست در دیوانگی باید زدن

هر که بستاید ترا دشنام ده — سود و سرمایه بمفلس وام ده

ایمنی بگذار و جای خوف باش — بگذر از ناموس و رسوا باش فاش

خرد عقل فلاسفه بود که با وجود چنین عقول کامله ذات باری را نشناختند و در اسما وا فتادند پس بیفزایند که از چنین عقل دیوانگی بهتر است ۱۲

آفتاب از ذره شد وام خواه / زهره از خمره شد جام خواه

جان بی‌کیفی شده محبوس کیف / آفتابی حبس عقد اینست حیف

جای روح پاک علیین بود / کرم باشد کش وطن سرگین بود

بهر مخمور خدا جام طهور / بهر این مرغان کور این آب شور

در ده ای ساقی یکی رطل گران / خواجه را از ریش و سبلت وا رهان

باب چهلم در وجد

این نفس جان دامنم برتافتست / بوی پیراهان یوسف یافتست

من چه گویم یک رگم هشیار نیست / شرح آن یاری که او را یار نیست

خوشتر آن باشد که سر دلبران / گفته آید در حدیث دیگران

چون زنم دم کآتش دل تیز شد / شیر هجر آشفته و خونریز شد

آنکه او هشیار خود تندست و مست / چون بود چون او قدح گیرد بدست

مرد برنا زان شراب زود گیر / در میان راه می‌افتد چو پیر

خاصه این باده که از خم نبیست / نی میی که مستی آن یک شبیست

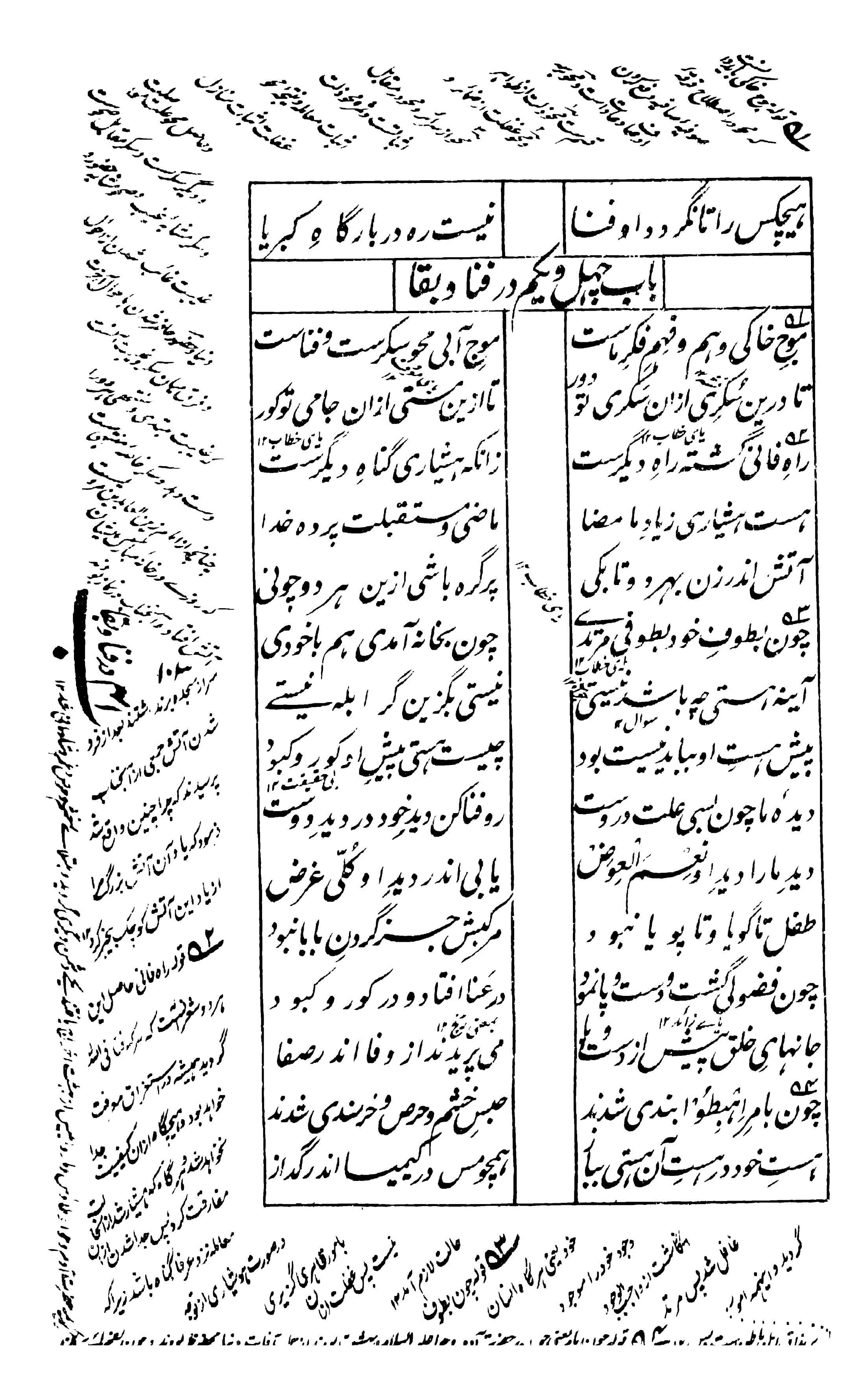
آنکه از اصحاب کهف از نقل نقل / سیصد و نه سال گم کردند عقل

وان زنان مصر جامی خورده اند / دستها را شرحه شرحه کرده اند

ساحران هم سکر موسی داشتند / دار را دلدار می‌پنداشتند

جعفر طیار زان می بود مست / زان گرو میکرد بیخود پا و دست

قوله خوشتر آن باشد یعنی خوشتر آنست که ذکر معشوق خود بصراحت نام ایشان نباید کرد بلکه اسم فرضی برای ایشان قرار داده تذکره ایشان کرده باشند ۱۲



هیچکس را تا نگردد او فنا	نیست ره در بارگاهِ کبریا

باب چهل و یکم در فنا و بقا

موجِ خاکی وهم و فهم و فکرِ ماست	موجِ آبی محو و سکرست و فناست
تا درین سکری ازان سکری تو دور	تا ازین مستی ازان جامی تو کور
راهِ فانی گشته راهِ دیگرست	زانکه هشیاری گناهِ دیگرست
هست هشیاری ز یادِ ما مضا	ماضی و مستقبلت پردهٔ خدا
آتش اندر زن بهر دو تا بکی	پرگره باشی ازین هر دو چو نی
چون بطوفِ خود بطوفی مرتدی	چون بخانه آمدی هم باخودی
آینهٔ هستی چه باشد نیستی	نیستی بگزین گر ابله نیستی
پیش هستِ او بباید نیست بود	چیست هستی پیشِ او کور و کبود
دیدهٔ ما چون بسی علت دروست	رو فنا کن دیدِ خود در دیدِ دوست
دیدِ ما را دیدِ او نعم العوض	یابی اندر دیدِ او کلّی غرض
طفل تا گویا و تا پویا نبود	مرکبش جز گردنِ بابا نبود
چون فضولی گشت و دست و پا نمود	در عنا افتاد و در کور و کبود
جانهای خلق پیش از دست و پا	می پریدند از وفا اندر صفا
چون بامرِ اهبطوا بندی شدند	حبسِ خشم و حرص و خرسندی شدند
هستِ خود در هستِ آن هستی بباز	همچو مس در کیمیا اندر گداز

آزمودم عقل دوراندیش را / بعد ازین دیوانه سازم خویش را

عقل من گنجست و من ویرانه ام / گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام

اوست دیوانه که دیوانه نشد / این عسس را دید و در خانه نشد

ما اگر قلاش و گر دیوانه ایم / مست آن ساقی و آن پیمانه ایم

بر خط فرمان او سر می نهیم / جان شیرین را گروگان میدهیم

بار دیگر آمدم دیوانه وار / رو رو ای جان زود زنجیری بیار

زین بنه بر پایم آن زنجیر را / که دریدم سلسلهٔ تدبیر را

غیر آن زنجیر زلف دلبرم / گر دو صد زنجیر آری بردرم

هرچه غیر شورش و دیوانگیست / اندرین ره دوری و بیگانگیست

عشق شورانگیز باید مرد را / تا صلائی در دهد این درد را

تا چنین کاری نیفتد مرد را / او چه داند عشق را و درد را

باز دیوانه شدم من ای طبیب / باز سودائی شدم من ای حبیب

حلقهای سلسلهٔ آن ذوفنون / هر یکی حلقه دهد دیگر جنون

زیر هر حلقه فنون دیگرست / پس مرا هر دم جنون دیگرست

پس فنون باشد جنون این شد مثل / خاصه در زنجیر آن میر اجل

آنچنان دیوانگی بگسست بند / که همه دیوانگان پندم دهند

اندرین محضر خردها شد ز دست / چون قلم اینجا رسید و سر شکست

گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست | لیک ز اول آن بقا اندر فناست

هالک آمد پیش وجهش هست و نیست | هستی اندر نیستی خود طرفه ایست

چیست معراج فلک این نیستی | عاشقان را مذهب و دین نیستی

چون شنیدی شرح بحر نیستی | کوش دائم تا برین بحر ایستی

چون که اصل کارگاه آن نیستیست | که خلا و بی نشانست و تهیست

نیستی چون هست بالایین طبق | بر همه بردند درویشان سبق

سرّ موتوا قبل موت این بود | کز پس مردن غنیمتها رسد

غیر مردن هیچ فرهنگ دگر | در نگیرد با خدا ای حیله گر

یک عنایت به ز صد گون اجتهاد | جهد را خوفست در کون و فساد

وان عنایت هست موقوف ممات | تجربه کردند این ره را ثقات

تا نگشتند اختران ما نهان | وانکه پنهانست خورشید جهان

ذره سایه عنایت بهترست | از هزاران کوشش طاعت پرست

خرم آنکه عجز و حیرت قوت اوست | در دو عالم خفته اندر ظل دوست

هم در اول هم در آخر عجز دید | مرده شد دین العجایز را گزید

زندگی در مردن و در محنتست | آب حیوان در درون ظلمتست

چون ز خود رستی همه برهان شدی | چونکه بنده نیستی سلطان شدی

من غلام آنکه نفروشد وجود | جز بدان سلطان با افضال وجود

۱۰۵ ... که وجود خورشید عالم تاب طلوع نکرده باشد ۱۲

۵ قوله مرده شد حدیث شریف ست که دین خود را چنان محکم گیرید چنانکه زنان فرتوت بر امور قدیمه خود مستحکم می باشند و تا دم مرگ نمی گذارند ۱۲

در من و ما سخت کردستی تو دست / هست این جمله خرابی از دو هست

هستی اندر نیستی بتوان نمود / مالداران بر فقیر آرند جود

نیستی و نقص هر جایی که خاست / آینهٔ خوبی جمله پیشهاست

نقصها آئینهٔ وصف کمال / وان حقارت آینهٔ عزّ و جلال

هر که نقص خویش را دید و شناخت / اندر استکمال خود دو اسپه تاخت

هر که او از هستی خود دور شد / منتهای کار را مسرور شد

علتی بدتر ز پندار کمال / نیست اندر جانت ای مغرور ضال

زان نمی پرّد بسوی ذوالجلال / کو گمانی می برد خود را کمال

از دل و از دیده ات بس خون رود / تا ز تو این معجبی بیرون رود

علت ابلیس انا خیر بدست / وین مرض در نفس هر مخلوق هست

بس زیادتها درون نقصهاست / مر شهیدان را حیات اندر فناست

گفت قائل در جهان درویش نیست / ور بود درویش او با خویش نیست

عاشق حقی و حق آنست کو / چون بیاید از تو نبود تار مو

صد چو تو فانیست پیش آن نظر / عاشقی بر نفی خود خواجه نگر

سایه ای و عاشقی بر آفتاب / شمس آید سایه لا گردد شتاب

سایهها کو بود جویای نور / نیست گردد چون کند نورش ظهور

همچنین جویای درگاه خدا / چون خدا آید شود جوینده لا

دلشکسته گشت کشتیبان ز تاب / لیک خامش کرد آندم از جواب

باد کشتی را بگردابی فکند / گفت کشتیبان بدان نحوی بلند

هیچ دانی آشنا کردن بگو / گفت نی ای خوش جواب خوبرو

گفت کل عمرت ای نحوی فناست / زانکه کشتی غرق این گردابهاست

محو می باید نه نحو اینجا بدان / گر تو محوی بیخطر در آب ران

آب دریا مرده را بر سر نهد / ور بود زنده ز دریا کی رهد

چون بمردی تو ز اوصاف بشر / بحر اسرارت نهد بر فرق سر

خویش را صافی کن از اوصاف خود / تا ببینی ذات پاک صاف خود

بیهشان را میدهد حق هوشها / حلقه حلقه حلقها در گوشها

پای کوبان دست افشان در ثنا / نازنازان ربنا احییتنا

باز گرد از هست سوی نیستی / طالب ربی و ربانیستی

جهد کن در بیخودی خود را بیاب / زودتر والله اعلم بالصواب

باب چهل و دوم در صحبت

نار خندان باغ را خندان کند / صحبت مردانت از مردان کند

گر تو ناری میخری خندان بخر / تا دهد خنده ز دانهٔ او خبر

گر تو سنگ خاره و مرمر شوی / چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

مهر پاکان درمیان جان نشان / دل مده الا بمهر دلخوشان

که اگر طالب شخص کامل میشود چنان کاملی بدست آرد که آثار فیض و برکت از صورت حال او هویدا باشد ۱۲

مرده شو تا مخرج الحی الصمد | زنده‌ٔ زین مرده بیرون آورد
پشم را آنگه شناسی از گهر | کز خیال خود کنی کلی عبر
زانکه هستی سخت مستی آورد | عقل از سر شرم از دل می‌برد
کارگاه گنج حق در نیستی ست | غرهٔ هستی چه دانی نیست چیست
کاشکی هستی زبانی داشتی | تا ز مستان پرده‌ها بر داشتی
هر چه گویی ای دم هستی از آن | پردهٔ دیگر برو بستی بدان
اینچنین معدوم کو از خویش رفت | بهترین هستها افتاد و رفت
خوش براقی گشت خنگ نیستی | سوی هستی آردت گر نیستی
چون بمردی و نگشتی زنده زو | باغیی باشی بشرکت ملک جو
چون بدو زنده شدی آن خود دوست | وحدت محض است آن شرکت کی است
شرح این در آینه اعمال جو | که نیابی فهم آن از گفتگو
گر همی خواهی که بفروزی چو روز | هستی همچون شب خود را بسوز
گر بگویم آنچه دارم در درون | بس جگرها گردد اندر حال خون
بس کنم خود زیرکان را این بس است | بانگ دو کردم اگر در ده کس است

حکایت

آن یکی نحوی بکشتی در نشست | رو بکشتیبان نهاد آن خودپرست
گفت هیچ از نحو خواندی گفت لا | گفت نیم عمر تو شد در فنا

امر هم شوری بخوان اندر صحف / یار را باش و مکن از یار اف

چونکه در یاران رسی خامش نشین / اندران حلقه مکن خود را نگین

یار آئینه است جان را در حزن / بر رخ آئینه ای جان دم مزن

تا نپوشد روی خود را از دمت / دم فرو خوردن بباید هر دمت

چشم را با روی او می دار جفت / گرد منگیزان ز راه بحث و گفت

گفت پیغمبر که در بحر هموم / در دلالت دان تو یاران را نجوم

چشم در استارگان نه ره بجو / نطق تشویش نظر باشد مگو

یار را با یار چون بنشسته شد / صد هزاران سر دل دانسته شد

لوح محفوظست پیشانی یار / راز کونینش نماید آشکار

اهل دین را باز دان از اهل کین / همنشین حق بجو با او نشین

همنشین اهل معنی باش تا / هم عطا یابی و هم باشی فتا

همنشین مقبلان چون کیمیاست / چون نظرشان کیمیائی خود کجاست

سوی این مرغابیان رو روز چند / تا ترا در آب حیوانی کشند

حاصل این آمد که یار جمع باش / همچو بتگر از حجر یاری تراش

همرهی را جو کزو یابی مدد / همدل و همدرد جویان احد

لیک هر گمراه را همره مدان / غافلان خفته را آگه مدان

هست سنت ره جماعت چون رفیق / بی ره و بی یار افتی در مضیق

یعنی عمل خیر مثل راه باشد ۱۲

۱۰۹

یعنی حاصل این آمد که انسان را ضرور است که صحبت مقبلان اختیار کند و در مجمع اهل دل باشد و گرد هم اهل هم زنند چنانکه بتگر از برای خود از سنگ یاری می تراشد همچنان تو نیز رفیق راه بهرسان باز منع نمایند که گمراه را مصاحب خود مکن که اوقات تو ضایع خواهد شد ۱۲

دل ترا در کوی اهل دل کشد / تن ترا در حبس آب و گل کشد

هین غذای دل بده از همدلی / رو بجو اقبال را از مقبلی

مرد حجی همره حاجی طلب / خواه هندو خواه ترک و یا عرب

منگر اندر نقش و اندر رنگ او / بنگر اندر عزم و در آهنگ او

حق ز هر چیزی چو زوجان آفرید / پس نتائج شد ز جمعیت پدید

پس صله یاران ره لازم شمار / هر که باشد گر پیاده گر سوار

راه سنت با جماعت خوش بود / اسپ با اسپان یقین خوشتر رود

زانکه انبوهی و جمع کاروان / ره زنان را بشکند تیر و سنان

یار غالب جو که تا غالب شوی / یار مغلوبان مشو هین ای غوی

یار باشد یار را پشت و پناه / گر تو نیکو بنگری یار است راه

اتحاد یار با یاران خوشست / پای معنی گیر صورت سرکشست

صورت سرکش گدازان کن برنج / تا به بینی زیر او وحدت چو گنج

یار شو تا یار بینی بی عدد / زانکه بی یاران بمانی بی مدد

چشمها را چار کن در اعتبار / یار کن با چشم خود دو چشم یار

یار چشم تست ای مرد شکار / از خس و خاشاک او را پاک دار

رو بجو یار خدایی را تو زود / چون چنین کردی خدا یار تو بود

کم ز خاکی چونکه خاکی یار یافت / از بهاری صد هزار انوار یافت

خاکِ پاکان لیسی و دیوارِشان — بهتر از عام و زر و گلزارشان

دوستیِ جاهلِ شیرین سخن — کم شنو کان هست چون سمِّ کهن

جانِ مادر چشمِ روشن گویدت — جز غم و حسرت ازان نفزویدت

گرگ گر با تو نماید روبهی — هین مکن باور که ناید زو بهی

جاهل ار با تو نماید همدلی — عاقبت زخمت زند از جاهلی

حقِ ذاتِ پاکِ الله الصمد — که بود به مارِ بد از یارِ بد

مارِ بد جانی ستاند از سلیم — یارِ بد آرد سوی نارِ جحیم

هر که با دشمن نشیند در زمن — هست او در بوستان در گولخن

هر کجا باشد شهِ مارالبساط — هست صحرا گر بود سمّ الخیاط

هر کجا دلبر بود خود همنشین — فوقِ گردونست نی زیرِ زمین

هر کجا که یوسفی باشد چو ماه — جنتست آن ارچه باشد قعرِ چاه

مثل

گفت معشوقی بعاشق کای فتا — تو بغربت دیده‌ای بس شهرها

پس کدامین شهر زانها خوشترست — گفت آن شهری که در وی دلبرست

هر که باشد همنشینِ دوستان — هست در گلخن میانِ بوستان

دل ز هر یاری غذائی میخورد — دل ز هر علمی صفائی می برد

از لقای هر کسی چیزی خوری — وز قرانِ هر قرین چیزی بری

چون ستاره با ستاره شد قرین — لایقِ هر دو اثر زاید یقین

هر خری کز کاروان تنها رود — بر وی آن راه از تعب صد تو شود

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو — گر نه خر همچنین تنها مرو

راه دین زان رو پر از شور و شرست — که نه راه هر مخنث گوهرست

دیو گرگست و تو همچون یوسفی — دامن یعقوب مگذار ای صفی

گفت اطفال منند این اولیا — در غریبی فرد از کار و کیا

از برای امتحان خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم

هان و هان این دلق پوشان منند — صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایه شاهان طلب هر دم شتاب — تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

گرگ اغلب آنگهی گیرا بود — کز رمه شیشک بخود تنها بود

هر نبی خود اندرین راه درست — معجزه بنمود و همراهان بجست

ناریان مر ناریان را جاذبند — نوریان مر نوریان را طالبند

جان هامان جاذب قبطی شده — جان موسی جاذب سبطی شده

هست موسی پیش قبطی بس ذمیم — هست هامان پیش سبطی بس رجیم

آن یکی را صحبت اخیار خار — لاجرم شد پهلوی فجار جار

ای نغان از یار ناجنس ای نغان — همنشین نیک جوئید ای مهان

جان حلبس الله گشت آن نیکبخت — که بپهلوی سعیدی برد رخت

بنده یکمرد روشندل شوی — به که بر فرق سر شاهان روی

۵۱ قوله راه دین الخ یعنی راه شریعت را ازین جهت پر شور و شر نهاده اند که هر بزدل و نفی همت طی کردن آن نمی تواند ۱۲

۵۲ یعنی در ظاهر یکی باشند و در باطن صد هزار ۱۲

۵۳ قوله گرگ اغلب الخ

تو بهر حالی که باشی می طلب	آب میجو دائما ای خشک لب
خشک لب را هست پیغامی ز آب	که بمات آرد یقین این اضطراب
آب کم جو تشنگی آور بدست	تا بجوشد آبت از بالا و پست
هر کجا دردی دوا آنجا رود	هر کجا فقری نوا آنجا رود
هر کجا مشکل جواب آنجا رود	هر کجا تشنه است آب آنجا رود
آن نیاز مریمی بوده است و درد	که چنان طفلی سخن آغاز کرد
حق تعالی گر سموات آفرید	از برای دفع حاجات آفرید
هر چه روئید از پی محتاج رست	تا بیابد هر کسی چیزی که جست
تا سقاهم ربهم آید خطاب	تشنه باش الله اعلم بالصواب
گفت پیغمبر که چون کوبی دری	عاقبت زان در برون آید سری
چون نشینی بر سر کوی کسی	عاقبت بینی تو هم روی کسی
سایهٔ حق بر سر بنده بود	عاقبت جوینده یابنده بود
عیبت و بیداری از یزدان طلب	ناز کتاب و ناز مقال و حرف و لب
بخشش بسیار دارد شه بدو	ای شده در وهم تصویری گرو
مغز نغزی دارد آخر آدمی	یکدمی آن را طلب گر زآدمی
مرد غرقه گشته جانی می کند	دست را در هر گیاهی می زند
تا کدامش دست گیرد در خطر	دست و پایی می زند از بیم سر

یعنی بحث نیش الهی را پایانی نیست مگر تو از غفلت اصل ما گذاشته تو برای فرع زاری ۱۲

قوله مرد غرقه یعنی انسان در حالت اضطراب تا کردنی میکند چنانچه مثل است در عرب که الغریق یتشبث بکل حشیش ۱۲

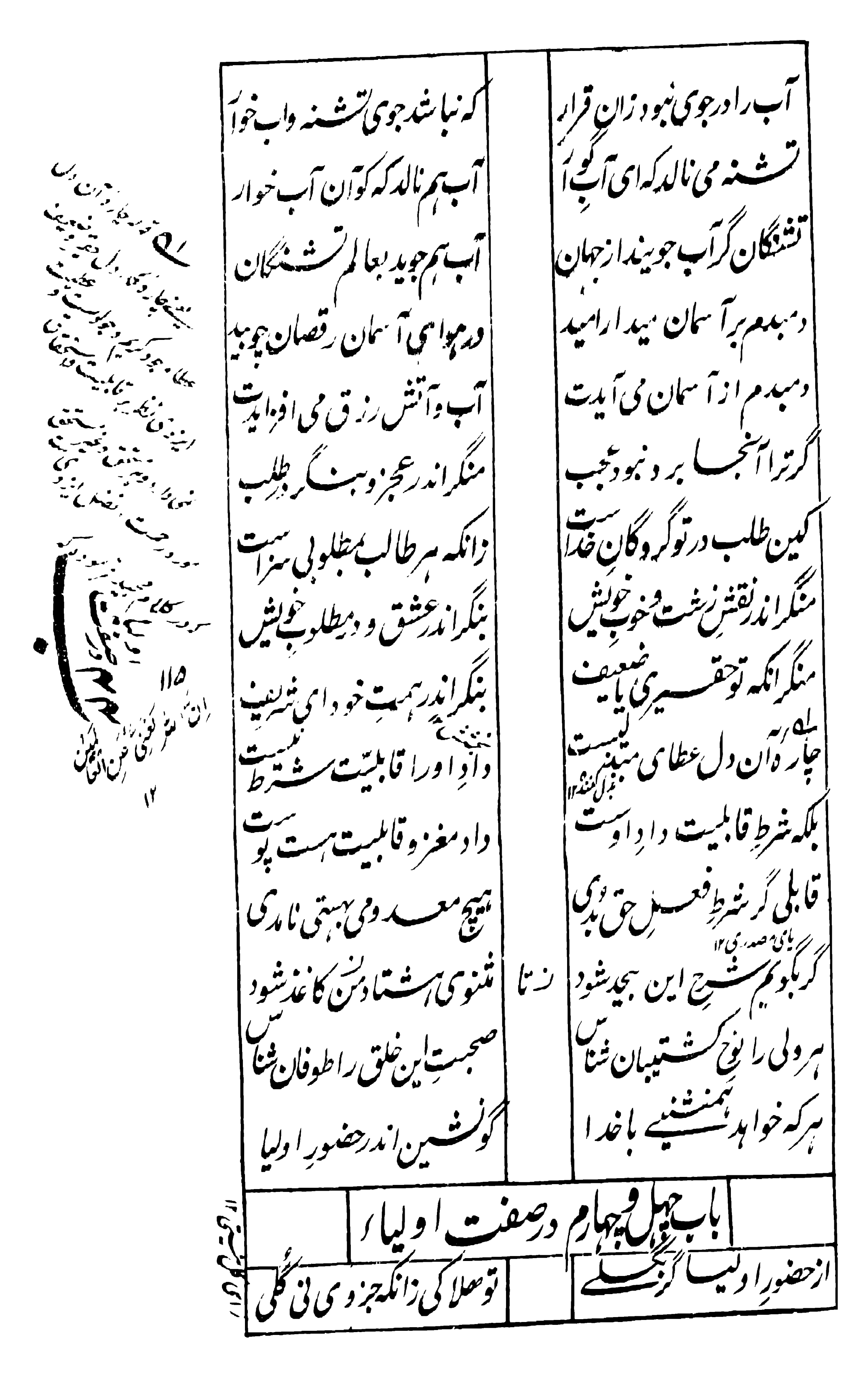
از قران مرد و زن زاید بشر | از قران سنگ و آهن شد شرر
وز قران خاک با بارانها | میوه‌ها و سبزه و ریحانها
وز قران سبزه‌ها با آدمی | دلخوشی و بیغمی و خرمی
وز قران خرمی با جان ما | می‌بزاید خوبی و احسان ما
چونکه گنجی هست در عالم مرنج | هیچ ویران را مدان خالی ز گنج
قصد هر درویش میکن از گزاف | چون نشان یابی بجد میکن طواف
چون ترا آن چشم باطن‌بین نبود | گنج می‌پندار اندر هر وجود
گر ترا بازست آن دیده یقین | زیر هر سنگی یکی سرهنگ بین
تا ز درویشی نیابی تو گهر | کی گهر جوئی ز درویشی دگر
در طلب زن دائما تو هر دو دست | کین طلب در راه نیکو رهبرست

باب چهل و سوم در طلب

لنگ و لوک و خفته‌شکل و بی‌ادب | سوی او می‌غیژ و او را می‌طلب
این طلب در راه حق مانع‌کشیست | کین طلبگاری مبارک جنبشیست
این طلب مفتاح مطلوبات تست | این سپاه و نصرت رایات تست
گرچه آلت نیستت تو می‌طلب | نیست آلت حاجت اندر راه رب
هر کرا بینی طلبگار ای پسر | یار او شو پیش او انداز سر
کز جوار طالبان طالب شوی | وز ظلال غالبان غالب شوی

۵۲ قوله لنگ و لوک لنگ معروف و لوک بواو مجهول و کاف تازی بالضم آنکه بزانو و دست راه رود از شدت ضعف و سستی یا غیره و برای فارسی بزد و دست بر زمین رفتن مثل اطفال و مردم مثل یعنی سکی را که کاهل یابی افتان و خیزان بسوی او می‌شتاب و حاجت خود ازو خواه ۱۲

۵۳ قوله این طلب



آب را در جوی نبود زان قرار | که نباشد جوی تشنه و آب خوار
تشنه می نالد که ای آب گوار | آب هم نالد که کو آن آب خوار
تشنگان گر آب جویند از جهان | آب هم جوید بعالم تشنگان
دمبدم بر آسمان میدار امید | در هوای آسمان رقصان چو بید
دمبدم از آسمان می آیدت | آب و آتش رزق می افزایدت
گر ترا آنجا برد نبود عجب | منگر اندر عجز و بنگر در طلب
کین طلب در تو گروگان خداست | زانکه هر طالب بمطلوبی سزاست
منگر اندر نقش زشت و خوب خویش | بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش
منگر آنکه تو حقیری یا ضعیف | بنگر اندر همت خود ای شریف
چاره آن دل عطای مبدلیست | داد او را قابلیت شرط نیست
بلکه شرط قابلیت داد اوست | داد مغز و قابلیت هست پوست
قابلی گر شرط فعل حق بدی | هیچ معدومی بهستی نامدی
گر بگویم شرح این بیحد شود | مثنوی هشتاد من کاغذ شود
هر ولی را نوح و کشتیبان شناس | صحبت این خلق را طوفان شناس
هر که خواهد همنشینی با خدا | گو نشین اندر حضور اولیا

باب چهل و چهارم در صفت اولیا

از حضور اولیا گر بگسلی | تو هلاکی زانکه جزوی بی کلی

دوست دارد دوست این آشفتگی / کوشش بیهوده به از خفتگی

اندرین ره می‌تراش و می‌خراش / تا دم آخر دمی فارغ مباش

تا دم آخر دم آخر بود / که عنایت با تو صاحب سر بود

جستجویی از ورای جستجو / من نمیدانم تو میدانی بگو

بانگ می آید که ای طالب بیا / جود محتاج گدایان چون گدا

جود میجوید گدایان و ضعاف / همچو خوبان کاینه جویند صاف

روی خوبان ز اینه زیبا شود / روی احسان از گدا پیدا شود

پس ازین فرمود حق در والضحی / بانگ کم زن ای محمد بر گدا

چون گدا آیینهٔ جود است هان / دم بود بر روی آئینه زیان

پس گدایان آئینهٔ جود حق‌اند / وانکه با حق‌اند جود مطلق‌اند

گر گدایان طامع و زشت‌خو / در شکم‌خواران تو صاحبدل بجو

در تک دریا گهر با سنگهاست / فخرها اندر میان ننگهاست

الصلا گفتیم یا اهل الرشاد / کین زمان رضوان در جنت گشاد

هین بیا ای طالب دولت شتاب / که فتوحست این زمان در فتح باب

جهد کن تا این طلب افزون شود / تا دلت زین چاه تن بیرون شود

ایکه تو طالب نهٔ تو هم بیا / تا طلب یابی ازین یار وفا

حاصل آنکه هر که او طالب بود / جان مطلوبش برو راغب بود

---

۵۱ قوله دوست ... صحابه عرض کردند ... آنحضرت صلی الله ... گردید چه سر بود ارشاد شد که تا هر وقت این شخص محض بیکار نشسته بود شیطان مصاحب او بود و این وقت این کس خط بر زمین می کشد اگرچه فعل عبث است مگر شیطان از وی جدا شد ۱۲

۵۲ قوله اندرین ره حاصل آنکه انسان را باید که در عالم حیات هر قدر که ممکن باشد از ذکر و فکر غافل نباشند که لمحهٔ بیکاری تحریم است ۱۲

اولیا راهست قدرت از اله — تیر جسته باز آرندش ز راه

کیف مد الظل نقش اولیاست — کو دلیل نور خورشید خداست

سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا — مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا

طبع ناف آهوست این قوم را — از برون خون و درون شان مشکها

از حدیث اولیا نرم و درشت — تن مپوشان زانکه دینت راست پشت

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجهی از سعیر

گرم و سردش نوبهار زندگیست — مایهٔ صدق و یقین و بندگیست

دامن او گیر رو تو بیگمان — تا رهی از دامن آخر زمان

اندرین وادی مرو بی این دلیل — لا احب الآفلین گو چون خلیل

گر نه بینایان بدندی و شهان — جمله کوران مرده اندی در جهان

اخترانند از ورای اختران — کاحتراق و نحس نبود اندران

سایران در آسمانهای دگر — غیر این هفت آسمان مشتهر

راسخان در تاب انوار خدا — نی بهم پیوسته نی از هم جدا

هر که باشد طالع او زان نجوم — نفس او کفار سوزد در رجوم

خشم مریخی نباشد خشم او — منقلب رو غالب و مغلوب جو

نور غالب ایمن از نقص و غسق — درمیان اصبعین نور حق

حق فشاند آن نور را بر جانها — مقبلان برداشته دامانها

چون شوی دور از حضور اولیا — در حقیقت گشته دور از خدا

اولیا اطفال حقند ای پسر — غایبی و حاضری بس با خبر

برترند از عرش و کرسی و خلا — ساکنان مقعد صدق خدا

از برای امتحان خوار و یتیم — لیک اندر سر منم یار و ندیم

پیش خلقان خوار و زار و ریشخند — پیش ما محفوظ و مقبول و پسند

هان و هان این دلق پوشان منند — صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب — تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

چون نتیجهٔ هجر همراهان غمست — کی فراق روی شاهان زان کمست

این هوا را نشکند اندر جهان — هیچ چیزی همچو سایهٔ همرهان

گر سفر داری بدین نیت برو — ور حضر باشی ازین غافل مشو

گفت حق اندر سفر هر جا روی — باید اول طالب مردی شوی

قصد گنجی کن که این سود و زیان — در تبع آید تو آن را تبع دان

هر که کارد قصد گندم بایدش — کاه خود اندر تبع می آیدش

که بکاری بر نیاید گندمی — مردمی جو مردمی جو مردمی

قصد کعبه کن چو وقت حج بود — چونکه رفتی مکه هم دیده شود

قصد در معراج دید دوست بود — در تبع عرش و ملائک هم نمود

پاسبان آفتابند اولیا — در بشر واقف ز اسرار خدا

آنکه بر افلاک رفتارش بود / بر زمین رفتن چه دشوارش بود

چشمشان را هم ز نور آسرشته اند / تا ز روح و از ملک بگذشته اند

چونکه موصوفی باوصاف جلیل / ز آتش امراض بگذر چون خلیل

گردد آتش بر تو هم برد و سلام / ای عناصر مر مزاجت را غلام

بر نویس احوال پیر راه دان / پیر را بگزین و عین راه دان

باب چهل و پنجم در پیر و شیخ

پیر تابستان و خلقان تیر ماه / خلق مانند شب‌اند و پیر ماه

کرده‌ام بخت جوان را نام پیر (ای مردم ۱۲) / کو ز حق پیرست نز ایام پیر (ای نه از ۱۲)

پیر را بگزین که بی پیر این سفر (مراد از مرد کامل ۱۲) / هست بس پر آفت و خوف و خطر

هر که در ره بی قلاوزی رود / هر دو روزه راه صد ساله شود

هر که تنها نادرا این ره برید (یعنی بی رهبر ۱۲) / هم بعون همت پیران رسید

آن رهی که بارها تو رفته‌ای / بی قلاوز اندر آن آشفته‌ای

پس رهی را که ندیدستی تو هیچ / هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ (مرد کار ۱۲)

گر نباشد سایهٔ او بر تو گول / پس ترا سرگشته دارد بانگ غول

اندر آ در سایهٔ آن عاقلی / کش نتاند برد از ره ناقلی (ای نتواند برد ۱۲)

ظل او اندر زمین چون کوه قاف / روح او سیمرغ بس عالی طواف

در بشر روپوش کردست آفتاب / فهم کن والله اعلم بالصواب

۱۱۵

پیر طریقت را بگرمی مشابه نمود یعنی از انفصال ... بدون هدایت و اعانت پیر مردم را صورت نبندد ۱۲

وان نثار نور را او یافته — روی از غیر خدا برتافته

نغمهای اندرون اولیا — اولا گوید که ای اجزای لا

هین ز لای نفی سرها برزنید — این خیال و وهم را یکسو کنید

ای همه پوسیده در کون و فساد — جان باقیتان نروید و نزاد

گر بگویم شمهٔ زان نغمها — جانها سر برزنند از دخمها

گوش را نزدیک کن کان دور نیست — لیک آن گفتن بتو دستور نیست

هین که اسرافیل وقتند اولیا — مرده را زیشان حیاتست و نما

صاحب دل را ندارد آن زیان — گر خورد او زهر قاتل را عیان

زانکه صحت یافت وز پرهیز رست — طالب مسکین میان تب درست

ور تو نمرودیست در آتش مرو — رفت خواهی اول ابراهیم شو

اوز آتش ورد احمر آورد — از زیانها سود بر سر آورد

اولیا اصحاب کهفند ای عنود — در قیام و در تقلب هم رقود

میکشد شان بی تکلف در فعال — بیخبر ذات الیمین ذات الشمال

چیست آن ذات الیمین فعل حسن — چیست آن ذات الشمال اشغال تن

بندگان خاص علام الغیوب — در جهان جان جواسیس القلوب

در درون دل در آید چون خیال — پیش او مکشوف باشد سر حال

آنکه واقف گشت بر اسرار هو — سر مخلوقات چه بود پیش او

هر که گیرد پیشه بی اوستا — ریشخندی شد بشهر و روستا

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل — همچو آن سرگشتگان ماند ذلیل

اندر آیینه چه بیند مرد عام — که ببیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بهتر از سیصد عصا — چشم بشناسد گهر را از حصا

سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق — یک قناعت به که صد لوت طبق

غیر پیر استاد و سرلشکر مباد — پیر گردون نی ولی پیر رشاد

پیر باشد نردبان آسمان — تیر پران از که گردد از کمان

آنچه گوید آن فلاطون زمان — هین هوا بگذار و رو بر وفق آن

دست پیر از غایبان کوتاه نیست — دست او جز قبضهٔ الله نیست

چون گزیدی پیر نازک دل مباش — سست و ریزنده چو آب و گل مباش

چون گرفتی پیر هین تسلیم شو — همچو موسی زیر حکم خضر رو

گرچه کشتی بشکند تو دم مزن — گرچه طفلی را کشد تو مو مکن

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست — نایبست و دست او دست خداست

دست حق میراندش زنده کند — زنده چه بود جان پاینده کند

آن پسر را کش خضر ببرید حلق — سر آن را درنیابد عام خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست — صد درستی در شکست خضر هست

آن کسی را کش چنین شاهی کشد — سوی تخت بهترین جاهی کشد

۵۳ قصهٔ حضرت موسی و حضرت خضر علیهما السلام که مشهور است در باب شکستن کشتی و کشتن طفل و غیره ۱۲

الکه و ابرص چه باشد مرده نیز — زنده گردد از فسون آن عزیز

انچه تو در آینه بینی عیان — پیر اندر خشت بیند بیش ازان

هیچ نکشد نفس را جز ظلّ پیر — دامن آن نفس کش را سخت گیر

چون بگیری سخت آن توفیق هوست — در تو هر قوت که باشد جذب اوست

بی سلاحی تو مرو در معرکه — همچو بیباکان مرو در تهلکه

پیر آن شانند کین عالم نبود — جان ایشان بود در دریای جود

لوح محفوظست او را پیشوا — از چه محفوظست محفوظ از خطا

مومن ازینظر بنور الله شدی — از خطا و سهو ایمن آمدی

آنکه از حق یابد او وحی و جواب — هرچه فرماید بود عین ثواب

نه نجومست و نه رملست و نه خواب — وحی حق والله اعلم بالصواب

از پی روپوش عامه در بیان — وحی دل گویند آن را صوفیان

وحی دل گیرش که منظرگاه اوست — چون خطا باشد چو دل آگاه اوست

دست را مسپار جز در دست پیر — حق شدست آن دست او را دستگیر

چونکه دست خود بدست او دهی — پس ز دست آکلان بیرون جهی

دست تو از اهل آن بیعت شود — که یدالله فوق ایدیهم بود

چون بدادی دست خود در دست پیر — پیر حکمت که علیمست و خبیر

کو نبی وقت خویشست ای مرید — تا ازو نور نبی آید پدید

الکه کور مادرزاد ... باشد بعضی از نفس ... صحبت ایشان ... زنده می شود ... ۱۲

دور از وحی دل نام کرده اند برای دفع اعتراض عوام الناس که ناگاه بگویند وحی مخصوص با نبیاست پس قید دل با وحی موجب تفرقه گردید یعنی اگر وحی را مطلق الاطلاق کنند توهم ادعای همسری با پیغمبران علیهم السلام لازم می آمد لهذا عبارت را فی الجمله تغیر داده وحی دل می گویند ۱۲

ای ایشان اند ۱۲ — بیننده از خدا ۱۲ — سوال — جواب ۱۲ — خورندگان دزدان — ہلاکت

کار مردان روشنی و گرمیست — کار دونان حیله و بی شرمیست

حرف درویشان بدزدد مرد دون — تا بخواند بر سلیمی زان فسون

تو چو موری بهر دانه میدوی — هین سلیمان جو چه میگردی غوی

دانه‌جو را دانه‌اش دامی شود — وان سلیمان جوی را هر دو بود

هم سلیمان هست اکنون لیک ما — از نشاط دوربینی در عما

یار با او غار با او در سرود — مهر بر گوش است و بر چشمست چه سود

آن سلیمان پیش جمله حاضرست — لیک غیرت چشم بند و ساحرست

او عصاتان داد تا پیش آمدید — آن عصا از خشم هم بر وی زدید

دامن او گیر کو دادت عصا — در نگر کادم چها دید از عصی

حلقه کوران بچه کار اندرید — دیدبان را در میانه آورید

گر نه نامعقول بودی این مزه — کی بدی حاجت بچندین معجزه

گر نه بینایان بدندی و شهان — جمله کوران مرده اندی در جهان

در بر این شیخ می آرد نیاز — بر فلک صد در برای شیخ باز

گنجهای خاک تا هفتم طبق — عرضه کرده بود پیش شیخ حق

شیخ گفتا خالقا من عاشقم — گر بجویم غیر تو من فاسقم

هشت جنت گر در آرم در نظر — ور کنم خدمت من از خوف سقر

مومنی باشم سلامت جوی من — زانکه این هر دو بود حظ بدن

کور و عقل و قیاس نکند پایه معجزات حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام اند ۱۲

گر نه یعنی اگر حضرات انبیا علیهم الصلوة والسلام برای هدایت مخلوق مبعوث نمی شدند کسی را دولت ایمان نصیب نمی شد و تمام عالم محروم می ماند ۱۲

یعنی درین صورت ... امر نالت ... ۱۲

نیم جان بستاند و صد جان دهد / آنچه در وهمت نیاید آن دهد

پس بهر دوری ولیی قائمست / تا قیامت آزمایش دائمست

من نجویم زین سپس راه اثیر / پیر جویم پیر جویم پیر پیر

ای مرا تو مصطفی من چون عمر / از برای خدمتت بندم کمر

ای لقای تو جواب هر سؤال / مشکل از تو حل شود بی قیل و قال

ترجمانی هرچه ما را در دلست / دستگیری هر که پایش در گلست

آن یکی را روی او شد سوی دوست / وان یکی را روی او خود روی او

روی هر یک می‌نگر میدار پاس / بو که گردی تو ز خدمت روشناس

چون بسی ابلیس آدم روی هست / پس بهر دستی نشاید داد دست

دست ناقص دست شیطانست و دیو / زانکه اندر دام تکلیفست و ریو

عقل تو عقلیست جزوی در نهان / کامل العقلی بجو اندر جهان

جزو تو از کل او کلی شود / عقل کل بر نفس چون غلی شود

ای خنک آن مرد کز خود رسته شد / در وجود زنده پیوسته شد

چون تعلق یافت نان با بوالبشر / نان مرده زنده گشت و باخبر

موم و هیزم چون فدای نار شد / ذات ظلمانی او انوار شد

سنگ سرمه چون که شد در دیدگان / گشت بینائی شد آنجا دیدبان

وای آن زنده که با مرده نشست / مرده گشت و زندگی از وی بجست

هر که خواهد همنشینی با خدا	گو نشیند در حضورِ اولیا
هر کرا [۵۱] دیو از کریمان وا برد	بی‌کسش یابد سرش را او خورد

باب چهل و ششم در صوفی

صوفی [۵۲] ابن الوقت باشد ای رفیق		نیست فردا گفتن از شرطِ طریق
دفترِ صوفی سواد و حرف نیست		جز دلِ اسپیدِ همچون برف نیست
زادِ دانشمند آثارِ قلم	انوار	زادِ صوفی چیست آثارِ قدم
چون بنالد زار بی شکر و گله		اندر افتد هفت گردون غلغله
هر دمی صد نامه صد پیک از خدا	ناله	یا ربی زو شصت لبیک از خدا
از هزاران اندکی زین صوفیند		باقیان در دولتِ او میزیند
باشد ابن الوقت صوفی در مثال	وجد	لیک صافی فارغست از وقت و حال
هست صوفیِ صفا چون ابنِ وقت		وقت را همچون پدر بگرفته سخت
هست صوفی غرقِ عشقِ ذو الجلال		هست صافی فارغ از اوقات و حال
پادشاهان [۵۳] را چنان عادت بود		این شنیده باشی ار یادت بود
دستِ چپشان پهلوانان ایستند		زانکه دل پهلوی چپ باشد بُند
مشرفِ اهلِ قلم بر دستِ راست		زانکه علم و خط و ثبت آن دستِ راست
صوفیان را پیشِ رو موضع دهند		کاینهٔ جانند و زاینه بهند
با ازل [۵۴] خوش با اجل خوش شاد کام		فارغ از تشنیع و گفتِ خاص و عام

۵۱ قوله هر کرا دیو یعنی هر کرا ... غالب می‌شود شیطان آن وقت که انسان از حضور کاملان ... می‌گردد ... غالب می‌شود شیطان ... ۱۲

۵۲ قوله صوفی ابن الوقت ... در اصطلاح صوفیه ... ابن الوقت ... بایزید بسطامی ... ۱۲

۵۳ قوله با پادشاهان بیان آداب مجلس بادشاهان است ۱۲

۵۴ قوله با ازل یعنی در هر حال چه در حالت رنج و چه در حالت مسرت خوش باشند و گاهی غم و اندوه به خاطر ایشان نگردد و از طعن و تشنیع مردم عوام پروا نمی‌دارند ۱۲

۱۲۵

زلّت او به ز طاعت نزد حق / پیش کفرش جمله ایمانها خلق

هر دمی او را یکی معراج خاص / بر سر تاجش نهد صد تاج خاص

از حدیث شیخ جمعیت رسد / تفرقه آرد دم اهل حسد

صورتش بر خاک و جان بر لامکان / لامکانی فوق وهم سالکان

لامکانی نی که در وهم آیدت / هر دمی در وی خیالی زایدت

بل مکان و لامکان در حکم او / همچو در حکم بهشتی چار جو

ماهیان قعر دریای جلال / بحرشان آموخته سحر حلال

بس محال از حال ایشان حال شد / نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

شرح این کوته کن و رخ زین بتاب / دم مزن والله اعلم بالصواب

حکایت

آمد از حق سوی موسی این خطیب / کای طلوع ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نور ایزدی / من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانا تو پاکی از زیان / اینچه رمزست این بکن یا رب بیان

باز فرمودش که در رنجوریم / چون نپرسیدی تو از روی کرم

گفت یا رب نیست نقصانی ترا / عقل گم شد این سخن را برگشا

گفت آری بندهٔ خاص گزین / گشت رنجور او منم نیکو ببین

هست معذوریش معذوری من / هست رنجوریش رنجوری من

از خطاب ۱۲

ای مقلد تو مجو پیشی بر آن
که بود منبع ز نور آسمان

پای استدلالیان چوبین بود
پای چوبین سخت بی تمکین بود

مرغ چون بر آب شوری می تند
زاب شیرین را ندیدست او مدد

بلکه تقلیدست آن ایمان او
روی ایمان را ندیده جان او

پس خطر باشد مقلد را عظیم
از ره و رهزن ز شیطان رجیم

شیخ نورانی ز ره آگه کند
با سخن هم نور را همره کند

صد دلیل آرد مقلد در بیان
در زبان او ندارد هیچ جان

چونکه گوینده ندارد جان و فر
گفت او را کی بود جان و ثمر

میکند گستاخ مردم را براه
او بجان لرزان ترست از برگ کاه

پس حدیثش گرچه بس با فر بود
در حدیثش لرزه هم مضمر بود

گرچه تقلیدست استون جهان
هست رسوا هر مقلد ز امتحان

وهم مخلوقست و مولود آمدست
حق نزاییدست او لم یولدست

سالها گر ظن دود با پای خویش
نگذرد ز اشکاف بینیهای خویش

گرچه عقلت سوی بالا می پرد
مرغ تقلیدت به پستی می چرد

جهد کن تا مست و نورانی شوی
تا حدیثت را شود نورش روی

آسمان شو ابر شو باران ببار
ناودان بارش کند نابد بکار

آب اندر ناودان عاریتیست
آب اندر ابر و دریا فطریست

۱۲۷ زحاف اول و کسره ثانی در اصطلاح عروضیان حرف ... قافیه را گویند و چون این حرف لازم و لزوم آن لفظ است ... ترا نور معرفت لازم خواهد بود اگر از راه صدق و صفا در تحصیل معرفت سعی بلیغ خواهی کرد ۱۲

آنکه جان در روی او خندد چو قند / از ترش روی خلقش چه گزند

آنکه جان بوسه دهد بر چشم او / کی خورد غم از فلک وز خشم او

در شب مهتاب مه را بر سماک / از سگان و عوعو ایشان چه باک

سگ وظیفه خود بجا می آورد / مه وظیفه خود برخ می گسترد

کار خود کی میگذارد هر کسی / آب نگذارد صفا بهر خسی

خس خسانه میرود بر روی آب / آب صافی میرود بی اضطراب

مصطفی مه می شکافد نیم شب / ژاژ میخاید ز کینه بولهب

آن مسیحا مرده زنده میکند / وان جهود از خشم سبلت میکند

بانگ سگ هرگز رسد در گوش ماه / خاصه ماهی کو بود خاص اله

خدمتی میکن برای کردگار / با قبول و رد خلقانت چه کار

گر دو سه ابله ترا منکر شوند / تلخ کی گردی چو هستی کان قند

پیر و پیغمبران شوره سپر / طعنهٔ خلقان همه بادی شمر

آن خداوندان که ره طی کرده اند / گوش با بانگ سگان کی کرده اند

باب چهل و هفتم در محقق و مقلد

از مقلد تا محقق فرقهاست / کین چو داود است و آن دیگر صداست

منبع گفتار این سوزی بود / وان مقلد کهنه آموزی بود

زانکه تقلید آفت هر نیکوئیست / که بود تقلید اگر کوه قویست

آن دوم نطقت که جزو جزوهاست / فائده شد کل و کل خالی چراست

گفت را گر فائده نبود مگو / ور بود صید اعتراضی شکر گو

این سخن شیرست در پستان جان / بی کشنده خوش نمی‌گردد روان

جذب سمعست از کسی کو خوش لبیست / گرمی و وجد معلم از صبیست

مستمع چون تشنه و جوینده شد / واعظ ار مرده بود گوینده شد

مستمع چون تازه آید بی ملال / صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

چونکه نامحرم درآید از درم / پرده در پنهان شود اهل حرم

ور درآید محرمی دور از گزند / برگشایند آن ستیران روی بند

هرچه را خوب و خوش و زیبا کنند / از برای دیدهٔ بینا کنند

قائل این گفتها شو گوش دار / تا که از زر سازمت من گوشوار

هان و هان هش دار بر ناری دمی / اولاً بر جه طلب کن محرمی

چون ز راز و ناز او گوید زبان / یا جمیل الستر خواند آسمان

سر چه در پشم و پنبه آذرست / تا همی پوشیش او پیداترست

چون بکوشم تا سرش پنهان کنم / سر برآرد چون علم کاینک منم

رغم انفم گیردم او هر دو گوش / کای مدمّغ چونش می‌پوشی بپوش

جوش نطق از دل نشان دوستیست / بستگی نطق از بی الفتیست

دل که دلبر دید کی ماند ترش / بلبل گل دیده کی ماند خمش

---

۱۵ قوله آن دوم نطقت یعنی ... جزوی از اجزای کلام انسان ... باشد ... [illegible]

۱۲۹

۵۲ قوله جذب سمع یعنی قوت گویائی و وسعت کلام متکلم از جوش و خروش متکلم و خوش مذاقی مستمع می‌باشد ۱۲

۵۳ یعنی مثل سرچنانست که گویا در پنبه آتش نهاده شود ۱۲

۵۴ رغم الانف بینی را در خاک آلودن و حاصل آن ذلیل و خوار نمودن باشد ۱۲

باب چهل و هشتم در مکالمه

خوش بود پیغامهای کردگار
کز سرتا پای باشد استوار

باد در مردم هوا و آرزوست
چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

چون تو در قرآن حق بگریختی
با روان انبیا آمیختی

گر بخوانی و نه قرآن پذیر
انبیا و اولیا را دیده گیر

ور پذیرائی و برخوانی قصص
مرغ جانت تنگ آید در قفص

گرچه قرآن از لب پیغمبرست
هر که گوید حق نگفت او کافرست

معنی قرآن ز قرآن پرس و بس
وز کسی کآتش زدست اندر هوس

پیش قرآن گشته قربانی و پست
تا که عین روح او قرآن شدست

روغنی کو شد فدای گل بگل
خواه روغن بوی کن خواهی تو گل

منطقی کز وحی نبود از هواست
همچو خاکی در هوا و در هباست

گر نماید خواجه را این دم غلط
ز اول والنجم برخوان چند خط

پس بدان کآب مبارک ز آسمان
وحی دلها باشد و صدق و بیان

آب نیلست این حدیث جانفزا
یا ببیش در چشم قبطی خون نما

باب چهل و نهم در مدح نطق و گویائی

آدمی مخفیست در زیر زبان
این زبان پرده است بر درگاه جان

زین قبل فرمود احمد در مقال
در زبان پنهان بود حسن رجال

چنگ حکمت چونکه خوش آواز شد	تا چه در از روضِ جنت باز شد
دل بیار آمد زگفتار صواب	آنچنانکه تشنه آرامد بآب

باب پنجاهم در آفتِ لسان

بعد ازان دستوری گفتار نیست	بعد ازین با گفتگویم کار نیست
نکته کان جست ناگه از زبان	همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگر دد واز ره آن تیر ای پسر	بند باید کرد سیلی راز سر
عالمی را یک سخن ویران کند	روبهان خفته را شیران کند
این زبان هم سنگ وهم آهن وشست	وانچه بجهد از زبان چون آتشست
ای زبان تو بس زیانی مر مرا	چون توئی گویا چه گویم من ترا
ای زبان هم آتش وهم خرمنی	چند این آتش تو در خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند	گرچه هر چه گوئیش آن میکند
ای زبان هم گنج بی پایان توئی	ای زبان هم رنج بیدرمان توئی
بانگ گفت توچو در وا میشود	از سقر تا خود چه در وا میشود
غافلند این قوم از خود سر بسر	لاجرم گویند عیب همدگر
هر کسی کو عیب خود دیدی ز پیش	کی بدی فارغ وی از اصلاح خویش
ور خدا خواهد که پوشد عیب کس	کم زند در عیب معیوبان نفس
چون خدا خواهد که پرده کس درد	میلش اندر طعنهٔ پاکان برد

جان از تو افغان و ناله میکند
جان از تو رنج و بلا دید جان من میکند
زبان سرخ سر سبز میدهد بر باد
بر دل زبان است که گفته اند

بگمان که هر زبان پرده دلست / چون بجنبد پرده سرها واصلست

گر بیانِ نطقِ کاذب نیز هست / لیک بو از صدق و کذبش مخبرست

۵۱ آن نسیمی که بیاید از چمن / همچنانکه بوی احمد از یمن

بوی صدق و بوی کذبِ گول (ای احمق ۱۲) گیر / هست پیدا در نفس چون مشک و سیر

بانگ حیزان (نامرد ۱۲) و شجاعانِ دلیر / هست پیدا چون فنِ روباه و شیر

گر ندانی یار را از ده دله / از مشامِ فاسدِ خود کن گله

گر ندانی بو ز جانِ روشناس / رو دماغی دست آور بوشناس

آن دماغی که بران گلشن تند / چشمِ یعقوبان هم او روشن کند

این سخنهائی که از عقلِ کلست / بوی آن گلزار و سرو و سنبلست

بوی گل دیدی که آنجا گل نبود / جوشِ مُل دیدی که آنجا مُل نبود

بو قلاووز (عبارت از مردم بی معرفت ۱۲) است و رهبر مر ترا / می برد تا خلد و کوثر مر ترا

۵۲ بینی آن باشد که او بوئی برد / بوی او را جانب کوئی برد

هر که بویش نیست بی بینی بود / بوی آن بوییست کان دینی بود

۵۳ بو دوای چشم باشد نور ساز / شد ز بوئی دیدهٔ یعقوب باز

بوی بد مر دیده را تاری (تاریک ۱۲) کند / بوی یوسف دیده را یاری کند

گفت یوسف ابنِ یعقوبِ نبی / بهرِ بو اَلقوا علی وجهِ ابی (کریمه سورهٔ یوسف ۱۲)

۵۴ بهرِ این بو گفت احمد در عظات (ای پند ها ۱۲) / دائما قرة عینی فی الصلوة

---

۵۱ قوله آن نسیمی اشارهٔ است بحدیث شریف که فرموده اند که من هر آیینه می یابم نفس رحمن را از جانب یمن یعنی ازان نفس مراد داشته اند بعضی اویس قرنی را ۱۲

۵۲ قوله بینی آن باشد یعنی انسان باید که آن راه اختیار کند که او را بمنزل مقصود رساند ۱۲

۵۳ قوله بو دوای چشم اشارهٔ است به بوی پیراهن یوسف علیه السلام ۱۲

۵۴ قوله بهر این بو [illegible] حدیث شریف [illegible] ۱۲

۱۳۰

صید گیرد تیر هم با پر غیر — لاجرم بی بهره است از لحم طیر

از سخن گویی مجویید ارتفاع — منتظر را به ز گفتن استماع

منصب تعلیم نوع شهوتست — هر خیال شهوتی در ره بتست

گر بفضلش ره ببردی هر فضول — کی فرستادی خدا چندین رسول

این سخن در سینه دخل مغزهاست — در خموشی مغز جان را صد نماست

چون بیامد در زبان شد خرج مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گوینده را فکریست زفت — قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

جوز را در پوستها آوازهاست — مغز و روغن را خود آوازی کجاست

چند گاهی بی لب و بی گوش شو — وانگهان چون لب حریف نوش شو

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش

ترک معشوقی کن و کن عاشقی — ای گمان برده که خوب و فایقی

ای که در معنی ز شب خامش‌تری — گفت خود را چند جویی مشتری

سر بجنبانند پیشت بهر تو — رفت در سودای ایشان دهر تو

هست تعلیم خسان ای چشم شوخ — همچو نقش خرد کردن بر کلوخ

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کان بود چون نقش فی جرم الحجر

تا کنی مر غیر را حبر و سنی — خویش را خالی و بد خو میکنی

متصل چون شد دلت با آن عدن — هین بگو مهراس را خالی شدن

نصیحت ناکسان را ... زیراکه ایشان برای خوشدلی تو سر خواهند جنبانید یعنی از زبان تعریف خواهند کرد و در دل ایشان هیچ اثری پیدا نخواهد بود پس اوقات تو مفت ضایع شود ۱۲

بالکسر که در کوکردن غلط و نیز غواص را گویند ۱۲

تا تو می بینی عزیزان البشر | دانکه میراث بلیس ست آن نظر
گر نه فرزند بلیسی ای عنید | پس بتو میراث آن سگ چون رسید
هر کرا افعال دیو و دد بود | با کریمانش گمان بد بود
پیش بینا برده سرگین خشک | که بجز این را بجای نافه مشک
بعر را ای گنده مغز گنده مخ | پیش بینی می بری گوئی که اخ
اخ اخی بر داشتی ای گیج کاج | تا که کالائی بدت یابد رواج
تا فریبی آن مشام پاک را | آن چرندهٔ گلشن افلاک را
پیش بینا شد خموشی نفع تو | بهر این آمد خطاب انصتوا
حلم او خود را اگرچه گول ساخت | خویشتن را اندکی باید شناخت
دیگ را گر باز ماند اشب دهن | گربه را هم شرم باید داشتن
خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر | سخت بیدار است دستارش مبر
صد هزاران حلم دارند این گروه | هر یکی حلمی ازانها صد چو کوه
گفت تو زان رو که عکس دیگریست | جمله احوالت بجز هم عکس نیست
حرف حکمت بر زبان ناحکیم | حلهای عاریت دان ای سلیم
گفتگوی ظاهر آمد چون غبار | مدتی خاموش کن تو هوش دار
تا بکی عکس خیال لامعه | جهد کن تا گردی صاحب واقعه
تا که گفتارت ز حال تو بود | سیر تو با پر و بال تو بود

۵ قوله تا تو می بینی یعنی بندگان خدا را از خود کمتر دانستن شیوه و شعار شیطانست پس اگر از ذات تو این عیب دیده شود یعنی بد انستن مردم لا محاله تو از پیروان و تابعین شیطان بودی ورنه این میراث شیطانی بتو چگونه رسیدی ۱۲

گفت دنیا لعب و لهوست و شما ... کودکید و راست فرماید خدا

خلق اطفالند جز مست خدا ... نیست بالغ جز رهیده از هوا

از لعب بیرون نرفتی کودکی ... بی زکات روح کی باشی زکی

چشم کودک همچو خر در آخُرست ... چشم عاقل در حساب آخرست

هر که آخُربین ترا و مسعودتر ... هر که آخربین ترا و بیهوده تر

فضل مردان بر زن حالی پرست ... زان بود که مرد پایان بین ترست

مرد کاندر عاقبت بینی خمست ... او ز اهل عاقبت چون زن کمست

بنگر آنها را که آخر دیده اند ... حسرت جانها و رشک دیده اند

با دو دیده اول و آخر ببین ... هین مباش اعور چو ابلیس لعین

اعوران باشد که حالی دید و بس ... چون بهایم بیخبر از باز و پس

ای تو بنده اینجهان محبوس جان ... چند گوئی خویش را خواجه جهان

بازگونه ای اسیر اینجهان ... نام خود کردی امیر اینجهان

تخته بندست آنکه تختش خوانده ... صدر پنداری و بر در مانده

پادشاهی نیستت بر ریش خود ... پادشاهی چون کنی بر نیک و بد

بی مراد تو شود ریشت سپید ... شرم دارا از ریش خود ای کژ امید

ملک برهم زن تو ادهم وار زود ... تا بیابی همچو او ملک خلود

خیز بلقیسا بیا و ملک بین ... بر لب دریای یزدان دُر بچین

نام زوجه حضرت سلیمان علیه السلام ۱۲

۱۳۵

شرم کن ای ناامید از اعمال خود که ریش تو سپید گردد و از مطلوب خود جدا مانی ۱۲

امر قل زین آمدش ای راستین — کم نخواهد شد بگو دریاست این

انصتوا یعنی که آبت را بلاغ — هین تلف کم کن که لب خشکست باغ

خامشی بحرست و گفتن همچو جو — بحر میجوید ترا جو را مجو

از اشارتهای دریا سر متاب — ختم کن والله اعلم بالصواب

باب پنجاه و یکم در مذمت دنیا و اهل آن

ترک دنیا هر که کرد از زهد خویش — بیش آمد پیش او دنیا و بیش

هر که از دیدار برخوردار شد — این جهان در پیش او مردار شد

این جهان خود حبس جانهای شماست — هین روید آنسو که صحرای شماست

تو مکانی اصل تو در لامکان — این دکان بربند و بگشا آن دکان

معدن گریست اندر لامکان — هفت دوزخ از شرارش یک دخان

گر ببینی میل خود سوی زمین — نوحه میکن هیچ منشین از چنین

گر ببینی میل خود سوی سما — پر دولت بر گشا همچون هما

عاقلان خود نوحه‌ها پیشین کنند — جاهلان آخر بسر بر میزنند

ز ابتدای کار آخر را ببین — تا نباشی تو پشیمان یوم دین

هر چه از وی شاد گردی در جهان — از فراق آن بیندیش آنزمان

زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و همچون باد شد

از تو هم بجهد تو دل بر وی منه — پیش کو بجهد تو خود از وی بجه

---

۵۰ قوله انصتوا یعنی خاموش شوید و کلمات پند و وعظ از راه بیهودگی بر ناکسان گفتن [illegible] ۱۲

۵۱ قوله ترک دنیا موافق حدیث شریف است که هر که دنیا را ترک می کند دنیا کشیده بپیش او می آید که او را قبول کند ۱۲

۵۳ قوله عاقلان [illegible] ۱۲

۵۴ قوله هر چه [illegible] ۱۲

زانکه هر مرغی بسوی جنس خویش — می پرد او در پس و جان پیش پیش

کافران چون جنس سجین آمدند — سجن دنیا را خوش آیین آمدند

انبیا چون جنس علیین آمدند — سوی علیین بجان و دل شدند

بد محالی جست کو دنیا بجست — نیک حالی جست کو عقبی بجست

فکرها در کسب دنیا بارِدست — فکرها در ترک دنیا وارِدست

چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نی قماش و نقره و فرزند و زن

مال و زر سر را بود همچون کلاه — کل بود او کز کله سازد پناه

آنکه زلف و جعد رعنا باشدش — چون کلاهش رفت خوشتر آیدش

زر به از جانست پیش ابلهان — زر نثار جان بود پیش شهان

مال را گر بهر دین باشی حمول — نعم مال صالح خواندش رسول

هین بملک نوبتی شادی مکن — ای تو بسته نوبت آزادی مکن

این جهان زندان و ما زندانیان — حفره کن زندان و خود را وا رهان

مرغ کاب شور باشد مسکنش — او چه داند جای آب روشنش

مرغ کاندر قفس زندانیست — می نجوید رستن از نادانیست

ایکه اندر چشمهٔ شورست جات — تو چه دانی شط جیحون و فرات

ای تو نارسته ازین فانی رباط — تو چه دانی صحو و سکر و انبساط

ای که صبرت نیست از دنیای دون — چونت صبرست از خدا ای دوست چون

[illegible]

خواهر انت ساکن ملک سنی
تو بمرداری چه سلطانی کنی

خواهر انت یافته ملک خلود
تو گرفته مملکت کور و کبود

ملک را بگذار بلقیس از نخست
چون مرا یابی همه ملک آن تست

ملکت را تو ملک غرب و شرق گیر
چون نمی ماند تو آنرا برق گیر

ای خنک آنرا کزین ملکت بجست
که اجل این ملک را ویران گرست

مملکت کرمی نماند جاودان
ای دلت خفته تو آنرا خواب دان

هیچ دیگر بر چنین هیچی منه
نام دولت بر چنین هیچی منه

مرد باش و سخرهٔ مردان مشو
رو سر خود گیر و سرگردان مشو

ساحران مهتاب بنمایند زود
پیش بازرگان و زر گیرند سود

سیم بربایند زین گون پیچ پیچ
سیم از کف رفته و آن کرباس هیچ

این جهان جادوست ما آن تاجریم
که از و مهتاب پیموده خریم

گر کند کرباس پانصد گز شتاب
ساحرانه او ز نور ماهتاب

تا ستد او سیم عمرت ای رهی
سیم شد کرباس نی کیسه تهی

نیست وش باشد خیال اندران
تو جهانی بر خیالی بین روان

بر خیال صلحشان و جنگشان
وز خیال فخرشان و ننگشان

آن خیالاتی که دام اولیاست
عکس مهرویان بستان خداست

انبیا را کار عقبی اختیار
جاهلان را کار دنیا اختیار

جادوگران بقوت سحر مهتاب را کرباس نموده بمردم می فروشند

تا نمیرم از خود و از خلق پاک / بر نیاید جان ما از حلق پاک

چون لیغفر لک الله آمد من ز خشم / یهرب المولود یوما اذ ابیه

زان شود هر دوست آشنا خست / کسب تو بود از زر مانع او

این همه یار راحت با تو شد نشو / وز تو بر گردند و بر خصمی روند

هم بگو کاین روز من پیروز شد / آنچه فردا خواست شد امروز شد

یار تو چون دشمنی پیدا کند / حقد را و رشک را سر وا کند

اعراض

تو از آن اشغال او اشغال مکن / خویشتن را ابله و نادان مکن

بلکه شکر حق کن و نان بخش کن / که نگشتی در جوال او کهن

از جوالش زود بیرون آمدی / تا بجوئی یار صدق سرمدی

رستی از قلابی و سالوس و غل / غیر او دیدی عیان پیش از اجل

این جفای خلق با تو در جهان / گر بدانی گنج زر آمد نهان

در شب بد رنگ بس نیکی بود / آب حیوان جفت تاریکی بود

خلق را با تو چنین بد خو کنند / تا ترا ناچار رو آن سو کنند

این یقین میدان در آخر جمله‌شان / خصم گردند و عدو و سرکشان

تا بمانی با فغان اندر لحد / لا تذرنی را فرد خوان از احد

نازنین یاری که بعد از مرگ تو / رشتهٔ یاری او گردد سر تو

مهر ابله مهر خرس آمد یقین / کین او مهرست و مهر اوست کین

ای که صبرت نیست از ناز و نعیم / صبر چون داری ز الله کریم
ای که صبرت نیست از پاک و پلید / صبر چون داری از آن کت آفرید
چونکه صبرت نیست از آب سیاه / چون صبوری داری از چشمه آله
اطلس عمرت بمقراض شهور / پاره پاره کرد خیاط غرور
مال و تن برفند و ریزان و فنا / حق خریدارش که الله اشتری
برفها زان از ثمن اولیستت / که هستی در شک یقینی نیستت
مال دنیا دام مرغان ضعیف / ملک عقبی دام مرغان شریف
سوی دریا عزم کن زین آبگیر / بحر جوئی و ترک این گرداب گیر

حکایت

ستن حنانه از هجر رسول / ناله می کردی چو ارباب عقول
گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون / گفت جانم در فراقت گشت خون
مسندت من بودم از من تاختی / بر سر منبر تو مسند ساختی
گفت خواهی که ترا نخلی کنند / شرقی و غربی ز تو میوه چشند
یا در آن عالم حقت سروی کند / که تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش / بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

باب پنجاه و دوم در مذمت تملق

کار ما از خلق شد بر ما دراز / وا رو از هستی گدایی بی نیاز

اشاره است بکریمه ان الله اشتری الآیة
۵۷
۱۳۸

بندِ آهن را توان کردن جدا	بندِ غیبی را نداند کس دوا
ای عجب این بندِ پنهان وگران	عاجز از تکسیر آن آهنگر آن

حکایت

آن یکی میگفت در وقتِ شعیب	که خدا از من بسی دیدست عیب
چند دید از من گناه و جرمها	وز کرم یزدان نمیگیرد مرا
حق تعالی گفت در گوشِ شعیب	در جوابِ او فصیح از راهِ غیب
که بگفتی چند کردم من گناه	وز کرم نگرفت در جرمم اله
عکس میگوئی و مقلوب ای سفیه	ای رها کرده ره و بگرفته تیه
چند چندت گیرم و تو بیخبر	در سلاسل مانده پا تا بسر
زنگِ تو بر توت ای دیگِ سیاه	کرد سیمای درونت را تباه
بر دلت زنگار بر زنگارها	جمع شد تا کور شد ز اسرارها
چون شعیب آن نکتها با او بگفت	زان دمِ جان در دلِ او گل شگفت
جانِ او بشنید وحیِ آسمان	گفت گر بگرفت ما را کو نشان
گفت یا رب دفعِ من میگوید او	وان گرفتن را نشان میجوید او
گفت ستارم نگویم رازهاش	جز یکی رمز از برایِ ابتلاش
یک نشانش آنکه بگرفتم ورا	آنکه طاعت دارد و صوم و دعا
از زکات و از نماز و غیرِ آن	لیک یک ذره ندارد ذوقِ جان

عهد او سستست و ویران و ضعیف | گفت او زفت و وفای او نحیف
گر خورد سوگند هم باور مکن | بشکند سوگند مرد کژ سخن (نوشت ۱۲)
چونکه بی سوگند گفتش بُد دروغ | تو میفت از مکر و سوگندش بدوغ
نفس او میرست و عقل او اسیر | صد هزاران مصحفش خود خورده گیر (خوانده)
۵۱ می بلرزد عرش از مدح شقی | بدگمان گردد ز مدحش متقی
نار زان آمد عذاب کافران | که حجر را نار باشد امتحان
این دل چون سنگ را تا چند چند | نرم گفتیم و نمی پذرفت پند
نی ترا از روی ظاهر طاعتی | نی ترا در سر و باطن نیّتی
نی ترا شبها مناجات و قیام | نی ترا در روز پرهیز و صیام
نی ترا حفظ زبان ز آزار کس | نی نظر کردن بعبرت پیش و پس
نی ترا بر ظلم توبه پر خروش | ای دغا گندم نمای جو فروش
۵۲ چون ترازوی تو کژ بود و دغا | راست چون جویی ترازوی جزا
خویش را رنجور سازی زار زار | گر ترا بیرون کنند از اشتهار
کاشتهار خلق بند محکمست | در ره این از بند آهن کی کمست
۵۳ کرد حق ناموس را صد من حدید | ای بسا بسته به بند ناپدید
ای بسا کفار را سودای دین | بندشان ناموس و کبر آن و این (وکبر)
بند پنهان لیک از آهن بتر | بند آهن را کند پاره تبر

۵۱ در حدیث شریف آمده است که هر که مدح شقی نماید از دنیا غضب [illegible] و عرش بلرزد [illegible] ذلک ۱۲

۵۲ تو ترجمه چون ترازوی تو خطاب بسوی دلست یعنی هرگاه حال تو چنان باشد که در ابیات مذکور شد پس امید رستگاری چگونه میداری ۱۲

۵۳ [illegible] ۱۴۰ اینجا [illegible] نشان را از [illegible] چنانکه اکثر کفار [illegible] آنحضرت صلی الله علیه وسلم [illegible] سبب [illegible] قبول نکرد [illegible] ۱۲

چون گرسنه میشوی سگ میشوی — تند و بد پیوند و بد رگ می شوی

چون شدی تو سیر مرداری شدی — بیخبر افتاده دیواری شدی

پس دمی مردار و دیگر دم سگی — چون کنی در راه شیران خوش تگی

گوش خر بفروش و دیگر گوش خر — کین سخن را در نیابد گوش خر

لاف شیخی در جهان انداخته — خویشتن را بایزیدی ساخته

هم ز خود سالک شده واصل شده — محفلی واکرده در دعوی کده

از خدا بوی نه او را نی اثر — دعویش افزون ز شیث و بو البشر

دیو ننموده ورا هم نقش خویش — او همی گوید ز ابدالیم بیش

حرف درویشان بدزدیده بسی — تا گمان آید که هست او خود کسی

این جهان پر آفتاب و نور ماه — او بهشته سر فرو برده بچاه

جمله عالم شرق و غرب آن نور یافت — تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت

خرده گیرد در سخن بر بایزید — ننگ دارد از وجود او یزید

بی نوا از نان و خوان آسمان — پیش او نداخت حق یک استخوان

در گوی او در جهی ای قلتبان — دست دادار از سبال دیگران

سوی من منگر بخواری سست سست — تا نگویم آنچه در رگهای تست

چند دزدی حرف مردان خدا — تا فروشی و ستانی مرحبا

طالب حیرانی خلقان شدیم — دست طمع اندر الوهیت زدیم

میکند طاعات و افعال سنی — لیک یک ذره ندارد چاشنی

طاعتش نغزست و معنی نغز نی — جوزها بسیار و در وی مغز نی

ذوق باید تا دهد طاعات بر — مغز باید تا دهد دانه شجر

دانهٔ بی مغز کی گردد نهال — صورت بیجان نباشد جز خیال

چون شعیب این نکتها بر وی بخواند — از تفکر همچو خر در گل بماند

باب پنجاه و سوم در مذمت اهل نفاق

آن منافق با موافق در نماز — از پی استیزه آید نی نیاز

در نماز و روزه و حج و زکات — با منافق مومنان در برد و مات

مومنان را برد باشد عاقبت — بر منافق مات اندر آخرت

چند صورت آخر ای صورت پرست — زانکه معنی بر تو صورت پرست

گر بصورت آدمی انسان بدی — احمد و بوجهل پس یکسان بدی

بت پرستی چون بمانی در صور — صورتش بگذار و در معنی نگر

گر ز صورت بگذرید ای دوستان — جنت است و گلستان و گلستان

چونکه آبش هست جو خود آن بود — آدمی آنست کو را جان بود

این نه مردانند اینها صورتند — مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوتند

زین قدحهای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست

نان گلست و گوشت کمتر خور ازین — تا نمانی همچو گل اندر زمین

قوله میکند یعنی همه عبادت او ... که از ته دل نمی کند و طاعت ... اورا حاصل نیست ۱۲

قوله طاعتش نغزست یعنی بظاهر عبادت او از اعمال حسنه است مگر چون باطنش خالص نیست نتیجهٔ آن که عبادت از فضل ایزدی باشد هیچ نیست ۱۲

از جهانِ مرگ سوی برگ رو — چون بقا ممکن بود فانی مشو

قصدِ خونِ تو کنند و قصدِ سر — نه از برای حمیت و دین و هنر

بلکه از چفسیدگی بر خان و مان — تلخ شان آید شنیدن این بیان

خرقه بر ریشِ خر چفسیده سخت — چونکه خواهی بر کَنی زو لخت لخت

جفته اندازد یقین آن خر ز درد — حبذا آنکس کزو پرهیز کرد

خاصه پنجه ریش و هر جا خرقه — بر سرش چفسیده در نیم غرقه

خان و مان چون خرقه و این حرص ریش — حرص هر که بیش باشد ریش بیش

خان و مانِ جغد ویرانست و بس — نشنود اوصافِ بغداد و طبس

باب پنجاه وچهارم در حرص

بد گمانی کردن و حرص آوری — کفر باشد پیشِ خوانِ مهتری

هر که دور از رحمتِ رحمان بود — او گدا چشمست اگر سلطان بود

حرص نابیناست بیند مو بمو — عیبِ خلقان و بگوید کو بکو

عیبِ یک ذره و دو چشمِ کورِ او — می نه بیند گرچه هست او عیب جو

بارها در دامِ حرص افتاده — حلقِ خود را در بُریدن داده

حرصِ تو چون آتشست اندر جهان — باز کرده بهر خوردن صد دهان

گنبلِ آن حبلِ که حرصست و حسد — یاد کن فی جیدها حبلٌ مسد

حرص کورت کرد و محرومت کند — دیو همچو خویش مرجومت کند

مردود است که از منع ممنون آزرده و خشمناک می شوند ۱۲

مراد از خوان مهتری احکام خدا و رسول باشند ۱۲

قوله گنبل آن یعنی حرص و حسد را بگذار و نظر کن سوی زن ابولهب که بسبب حرص و حسد رسنی در گردن او افتاد و هلاک شد ۱۲

مرجوم یعنی سنگسار کردن — ای شیطان ۱۲

تا به افسون مالک دلها شویم | این نمی‌بینیم ما کاندر گویم

آن محک که او نهان دارد صفت | نی محک باشد نه نور معرفت

آینه که عیب رو دارد نهان | از برای خاطر هر قلتبان

آینه نبود منافق باشد او | اینچنین آینه تا بتوان مجو

گر هزاران طالبند و یک ملول | از رسالت باز میماند رسول

صد کس از گرگین همه گرگین شوند | خاصه این گرگ خبیث ناپسند

یک کسی نامستمع از روی رد | صد کس گوینده را خامش کند

پند گفتن با جهول خوابناک | تخم افگندن بود در شوره خاک

چاک حمق و جهل نپذیرد رفو | تخم حکمت کم دهش ای پندگو

گرچه ناصح را بود صد داعیه | پند را اذنی بباید واعیه

تو بصد تلطیف پندش میدهی | او ز پندت میکند پهلوتهی

ز انبیا ناصح تر و خوش لهجه تر | که گهی بگرفت دمشان در حجر

زانکه کوه و سنگ در کار آمدند | می نشد بدبخت را بگشاده بند

آنچنان دلها که بدشان ما و من | نعتشان شد بل اشد قسوة

گر تو پیغام زنی آری و زر | پیش تو بنهند جمله سیم و سر

کای فلان جا شاهدی میخواندت | عاشق آمد بر تو او میداندت

ور تو پیغام خدا آری چو شهد | کای بیا سوی خدا ای نیک عهد

قوله صد کس از گرگین مرض خارش را گویند در این بیماری متعدیست یعنی از یکی بدیگری میرسد همچنین حال صحبت نا اهلان و غافلان است که هر که در صحبت ایشان نشیند غافل گردد ۱۲

یعنی از انبیا کدام ناصح تر بود که از نصیحت شان در سنگ اثر میگردد ۱۲

قوله زانکه یعنی کوه و سنگ فیضی حاصل می شود مگر بدبخت را فائده نشدی ۱۲

کرم سرگین در میان آن حدث — در جهان نقلی نداند جز خبث

جز بضد ضد راهی نتوان شناخت — چون ببیند زخم بشناسد نواخت

لاجرم دنیا مقدم آمدست — تا بدانی قدر اقلیم الست

چون ازینجا وارهی آنجا روی — در شکر خانهٔ ابد شاکر شوی

گوی آنجا خاک را می بیختم — زین جهان پاک می بگریختم

صد حکایت بشنود مدهوش حرص — در نیاید نکته در گوش حرص

بند بگسل باش آزاد ای پسر — چند باشی بند سیم و بند زر

گر بریزی بحر را در کوزهٔ — چند گنجد قسمت یک روزهٔ

کوزهٔ چشم حریصان پر نشد — تا صدف قانع نشد پر در نشد

دهان

باب پنجاه و پنجم در قناعت

از قناعت کی تو جان افروختی — از قناعتها تو نام آموختی

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وانمیدانی ز رنج

چون قناعت را پیمبر گنج گفت — هر کسی را کی رسد گنج نهفت

این قناعت نیست جز گنج روان — تو مزن لاف از غم و رنج روان

سیرکن مفروش و هزاران جان ببین — از قناعت غرق بحر انگبین

از قناعت هیچکس بیجان نشد — وز حریصی هیچکس سلطان نشد

زانکه مرغی کو بترک دانه کرد — دانه از صحرای بی تهمت خورد

حرص کور و احمق و نادان کند / مرگ را بر احمقان آسان کند

نیست آسان مرگ بر جانِ خران / که ندارند آبِ جانِ جاودان

چون ندارد جانِ جاوید است نیست / جرأتِ او بر اجل از احمقیست

حرص در پیری جهودان را مباد / ای شقی نتوان خداش آن حرص داد

سخت دندانهای سگ چون پیر شد / ترکِ مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگانِ شصت ساله را نگر / هر دمی دندانِ سگشان تیزتر

پیر سگ را ریخت پشم از پوستین / این سگانِ پیر اطلس پوششان بین

عشقشان و حرصشان در فرج و زر / دمبدم چون نسلِ سگ بین بیشتر

اینچنین عمری که مایهٔ دوزخست / مر قصابانِ غضب را مسلخست

اژدهای هفت سر دوزخ بود / حرصِ تو دانه ست و دوزخ فخ بود

دام را بدران بسوزان دانه را / باز کن درهای نو اینخانه را

آن حریصی عاقبت نادیدنست / بر دل و بر عقلِ خود خندیدنست

هر که را جامه ز عشقی چاک شد / او ز حرص و جمله عیبش پاک شد

حرص و شهوت مرد را احول کند / ز استقامت روح را مبدل کند

هوشیاری آفتاب و حرص یخ / هوشیاری آب و این عالم وسخ

مرغ کوناخورده است آبِ زلال / اندر آبِ شور دارد پر و بال

در میانِ چوب گوید کرمِ چوب / مر کرا باشد چو من حلوای خوب

چون این گر بیاید بر سر نهد | وان ز گنج و زر بهمت می جهد
این همه غمها که اندر سینه هاست | از بخار و گرد باد و بود ماست
آن غمان بیخ کن چون داس ماست | این چنین شد وانچنان وسواس ماست
حاش لله طمع من از خلق نیست | از قناعت در دل من عالمیست
از طمع هرگز نخواهم من فسون | این طمع را کرده ام من سرنگون

باب پنجاه و ششم در طمع

صاف خواهی چشم عقل و سمع را | بر دران تو پرده های طمع را
گر ترا زه را طمع بودی کمال | راست کی گفتی ترازو وصف حال
هر کرا باشد طمع الکن بود | با طمع کی چشم دل روشن بود
پیش چشم او خیال جاه و زر | همچنان باشد که مو اندر بصر
خواجه در عیبست غرقه تا بگوش | خواجه را مالست و مالش عیب پوش
گر طمع عیبش نه بیند طامعی | گشت ولها را طمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زیرکان | ره نیابد کاله او در دکان
کور از خلقان طمع دارد ز جهل | من ز تو کز تست هر دشوار سهل

باب پنجاه و هفتم در حسد

وز حسد گیرد ترا در ره گلو | وز حسد ابلیس را باشد غلو
گوز آدم ننگ دارد از حسد | با سعادت جنگ دارد از حسد

۱۴۹ در بهاران یعنی هرکه دیده بصیرت ندارد بسبب جهل و نادانی از مخلوق طمع فلاح دارد و من از تو که حلال مشکلات عالم بوده طمع نجاح و فلاح دارم که هر دشواری از فضل و کرم تو آسان میگردد ۱۲

چون بُرید ه گشت حلقِ رزق خوا / یُرزقون فرحین شد خود خوشگوا

هم بدان قانع شد و از دام جست / هیچ دامی پرّ و بالش را نبست

سائل آن باشد که جانِ او گداخت / قانع آن باشد که جسم خویش باخت

می روم سوی قناعت دل قوی / تو چرا سوی شناعت می روی

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد / زانکه این هر دو چو سیلی بگذرد

خواه صاف و خواه سیلِ تیره رو / چون نمی پاید دمی از وی مگو

اندرین عالم هزاران جانور / میزید خوش عیش بی زیر و زبر

شکر میگوید خدا را فاخته / بر درخت و برگ شب ناساخته

حمد میگوید خدا را عندلیب / کاعتماد رزق بر تست ای مجیب

همچنین از پشه گیر تا بپیل / شد عیال الله و حق نعم المعیل

بس کن ای دون همتِ کوته زبان / تا کجا باشد حیاتِ جاودان

زان نداری میوه مانند بید / کابرو بردی پی نانِ سفید

زردی رو بهترینِ رنگهاست / زانکه اندر انتظارِ آن لقاست

لیک سرخی بر رخی کان لامعست / بهر آن آمد که جانش قانعست

گر نداری صبر زین نان جانِ حس / کیمیا را گیر و زر گردان تو مس

جامه شوئی کرد خواهی ای فلان / رو مگردان از محله گازران

قلهی کان از قناعت و ز لقاست / آن ز فقر و قلتِ دونان جداست

تهیدستی و مفلسی ۱۲

۱۴۸

هر که را باشد مزاج و طبع سست
او نخواهد هیچکس را تندرست

زانکه هر بدبخت خرمن سوخته
می نخواهد شمع کس افروخته

هین کمالی دست آور تا تو هم
از کمال دیگران نافتی بغم

هر کرا دیدا و کمال از چپ و راست
از حسد قولنجش آمد درد خاست

در نعیم فانی مال و جسد
چون همی سوزند عامه از حسد

پادشاهان بین که لشکر می کشند
از حسد خویشان خود را می کشند

هان و هان ترک حسد کن با شهان
ورنه ابلیسی شوی اندر جهان

از خدا میخواه دفع این حسد
تا خدایت وا رهاند زین حسد

کز حسد وز چشم بد بی هیچ شک
سیر و گردش را بگرداند فلک

پر طاوست مبین و پای بین
تا که سوء العین نگشاید کمین

که بلغزد کوه از چشم بدان
یزلقونک از نبی برخوان بدان

احمدا چون کوه لغزید از نظر
در میان راه بی گل بی مطر

در عجب درماند کین لغزش ز چیست
من نپندارم که این عالم تهیست

تا بیامد آیت و آگاه کرد
کان ز چشم بد رسیدت در نبرد

گر تو بدی غیری تو دردم لا شدی
صید چشم و سخرهٔ افنا شدی

کافران همجنس شیطان آمده
جان شان شاگرد شیطانان شده

صد هزاران خوی بد آموخته
دیدهای عقل و دل بر دوخته

۵۱ یا نکه بر آنحضرت صلی الله علیه و آله و سلم نیز نظر بد اثر کرده بود چنانچه سورهٔ فلق بر آن شاهد است ۱۲

۵۳ مراد از آیت همان آیه و ان یکاد الذین کفروا الآیه بوده است ۱۲

۵۴ قوله گر بدی یعنی اگر تو از خاصان خدا نبودی از نظر بد دشمنان فنا شدی ۱۲

عقبه‌ای زین صعب‌تر در راه نیست　　ای خنک آنکش حسد همراه نیست

این جسد خانهٔ حسد آمد بدان　　کز حسد آلوده باشد خاندان

گر جسد خانهٔ حسد آمد ولیک　　آن جسد را پاک کرد الله نیک

طهرا بیتی بیان پاکیست　　گنج نورست ار طلسم خاکیست

چون کنی بر بی‌حسد مکر و حسد　　زان حسد دل را سیاهیها رسد

خاک شو مردان حق را زیر پا　　خاک بر سر کن حسد را همچو ما

خود حسد نقصان و عیب دیگرست　　بلکه از جمله کمینها بدترست

هر کسی کو را حسد بینی کند　　خویشتن بی گوش و بی بینی کند

آن ابوجهل از محمد ننگ داشت　　وز حسد خود را ببالا میفراشت

بوالحکم نامش بد و بوجهل شد　　ای بسا اهل از حسد نااهل شد

آن بلیس از ننگ و عار کمتری　　خویش را افگند در صد ابتری

از حسد میخواست تا بالا بود　　خود چه بالا بلکه خون پالا بود

آن شیاطین خود حسود کهنه اند　　یک زمان از رهزنی خالی نیند

یوسفان از مکر اخوان در چهند　　کز حسد یوسف بگرگان میدهند

از حسد بر یوسف مصری چه رفت　　این حسد اندر کمین گرگیست زفت

لاجرم زین گرگ یعقوب حلیم　　داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم

گرگ ظاهر گرد یوسف خود نگشت　　این حسد در فعل از گرگان گذشت

کارت این بودست از وقت ولاد — صید مردم کردن از دام وداد

زان شکار و انبهی باد و بود — دست درکن هیچ یابی تار و پود

چون شکار خوک آمد صید عام — رنج بیحد لقمه زو خوردن حرام

پس فرشته وار گشته عرضه دار — بحر تحریک عروق اختیار

وان فرشته خیرها بر رغم دیو — عرضه دار و میکند در دل غریو

میشود ز الهامها و وسوسه — اختیار خیر و شرت ده کسه

وقت تهلیل و نماز ای با نمک — زان سلام آورده باید بر ملک

که ز الهام و دعاء خوبتان — اختیار این نمازم شد روان

باز از بعد گنه لعنت کنی — بر بلیس آنزا کز وی محتنی

این دو صد عرضه کننده در شرار — در حجاب غیب آمد عرضه دار

چونکه پردهٔ غیب برخیزد ز پیش — تو ببینی روی دلالان خویش

در سخن شان وا شناسی بی گزند — کان سخن گویان نهان اینها بدند

دیو گوید ای اسیر طبع و تن — عرضه میکردم نکردم زور من

وان فرشته گویدت من گفتمت — که ازین شادی فزون گردد غمت

آن فلان روزت نگفتم من چنان — که از آن سوی ست ره سوی جنان

ما محب جان روح افزای تو — ساجدان مخلص بابای تو

این زمان هم خدمت تو می کنم — سوی مخدومی صلایت میزنم

کمترین خوشان بزشتی آن حسد | آن حسد که گردن ابلیس زد
زان سگان آموخته صید و حسد | که نخواهد خلق را ملک ابد
وان بنی آدم که عصیان کشته اند | وز حسودی نیز شیطان گشته اند

باب پنجاه و هشتم در عداوت شیطان

طفل جان از شیر شیطان باز کن | بعد از آنش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیره ای | دان که با دیو لعین همشیره ای
جان بابا گویدت ابلیس هین | تا بدم بفریبدت دیو لعین
همچنین تلبیس با بابات کرد | آدمی را این سیه رخ مات کرد
در گلو ماند خس او سالها | چیست آن خس مهر جاه و مالها
مال مار آمد که در وی زهرهاست | وان قبول و سجدهٔ خلق اژدهاست
مال خس باشد چو هست ای بی‌ثبات | در گلویت مانع آب حیات
گر برد مالت عدوی پرفنی | رهزنی را برده باشد رهزنی
هر که دید آن مال جاهش سجده کرد | سجدهٔ افسونیان را او بخورد (بخورد)
چونکه برگردد از و آن ساجدش | داند او کان زهر بود و موبدش
جان فدا کردن برای صید غیر | کفر مطلق دان و نومیدی ز خیر
چند هنگامه نهی بر راه عام | گام خستی بر نیاید هیچ کام (چند)
بیشتر رفتست و بیگاه است روز | تو بجد در عیب خلقانی هنوز

۵۱ قوله طفل جان مشهور است که بر طفل شیر خوار شیر زنی که می دهند خصلت آن زن در و اثر می کند می فرمایند که خود را از پیروی شیطان جدا کرده خصائل فرشتگان حاصل کن که نجات یابی ۱۲

۵۲ قوله مال مار در حدیث شریف آمده است که المال حیة ...

۵۳ ... ۱۲

فعل و قول اظهار سرّست و ضمیر | هر دو پیدا می‌کند سرّ ستیر

بر مصلی مسجد آمد هم گواه | کو همی آمد بدین از دور راه

این گواهی چیست اظهار نهان | خواه قول و خواه فعل و غیر آن

فعل و قول آمد گواهان ضمیر | زین دو بر باطن تو استدلال گیر

تزکیه باید گواهان را بدان | تزکیه‌اش صدقی که موقوفی بدان

بهر این آورد ما یزدان برون | ما خلقت الانس الا لیعبدون

چون تو می‌بینی که نیکی می‌کنی | بر حیات و راحتی بر می‌زنی

چونکه تقصیر و فسادی میرود | آن حیات و ذوق پنهان می‌شود

دست کورانه بحبل الله بزن | جز بامر و نهی یزدانی متن

چیست حبل الله رها کردن هوا | کین هوا شد صرصری مر عاد را

خلق در زندان نشسته از هواست | مرغ را پرها ببسته از هواست

خشم شحنه شعلهٔ نار از هواست | رفته از مستوریان عار از هواست

لا تظن سوء فی هواک السلسبیل | من جناب الله نحو السلسبیل

لا تکن طوع الهوی مثل الحشیش | انّ ظل العرش اولی من عریش

گوش سر بربند از هزل و دروغ | تا ببینی شهر جان با فروغ

هیچ وازر وزر غیری برنداشت | هیچکس ندرود تا چیزی نکاشت

سال بیگه گشت و وقت کشت نی | جز سیه رویی و فعل زشت نی

۱۵۵

۵۳ قوله لا تکن یعنی مشو مائل بهوا خاطر مانند گیاه که بتحقیق سایهٔ عرش بهتر است از چه ریش عریش خانه باشد که از برگ درختان و گیاه ساخته باشند ۱۲

۵۴ قوله وازر وزر اشارت است بآیهٔ و لا تزر وازرة وزر اخری یعنی برندارد هیچ نفس گناه کننده بار گناه نفس دیگر ۱۲

آن گره با بات را بوده عدا | در خطاب اسجدوا اکره و ابا

آن گرفتی وان ما انداختی | حق خدمتهای ما نشناختی

این زمان ما را و ایشان را عیان | در نگر بشناس از محزونیان

بس عداوتها که آن یاری بود | بس خرابیها که معماری بود

هرکه در دنیا خورد تلبیس دیو | وز عدوی دوست رو تعظیم دیو

چونکه ویران کرد چندین عالم او | پس بگفت انی بری منکم

هرکه جست از دام شیطان در نماز | رست از قید دو عالم وقت راز

زانکه این شیطان عدو جان تست | دائما در فکرت ایمان تست

بانگ شیطان گله بان اشقیاست | بانگ سلطان پاسبان اولیاست

باب پنجاه و نهم مدح طاعت

آدمی راهست در هر کار دست | لیک ازو مقصود این خدمت بدست

ما خلقت الجن و الانس بخوان | جز عبادت نیست مقصود از جهان

ذوق دارد هر کسی در طاعتی | لاجرم نشکیبد از وی ساعتی

ما درین دهلیز قاضی قضا | بهر دعوی الستیم و بلی

که بلی گفتیم آن را ز امتحان | فعل و قول ما شهود است و بیان

این نماز و روزه و حج و جهاد | هم گواهی دادنست از اعتقاد

این زکوة مال و ترک این حسد | هم گواهی دادنست از سر خود

عاشقانت در پس پرده کرم — بهر تو نعره زنان بین دمبدم

عاشق آن عاشقان غیب باش — عاشقان پنجروزه کم تراش

که بخوردندت بخدعه جذبه — سالها زیشان ندیدی حبه

وقت صحت با تو یارند و حریف — وقت درد و غم بجز حق کو الیف

وقت درد چشم و دندان هیچکس — دست تو گیرد بجز فریادرس

پس همان درد و مرض را یاد دار — چون ایاز آن پوستین کن اعتبار

در تمام کارها چندین مکوش — جز بکاری که بود در دین مکوش

عاقبت تو رفت خواهی ناتمام — کارهایت ابتر و نان تو خام

وان عمارت کردن گور و لحد — نی بسنگست و بچوب و نی لبد

بلکه خود را در صفا گوری کنی — در منی او کنی دفن منی

خاک او گردی و مدفون غمش — تا دمت یابد مددها از دمش

گورخانه قبها و کنگره — نبود از اصحاب معنی آن سره

از برون بر ظاهرش نقش و نگار — وز درون اندیشهاے زار زار

همچو گور کافران بیرون حلل — اندرون قهر خدا عز و جل

حق همی گوید چه آوردی مرا — اندرین مهلت که من دادم ترا

عمر خود را در چه پایان برده — قوت و قوت در چه فانی کرده

گوهر دیده کجا فرسوده — پنج حس را در کجا پالوده

روز بیگه لاشه لنگ و ره دراز | کارگه ویران عمل رفته ز ساز

(ای شامم ۱۲ — یعنی مرکب ضعیف ۱۲ — بی‌سامان ۱۲)

بیخهای خوی بد محکم شده | قوت برکندن آن کم شده

کرم در زیر درخت تن فتاد | بایدش برکند و بر آتش نهاد

هین و هین ای راه رو بیگاه شد | آفتاب عمر سوی چاه شد

(ای آگاه باش ۱۲)

این دو روزک را که زورت هست زود | پر فشانیی بکن از راه جود

(ای محنت ریاضت ۱۲)

اینقدر تخمی که ماندستت بباز | تا بروید زین دو دم عمر دراز

تا نمردست این چراغ باگهر | هین فتیلش ساز و روغن زودتر

هین مگو فردا که فرداها گذشت | تا بکلی نگذرد ایام کشت

عمر تو مانند همیان زرست | روز و شب مانند دینار اشمرست

در زمانه مر ترا سه همرهند | آن یکی وافی و آن دو غدر مند

آن یکی یاران و دیگر رخت و مال | وان سوم وافیست آن حسن الفعال

مال ناید با تو بیرون از قصور | یار آید لیک آید تا بگور

چون ترا روز اجل آید به پیش | یار گوید از زبان حال خویش

تا بدینجا بیش همره نیستم | بر سر گورت زمانی بایستم

فعل تو وافیست زو کن ملتحد | که در آید با تو در قعر لحد

پس پیمبر گفت بهر این طریق | با وفاتر از عمل نبود رفیق

گر بود نیکو ابد یارت شود | ور بود بد در لحد مارت شود

(ای یار مدامی ۱۲)

ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تن خود میزنی تو هوشدار

هرکه او بنهاد ناخوش سنتی — سوی او نفرین رود هر ساعتی

نیکوان رفتند و سنتها بماند — وز لئیمان ظلم و لعنتها بماند

تا قیامت هرکه جنس آن بدان — در وجود آید بود رویش بدان

برکنار بامی ای مست مدام — پست بنشین یا فرود آ والسلام

هر زمانی که شدی تو کامران — آن دم خوش را کنار بام دان

سیرتی کان در وجودت غالب است — هم بدان تصویر حشرت واجب است

روز محشر هر نهان پیدا شود — هم ز خود هر مجرمی رسوا شود

دست و پا بدهد گواهی با بیان — بر فساد او به پیش مستعان

دست گوید من چنین دزدیده ام — لب بگوید من چنین بوسیده ام

پای گوید من شدستم تا منی — فرج گوید من بکردستم زنی

چشم گوید کرده ام غمزه حرام — گوش گوید چیده ام سوء الکلام

گر همی خواهی سلامت از ضرر — چشم ز اول بند و پایان را نگر

اینچنین مشکین که زلف یار ماست — چونکه بی عقلیم این زنجیر پاست

حلم حق گرچه مواساها کند — لیک چون از حد بشد رسوا کند

اینچنین نخلی که لطف یار ماست — چونکه ما دزدیم نخلش دار ماست

اینچنین لطفی چو نیلی میرود — چونکه فرعونیم چون جوی خون شود

۱۵۹

ذات پاک جناب باری تعالی غفور و رحیم ست لاکن چون انسان در ارتکاب معصیت از حد گذشت سزای او لاجرم افتاد ۱۲

چشم و گوش و هوش و گوهرهای عرش	خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
دست و پا دادیم چون بیل و کلند	من نه بخشیدم ز خود آن کی شدند
آن مکن که هست مختار نبی	وان مکن که کرد مجنون و صبی

باب شصتم در مذمت معصیت

هر روش هر ره که آن محمود نیست	عقبه و ملعنی و رهزنیست
بس کسان کایشان ز طاعت گمرهند	دل بر رضوان و ثواب آن نهند
توبه نندیشد دگر شیرین شود	بر دلش آن جرم تا بی دین شود
آن پشیمانی و یارب رفت ازو	شست بر آیینه زنگ پنج تو
آهنش را زنگها خوردن گرفت	گوهرش را رنگ کم کردن گرفت
خود حقیقت معصیت باشد خفی	بس کدر کان را تو پنداری صفی
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست	آن درختی گشت از و زقوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلها زدی	مایهٔ نار جهنم آمدی
آن سخنهای چو مار و کژدمت	مار و کژدم گشت می‌گیرد دمت
پیشها و خلقها همچون جهیز	سوی خصم آیند روز رستخیز
گرچه دیوار افگند سایه دراز	باز گردد سوی او آن سایه باز
این جهان کوهست و فعل ما ندا	سوی ما آید نداها را صدا
حمله بر خود می‌کنی ای ساده مرد	همچو آن شیری که بر خود حمله کرد

اشارتست بقصه شیر و روباه ۱۲

۵۱ قوله توبه یعنی کسانیکه عبادت معبود حقیقی را گذاشته در معصیت افتاده اند و از گناهان توبه نمی کنند آن معاصی در دل آنها چنان لذیذ بوده اند که ترک آنها برایشان بغایت دشوار می نماید در وزیر روز تیرگی دل می افزاید ۱۲

۵۲ قوله پیشها یعنی اعمال و افعال انسان بروز حشر پیش او خواهد آمد ۱۲

ای دریده پوستین یوسفان — گر بدرد گرگ آن از خویش دان

ای که تو از جاه ظلمی میکنی — از برای خویش چاهی میکنی

این ندانی کز پی چه چه کنی — همدران چه عاقبت خود افگنی

گرد خود چون کرم پیله بر متن — بهر خود چه میکنی اندازه کن

جاه مظلم گشت ظلم ظالمان — اینچنین گفتند جمله عالمان

هر که ظالم تر چهش با هول تر — عدل فرمودست بدتر را بتر

ای زننده بے گناهان را قفا — در قفای خود نمی بینی جزا

مر ضعیفان را تو بے خصمی مدان — از نبی اذا جاء نصر الله بخوان

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید — نک جزا طیرا ابابیلت رسید

آنکه از پنجه بسے سر را بکوفت — همچو خس جاروب مرگش پاک رفت

هست دنیا قهرخانهٔ کردگار — قهر بین چون قهر کردی اختیار

تو مرا چون بره دیدی بی شبان — تو گمان بردی ندارم پاسبان

کی کم از بره کم از بزغاله ام — که نباشد حارسی از دنباله ام

حارسی دارم که ملکش می سزد — داند او بادی که بر من می وزد

سرد بود آن باد یا گرم آن حکیم — نیست غافل نیست غائب ای سقیم

گر ضعیفی در زمین خواهد امان — غلغل افتد در سپاه آسمان

گر بنالد آسمان گریان شود — ور بگرید چرخ یا رب خوان شود

بخنند او و چشم پایان بین او | که نگهدارند تن را از فساد

هر که او عصیان کند شیطان شود | کو حسود دولت نیکان شود

دیو سوی آدمی شد بهر شر | سوی تو ناید که از دیوی بتر

تا تو بودی آدمی دیو از پیت | میدوید و میچشانید میت

چون شدی در خوی دیوی استوار | میگریزد از تو دیو نابکار

سر ز خفتن کی توان برداشتن | با چنین صد تخم غفلت کاشتن

خواب مرده لقمه مرده یار شد | خواجه خفت و دزد شب در کار شد

آنکه تخم خار کارد در جهان | هان و هان او را مجو در گلستان

گر گلی گیرد بکف خاری شود | ور سوی یاری رود ماری شود

کیمیای زهر مارست آن شقی | بر خلاف کیمیای متقی

باب نصیحت و حکم در عدل و ظلم

عدل چه بود آب ده اشجار را | ظلم چه بود آب دادن خار را

عدل وضع نعمتی بر موضعش | نی بهر بیخی که باشد آبکش

ظلم چه بود وضع در ناموضعی | که نباشد جز بلا را منبعی

ظلم آری مدبری جف القلم | عدل آری برخوری جف القلم

هین جفا را هم جفا جف القلم | وان وفا را هم وفا جف القلم

فعل تست این غصه‌های دمبدم | این بود معنی قد جف القلم

بیدار

موضع

بل

آن عداوت اندر و عکس حقست | کز صفات قهر آنجا مشتقست
وان گنه در تو ز عکس جرم تست | باید آن خواری ز طبع خویش شست
خلق زشتت اندر و رویت نمود | که ترا او صفحهٔ آئینه بود
چونکه قبح خویش دیدی ای حسن | اندر آئینه بر آئینه مزن
در پی خوش باش و با خوش خوشتین | خو پذیری گل و روغن ببین
در گذر از فضل و ز جلدی و فن | کار خدمت دارد و خلق حسن
پس بدانکه صورت خوب و نکو | با خصال بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چون بود خلقش نکو در پاش میر
صورت ظاهر فنا گردد بدان | عالم معنی بماند جاودان
چند بازی عشق با نقش سبو | بگذر از نقش سبو و آب جو
صورتش دیدی ز معنی غافلی | از صدف دُر را گزین گر عاقلی
بارها از خوی بد خسته شدی | حس نداری سخت بیحس آمدی
خار دان آن را که خوی بد بود | بارها در پای خار آخر زدت
تو به گلبن وصل کن این خار را | وصل کن با نار نور یار را
تا که نور او کشد نار ترا | وصل او گلشن کند خار ترا

باب شصت و سوم در سخا

لب ببند و کف پُر از زر بر گشا | بخل تن بگذار پیش آور سخا

یعنی اگر چه بر انسان از خلقی بد ...
کنایت از آئینه ...
پس بدانکه صورت خوب ...
خار خوی بد است بس ای عزیز
که خوی بد را با خوی نیک وصل
کن تا آن نار بر تو نور گردد
۱۶۲

تا دل مرد خدا نامد بدرد		هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
صد هزاران شهر را خشم شهان	نهان	سرنگون کردست ای بدگمان
خشم مردان خشک گرداند سحاب		خشم دلها کرد عالمها خراب
خشم و مکر و ظلم تو الله باد		فضل و عقل تو زما کوتاه باد
گرچه خوی آن عوان هست ای خدا		که بماره خلق را خواهد بلا
سگ بماره حمله بر مسکین کند		تا تواند زخم بر غمگین زند
گر خبر آید که شه جرمی نهاد	در وقت	بر مسلمانان شود او زفت شاد
ور خبر آمد که شه رحمت نمود		از مسلمانان فکند آن را بجود
ماتمی در جان او افتد از آن		صد چنین ادبارها دارد عوان
این عوان در حق غیری سود شد		لیک از حق خود مردود شد
رحم ایمانی ازو ببریده شد		کین شیطانی برو پیچیده شد
هر که را خوی نکو باشد برست	بدست	هر کسی کو شیشه دل باشد شکست

باب شصت و دوم در حسن خلق

من ندیدم در جهان جستجو	هیچ اهلیت به از خوی نکو
ور عدو باشد همین احسان نکوست	که باحسان بس عدو گشتست دوست
ور نگردد دوست کینش کم شود	زانکه احسان کینه را مرهم شود
تو هم از دشمن چو کینه میکشی	ای زبون شش غلط در هر ششی

منقطع شد نان و خوان از آسمان — ماند رنج زرع و بیل و داس مان

زان گدارویان نادیده ز آز — آن در رحمت بر ایشان شد فراز

هر چه آید بر تو از ظلمات و غم — آن ز بی باکی و گستاخیست هم

این همه غمها که اندر سینه‌هاست — از بخار و گرد باد و بود ماست

بد ز گستاخی کسوف آفتاب — شد عزازیلی ز جرأت رد باب

هر که بی‌باکی کند در راه دوست — رهزن مردان شد و نامرد اوست

هین مرو گستاخ در دشت بلا — هین مرو کورانه اندر کربلا

آن گروهی کز ادب بگریختند — آب مردی و آب مردان ریختند

ای تواضع برده پیش ابلهان — ای تکبر کرده تو پیش شهان

گرچه شه با تو نشیند بر زمین — خویش را بشناس و نیکوتر نشین

آن تکبر بر خسان خوبست و چست — هین مرو معکوس عکسش بند تست

ما کییم اندر جهان پیچ پیچ — چون الف او خود ندارد هیچ هیچ

پیچ دیگر بر چنین پیچی منه — نام دولت بر چنین پیچی منه

بشنو این پند از حکیم غزنوی — تا بیابی در تن کهنه نوی

ناز را رویی بباید همچو ورد — چون نداری گرد بدخویی مگرد

زشت باشد روی نازیبا و ناز — سخت باشد چشم نابینا و باز

پیش یوسف نازش و خوبی مکن — جز نیاز و آه یعقوبی مکن

ترکِ شهوت‌ها و لذت‌ها سخاست هر که در شهوت فروشد برنخاست

این سخا شاخیست از سروِ بهشت وای او کز کف چنین شاخی بهشت

می برد شاخِ سخا ای خوب کیش مر ترا بالا کشان تا اصلِ خویش

آن فتوت بخششِ بی علتست پاکبازی خارجِ هر ملتست

گفت پیغمبر که دائم بهرِ پند دو فرشته خوش منادی می‌کنند

کای خدایا منفقان را سیر دار هر درمشان را عوض ده صد هزار

کای خدایا ممسکان را در جهان تو مده الا زیان اندر زیان

گر نماند از جود در دست تو مال کی کند فضلِ الهت پایمال

هر که کارد گردد انبارش تهی لیکش اندر مزرعه باشد بهی

وانکه در انبار ماند و صرفه کرد شپش و موشِ حوادث پاک خورد

غلِ بخل از دست و گردن دور کن بختِ نو دریاب از چرخِ کهن

باب شصت و چهارم در ادب

از ادب پرنور گشتست این فلک از ادب معصوم و پاک آمد ملک

از خدا جوئیم توفیقِ ادب بی ادب محروم گشت از لطفِ رب

بی ادب تنها نه خود را داشت بد بلکه آتش در همه آفاق زد

مائده از آسمان در می‌رسید بی شری و بیع و بی گفت و شنید

درمیانِ قومِ موسی چند کس بی ادب گفتند کو سیر و عدس

باب شصت و پنجم در کبر و عجب

چند حرف طمطراق و کار و بار — کار و بار خود ببین و شرم دار

کبر زشت و از گدایان زشت‌تر — روز سرد و برف آنگه جامه تر

چند دعوی و دم و باد و بروت — ای ترا خانه چو بیت العنکبوت

خلق را طاق و طرم عاریتیست — امر را طاق و طرم ماهیتیست

از پی طاق و طرم خواری کشند — بر امید عز در خواری خوشند

بر امید عز ده روزهٔ خدوک — گردن خود کرده اند از غم چو دوک

ابتدای کبر و کین از شهوتست — راسخی شهوتت از عادتست

چون ز عادت گشت محکم خوی بد — خشمت آید بر کسی کت واکشد

بت پرستان چونکه خو با بت کنند — مانعان راه بت را دشمنند

چون خلاف خوی تو گوید کسی — کینها خیزد ترا با او بسی

که مرا از خوی من بر می‌کند — خویش بر من میر و سرور میکند

تو بدان فخر آوری کز ترس و بند — چاپلوست گرد مردم روز چند

هر که را مردم سجودی می‌کنند — زهر اندر جان او می‌آگنند

آن تکبر زهر قاتل دان که هست — از می پر زهر شد آن گیج مست

چون می پر زهر نوشد مدبری — از طرب یکدم بجنباند سری

بعد یکدم زهر بر جانش فتد — زهر در جانش کند داد و ستد

معنی مردن ز طوطی بُد نیاز / در نیاز و فقر خود را مرده ساز

تا دم عیسی ترا زنده کند / همچو خویشت خوب و فرخنده کند

از بهاران کی شود سرسبز سنگ / خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالها تو سنگ بودی دلخراش / آزمون را یک زمانی خاک باش

دل نگهدارید ای بی‌حاصلان / در حضور حضرت صاحبدلان

پیش اهل دل ادب بر باطنست / زانکه دل‌شان بر سرائر فاطنست

همچنان که گفت آن یار رسول / چون نبی برخواندی بر ما این فصول

آن رسول مجتبی وقت نثار / خواستی از ما حضور و صد وقار

آنچنان که بر سرت مرغی بود / کز فواتش جان تو لرزان شود

تو نیاری هیچ جنبیدن ز جا / تا نگیرد مرغ خوب تو هوا

دم نیاری زد به بندی سرفه را / تا نیاید که بپرّد آن هما

ور کست شیرین بگوید یا ترش / بر لب انگشتی نهی یعنی خمش

حیرت آن مرغ خاموشت کند / بر نهد سر دیگ و پر جوشت کند

جز خضوع و بندگی و اضطرار / اندر آن حضرت ندارد اعتبار

پیش بینایان کنی ترک ادب / نار دوزخ را از آن گشتی حطب

حق چو سیما را معرف خوانده است / چشم عارف سوی سیما مانده است

گفت سیماهم وجوهٌ کردگار / که بود غماز باران سبزه‌زار

گر بکی وز قدر آگنده	طمطراقی در جهان افگنده
باد را بشکن که بس فتنه ست	پیش ازان کت بشکند او همچو عاد
عاد را آن باد ز استکبار بود	یار خود پنداشتند اغیار بود
کبر زان جوید همیشه جاه و مال	که ز سرگین است گلخن را کمال
مال چون مارست و آن جاه اژدها	سایهٔ مردان زمرد این دو را
زان زمرد مار را دیده جهد	کور گردد مار و ره رو وا رهد
خواجه باز آ از منی وز سرے	سروری جو کم طلب کن سرورے

باب شصت و ششم در آفت ریاست

آنچه منصب میکند با جاهلان	از فضیحت کی کند صد ارسلان
حرص بد یکتاست این پنجاه تا	حرص و شهوت مار و منصب اژدها
حرص بد از شهوت حلقست و فرج	در ریاست بیست چندانیش درج
حرص حلق و فرج هم از بدرگیست	لیک منصب نیست آن اشکستگیست
بیخ و شاخ این ریاست را اگر	باز گویم دفترے باید دگر
مال و منصب تا کسی آرد بدست	طالب رسوائی خویش او شدست
یا کند بخل و عطاها کم دهد	یا سخا آرد بنا موضع نهد
حکم چون در دست گمراهی فتاد	جاه پنداریدو در چاه اوفتاد
احمقان سرور شدستند و ز بیم	عاقلان سرها کشیده در گلیم

۱۶۹

قوله احمقان یعنی کسانیکه درین دار ناپایدار سروری و حکومت حاصل کردند در حقیقت احمق اند که از روز حساب بیخوف شدند و کسانیکه ترک هوا و هوس دنیوی نموده خاموش و گوشه نشین گردیدند عاقل اند که از محاسبهٔ روز جزا نجات یافتند ۱۲

ای خنک آنرا که ذلت نفسه
وای آن کز سرکشی شد خوی او

نردبان خلق این ما و منست
عاقبت زین نردبان افتاد پست

هر که بالاتر رود ابله ترست
کاستخوان او بتر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود
کز ترفع شرکت یزدان بود

حد خود بشناس و در بالا مپر
تا نیفتی در نشیب شور و شر

مؤمنان آئینه همدیگرند
این خبر را هم پیمبر آورند

ای بدیده عکس بد در روی عم
بد نه عمست آن توئی از خود مرم

خانه روزن ساختی شیشه کبود
نور خورشیدی کبودت می نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش
خویش را گو بد مگو کس را تو پیش

ای خنک جانی که عیب خویش دید
هر که عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتی خود بشناختی
همچو برف از درد و غم بگداختی

زلت آدم ز اشکم بود و باه
وان ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد
وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیش نور مستقر
کر و فر افتخار بو البشر

گوشت پاره آلت گویای او
پیه پاره منظر بینای او

مسمع او آن دو پاره استخوان
مدرکش دو قطره خون یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار
ای ایاز آن پوستین را یاد دار

چونکه گشتی هیچ از سندان مترس / هر صباح از فقر مطلق گیر درس

هست الوهیت ردای ذوالجلال / هرکه در پوشد برو گردد وبال

منصبی کانم ز رویت محجبست / عین معزولیست نامش منصبست

تاج ازان اوست وزان ما کمر / وای او کز حد خود دارد گذر

فتنهٔ تست این پر طاوسیت / کاشتراکت باید و قدوسیت

خویش را عریان کن از فضل و فضول / تا کند هر دم ترا رحمت نزول

زیرکی ضد شکستست و نیاز / زیرکی بگذار و با گولی بساز

بیشتر اصحاب جنت ابلهند / تا ز شر فیلسوفی وارهند

بار خود بر کس منه بر خویش نه / سروری را کم طلب درویش به

چونکه کرد ابلیس خو با سروری / دید آدم را بتحقیر از خری

سروری چون شد دماغت را ندیم / هرکه بشکستت شود خصم قدیم

شاه را باید که باشد خوی رب / رحمت او سبق دارد بر غضب

باب شصت و هفتم در رحم و شفقت

سبق رحمت بر غضب هست ای فتا / لطف غالب بود در وصف خدا

بندگان دارند لابد خوی او / مشکهاشان پر ز آب جوی او

آن رسول حق قلاوز سلوک / گفت الناس علی دین الملوک

بی غضب غالب بود مانند دیو / بی ضرورت چون کند او بهر ریو

[حاشیه:] ... محروم گردید چنانکه حال ابلیس علیه اللعنه مصداق آنست و نیز حال حکمای فلاسفه ۱۲

قوله شاه را باید که مراد از خوی رب تخلقوا باخلاق الله است علی العموم و پادشاهان را بتخصیص می باید که خلق الهی گفته می شوند ۱۲

آنخداوندی که نبود در استین ۞ مرد رانی دستان نی آستین

آنخداوندیکه در دیده بود ۞ بیدل و بیجان و بی دیده بود

آنخداوندی که داوندت عوام ۞ باز بستانند از تو همچو وام

ده خداوندی تو عاریت بحق ۞ تا خداوندیت بخشد متفق

بهتری نفطست و آتش ای غوی ۞ ای برادر چون بر آذر میروی

هرچه او هموار باشد باز مین ۞ تیرها را کی هدف گردد ببین

هرکجا خواهد خداوند زخ کند ۞ اوج را بر مرغ و دام و فخ کند

هم ز دندانت برارد دردها ۞ تا بگوئی دوزخست و اژدها

یا کند آب دهانت را عسل ۞ که بگوئی این بهشتست و حلل

از بن دندان بر و یابد شکر ۞ تا بدانی قدرت حکم قدر

پس بدندان بیگناهان را مگز ۞ فکر کن از ضربت نا محترز

شیطنت گردن کشی بد در لغت ۞ مستحق لعنت آمد این صفت

صد خورنده گنجد اندر گرد خوان ۞ دو ریاست می نگنجد در جهان

آن شنیدستی که الملک عقیم ۞ قطع خویشی کرد ملکت جو ز بیم

که عقیمست و ورا فرزند نیست ۞ همچو آتش با کسش پیوند نیست

هرچه یابد او بسوزد بر درد ۞ چون نیابد هیچ خود را میخورد

هیچ شو واره تو از دندان او ۞ رحم کم جو از دل سندان او

ص۱ قوله ده خداوندی یعنی ریاست و سرداری را صرف کن تمام در راه حق عبادت کنند ۱۲

ص۲ نفط نوعی از آتشبازی و بالکسر و نفطست معروف و کرفع ...

ص۳ قوله هرکجا خواهد یعنی هرجاکه خواهد خداوند مرغ را در اوج و بلندی در دام اندازد و مرغ را سم ...

باز بر زن جاهلان چیره شوند | زانکه ایشان تند و بس خیره شوند

کم شود زان رقت و لطف و وداد | زانکه حیوانیست غالب بر نهاد

مهر و رقت وصف انسانی بود | خشم و شهوت وصف حیوانی بود

ستر کن تا بر تو ستاری کنند | تا نبینی ایمنی بر کس مخند

آنچه بر تو خواه آن باشد پسند | بر دگر کس آن کن از رنج و گزند

گرچه صرصر بس درختان میکند | با گیاه تر وی احسان میکند

دست دادستت خدا کاری بکن | مکسبی کن یاری یاری بکن

زانکه جمله کسب ناید از یکی | هم دروگر هم سقا هم حائکی

هین بانبازیست عالم برقرار | هر کسی کاری گزینند ز افتقار

هر کسی در مکسبی پا می نهد | یاری یاران دیگر می دهد

هر دروغی که خیال اندیش شد | چون دلیل آری خیالش بیش شد

چون سخن در وی رود علت شود | تیغ غازی دزد را آلت شود

پس جواب او سکوتست و سکون | هست با ابله سخن گفتن جنون

آن خیال و وهم بد چون شد پدید | صد هزاران یار را از هم برید

عالم وهم و خیال و طمع و بیم | هست رهرو را یکی سد عظیم

ظن نیکو بر برادران صفا | گرچه آید ظاهر از ایشان جفا

هین ز بد نامان نباید ننگ داشت | گوش بر اسرار شان باید گماشت

خود نصیحت و منع کنی خیال او زیاده تر می گردد پس درین صورت سکوت بهتر است مثل آنکه همین تیغ در دست غازی کفار را قتل سازد و همین تیغ در دست رهزن باعث آزار مردم شود پس تیغ مجاهدان باعث ثواب و تیغ رهزنان موجب عذاب باشد

خاکساران جهان باشند که بظاهر خوار و ذلیل نمایند پس باید که نظر بر اسرار یعنی باطن ایشان

بی حلیمی مخنث وار نیز — که شو و زن روسپی زان کنیز

خیر کن با خلق بهر ایزدت — تا بیابی راحتِ جانِ خودت

آنکه سرها بشکند او از علو — رحمِ حق و خلق ناید سوی او

عتو

بر بدیهای بدان رحمت کنید — بر منی و خویشتن بین لعنت کنید

هین مبادا غیرت آید از کمین — سرنگون افتند در قعر زمین

بر همه کفار ما را رحمت است — گرچه جانِ جمله کافر نعمت است

بر سگانم رحمت و بخشایش است — که چرا از سنگها شان بالش است

آن سگی که می گزد گویم دعا — که ازین خو وا رهانش ای خدا

این سگان را هم بدان اندیشه دار — که نباشد از خلائق سنگسار

زان بیاورد اولیا را بر زمین — تا کنندشان رحمةً للعالمین

گفت پیغمبر که رحم آرید بر — حالِ مَن کانَ غنیّاً فافتقر

وَالَّذی کانَ عزیزاً فاحتقر — اَو ضعیفاً عالماً بینَ المُضَر

گفت پیغمبر که با این سه گروه — رحم آرید ار ز شهرند ار ز کوه

آنکه او بعد عزیزی خوار شد — وان توانگر هم که بی دینار شد

وان سوم آن عالمی اندر جهان — مبتلا گردد میانِ جاهلان

زانکه از عزت بخواری آمدن — همچو قطعِ عضو باشد از بدن

گفت پیغمبر که زن بر عاقلان — غالب آید سخت بر صاحبدلان

۵۲ قوله بر همه کفار یعنی ...

۵۳ قوله گفت پیغمبر ...

۵۴ قوله گفت پیغمبر ...

ذاتش دل و آب دیده نقل ساز | بوستان از ابر و خورشید ست تاز

تو چه دانی ذوق آب دیدگان | عاشق نانی تو چون نادیدگان

گر تو این انبان ز نان خالی کنی | پر ز گوهرهای اجلالی کنی

اشک کان از بهر او بارند خلق | گوهرست و اشک پندارند خلق

نالم آنرا نالها خوش آیدش | از دو عالم ناله و غم بایدش

هر که باشد شاه دردش را دوا | گر چو نی نالد نباشد بینوا

چون تضرع را بر حق قدرهاست | وان بها کانجاست زاری را کجاست

هین امید اکنون میان را چست بند | خیز ای گرینده و دائم بخند

که برابر می نهد شاه مجید | اشک را در وزن با خون شهید

اشک می بار و همی سوز از طلب | همچو شمع سر بریده جمله شب

تا نگرید کودک حلوا فروش | بحر بخشایش نمی آید بجوش

چون بگرید او بجوشد رحمتم | آن خروشنده بنوشد نعمتم

رحمتم موقوف آن خوش گریهاست | چون گریست از بحر رحمت موج خاست

زامر حق وابکوا کثیرا خوانده | چون سر بریان چه خندان مانده

گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار | تا بریزد شیر فضل کردگار

ذوق خنده دیده ای ای خیره خند | ذوق گریه بین که هست آن کان قند

روشنی خانه باشی همچو شمع | گر فرو باری تو همچون شمع دمع

۵۱ قوله گر تو این انبان [illegible] ۱۲

۵۲ قوله چون تضرع [illegible] عبارت از حالت [illegible] متقبولست [illegible] ۱۲

۵۳ قوله که برابر میکند در حدیث شریف آمده است که جناب کبریا اشک گریه کنندگان را در روز حساب با خون شهیدان برابر خواهد کرد ازین جا ثابت شد که اجر گریستن با اجر جهاد برابر است ۱۲

۵۴ قوله زامر حق یعنی در قرآن مجید میخوانی که ولیبکوا کثیرا و باید که گریه بسیار کنند ۱۲

مشفقی گر کرد جور از امتحان / عقل باید کو نباشد بدگمان
بلکه کوه و سنگ و آب و خاک را / هست واگشتِ نهانی با خدا
هیچ کافر را بخواری منگرید / که مسلمان مردنش باشد امید
چه خبر داری ز ختم کار او / که بگردانی از و یکباره رو
در میانِ بحر اگر بنشسته ام / طمع در آب سبو هم بسته ام
زور را بگذار و زاری را بگیر / رحم سوی زاری آید ای فقیر

باب شصت و هشتم در تضرع و بکا

چون خدا خواهد که مان یاری کند / میل ما را جانبِ زاری کند
داغ دل آور که در میدانِ درد / اهلِ دل از داغ بشناسند مرد
ای خنک چشمی که آن گریانِ اوست / وی همایون دل که آن بریانِ او
آخر هر گریه آخر خنده ایست / مرد آخربین مبارک بنده ایست
ای خنک آن کو نکوکاری گرفت / زور را بگذاشت او زاری گرفت
هر کجا آبِ روان خضرت بود / هر کجا اشکِ روان رحمت بود
زانکه آدم زان عتاب از اشک رست / اشک دم باشد دمِ توبه پرست
بهرِ گریه آدم آمد بر زمین / تا بود گریان و نالان و حزین
آدم از فردوس و از بالای هفت / پای ماچان از برای عذر رفت
گر ز پشتِ آدمی وز صلبِ او / در طلب می باش هم در طلبِ او

گفت ادعوا الله بیزاری مباش / تا بجوشد شیرهای مهرباش

دعوت زاریست روزی جای با / بنده را که در شمار آرد و بزار

نعرهٔ موذن که حی علی الفلاح / وان فلاح این زاریست و افتراح

تا نگرید ابر کی خندد چمن / تا نگرید طفل کی جوشد لبن

طفل یکروزه همیداند طریق / که بگریم تا رسد دایهٔ شفیق

تو نمیدانی که دایهٔ دایگان / کم دهد بی گریه شیر او رایگان

گریهٔ ابرست و سوز آفتاب / استن دنیا همین دو رشته تاب

گر نبودی سوز مهر و اشک ابر / کی شدی اجسام ما زفت و سطبر

کی بدی معمور این هر چار فصل / گر نبودی این تف و این گریه اصل

آفتاب عقل را در سوز دار / چشم را چون ابر اشک افروز دار

گریه با صدق بر جانها زند / تا که چرخ و عرش را گریان کند

حکایت

زاهدی را گفت یاری در عمل / کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاهد از دو بیرون نیست حال / چشم بیند یا نه بیند آن جمال

گر ببیند نور حق خود چه غمست / در وصال حق دو دیده کی کمست

ور نخواهد دید حق را گو برو / اینچنین چشم شقی گو کور شو

غم مخور از دیدگان عیسی تراست / چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست

۵۴ قوله گریهٔ ابر ظاهرست که نشو و نمای اشیای کاینات از وجود همین دو چیز که ابر و آفتاب باشد از حکم خالق بر حق صورت می بندد ۱۲

۵۵ قوله غم مخور یعنی هرگاه چشم تو از کثرت گریه بخوف ایزدی کور خواهد شد غم کوری مخور که حضرت عیسی در حق تو مسیحائی خواهد کرد

چون جهنم گریه آرد یاد آن — پس جهنم خوشتر آید از جنان

خنده‌ها در گریه‌ها آمد کتیم — گنج در ویرانها جوای سلیم

تو که یوسف نیستی یعقوب باش — همچو او با گریه و آشوب باش

اشک خواهی رحم کن بر اشکبار — رحم خواهی بر ضعیفان رحم آر

پس بدان این اصل را ای اصل جو — هر کرا دردیست او بردست گو

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا پستیست آب آنجا رود

هر که او بیدارتر پر دردتر — هر که او آگاه‌تر رخ زردتر

ای دریغا اشک من دریا بدی — تا نثار دلبر زیبا بدی

دیده بر دیگران نوحه‌گری — مدتی بنشین و بر خود میگری

ز ابر گریان شاخ سبز و تر شود — زانکه شمع از گریه روشن‌تر شود

گر نباشد برق دل و ابر دو چشم — کی نشیند آتش تهدید و خشم

کی بروید سبزه ذوق وصال — کی بجوشد چشمه‌ها ز آب زلال

کی گلستان راز گوید با چمن — کی بنفشه عهد بندد با سمن

کی چناری کف گشاید در دعا — کی درختی سر فشاند در هوا

کی شگوفه آستین پر نثار — بر فشاندن گیرد ایام بهار

کی فروزد لاله را رخ همچو خون — کی گل از کیسه بر آرد زر برون

زاری و گریه عجب سرمایه است — رحمت کلی قوی‌تر دایه است

---

۵۱ قوله چون جهنم یعنی یاد عذاب دوزخ باعث گریه و یاد نعیم بهشت موجب خوشی است پس یاد جهنم از یاد بهشت خوشتر آید که گریه کنندگان ۱۲

۵۲ قوله تو که یوسف از یوسف معشوق مراد و یعقوب عاشق است یعنی اگر لیاقت معشوق بودن نداری پس باید که عاشق باشی و مثل عاشقان در گریه و زاری با سر کنی ۱۲

۱۷۶

۵۳ قوله پس بدان [illegible]

کیمیا داری دوای پوست کن | دشمنان را زین صناعت دوست کن
چون شدی زیبا بدان زیبا رسی | کو رهاند روح را از بیکسی
واسطهٔ مخلوق ستے اندر میان | بیخبر زان لابه کردن جسم و جان
بندگان حق رحیم و بردبار | خوی حق دارند در اصلاح کار
مهربان بی رشوتان یاری گران | در مقام سخت و در روز گران
هین بخوان این قوم را ای مبتلا | هین غنیمت دارشان پیش از بلا
نی همه ملک جهان دون دهند | صد هزاران ملک گوناگون دهند
داد داد حق شناس و بخشش | عکس آن داد است اندر پنج و شش
گر بود داد خسان افزون زریگ | تو نمانی و آن بماند مرده ریگ
عکس آخر چند پاید در نظر | اصل بینی پیشه کن ای کژ نظر
حق چو بخشش کرد بر اهل نیاز | با عطا بخشیدشان عمری دراز
خود که کوبد این در رحمت نثار | که نیابد در اجابت صد هزار
ای بسا مخلص که نالد در دعا | تا رود دود خلوصش بر سما
تا رود بالای این سقف برین | بوی مجمر از انین المذنبین
پس ملائک با خدا نالند زار | کای مجیب هر دعا وی مستجار
بندهٔ مومن تضرع می کند | او نمی داند بجز تو مستند
صله ها بیگانگان را می دهی | از تو دارد آرزو هر مشتهی

که — هر دعائی — تو عطا

۱۷۹

مردم دنیا هر قدر که خواهند داد آخر روزی تو معدوم خواهی شد و بخشیدهٔ ایشان همراه تو نخواهد رفت بخلاف عطیهٔ الٰهی که در دنیا و آخرت همراه بنده می باشد ۱۲

خود که کوبد یعنی کیست که در رحمت الٰهی را کوفت و از رحمت او محروم ماند ۱۲

باب شصت و نهم در دعا

گر نداری تو دم خوش در دعا — رو دعا میخواه ز اخوان صفا

آرزو میخواه لیک اندازه خواه — برنتابد کوه را یک برگ کاه

در حدیث آمد که مومن در دعا — چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان — که خدا یا دور دارم از فلان

دوزخ از مومن گریزد آنچنان — که گریزد مومن از دوزخ بجان

زانکه گوید دوزخ ای مومن تو زود — برگذر که نور تو نارم ربود

ایمن آبادست این راه نیاز — ترک تازش گیر و با آن ره بساز

ای اخی دست از دعا کردن مدار — با اجابت یا رد اویت چه کار

هر که را دل پاک شد زاعتزال — آن دعایش میرود تا ذوالجلال

پس بهر حاجت ای محتاج زود — تا بجوشد در کرم دریای جود

آن چنان کن که دهانها مر ترا — در شب و در روزها گوید دعا

کان دعای شیخ نی چون هر دعاست — فانیست و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سوال و کد کند — پس دعای خویش را چون رد کند

آن دعای بیخودان خود دیگرست — آن دعا زو نیست گفت داورست

آن دعا حق میکند چون او فناست — آن دعا و آن اجابت از خداست

راه کن در اندرونها خویش را — دور کن ادراک عقل اندیش را

بی حس و بی گوش و بی فکرت شوید / تا خطاب ارجعی را بشنوید

سیر بیرونیست قول و فعل ما / سیر باطن هست بالای سما

زان سوی حس عالم توحید دان / گر یکی خواهی بدان جانب بران

حس خشکی دید کز خاکی بزاد / عیسی جان پای در دریا نهاد

چونکه عمر اندر ره خشکی گذشت / گاه کوه و گاه دریا گاه دشت

سیر جسم خشک بر خشکی فتاد / سیر جان پا در دل دریا نهاد

آب حیوان از کجا خواهی تو یافت / موج دریا را کجا خواهی شکافت

حس دنیا نردبان این جهان / حس دینی نردبان آسمان

صحت این حس ز معموری تن / صحت آن حس ز ویرانی بدن

صحت این حس بجویید از طبیب / صحت آن حس بجویید از حبیب

گوش جان و چشم جان جز این حس است / گوش عقل و گوش حس زین مفلس است

شاه جان مر جسم را ویران کند / بعد ویرانیش آبادان کند

ساز اسرافیل روزی ناله را / جان دهد پوسیده صدساله را

انبیا را در درون هم نغمهاست / طالبان را زان حیات بی بهاست

نشنود آن نغمها را گوش حس / کز ستمها گوش حس باشد نجس

رو بر سلطان و کار و بار بین / حسن تجری تحتها الانهار بین

اینچنین حسها و ادراکات ما / قطره باشد در آن بحر صفا

۱۸۱

حق بفرماید نه از خواری اوست | عین تاخیر عطا یاری اوست

حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش موکشان در کوی من

گر برآرم حاجتش او وا رود | هم دران بازیچه مستغرق شود

گرچه مینالد بجان یا مستجار | دل شکسته سینه خسته سوگوار

من برین در دار وارش می کنم | از ره پنهان شکارش می کنم

خوش همی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن و آن راز او

بی مرادی مومنان از نیک و بد | تو یقین میدان که بهر این بود

راز — گوید بزار

حکایت

وزدکی از مارگیری مار برد | ز ابلهی آنرا غنیمت می شمرد

وارهید آن مارگیر از زخم مار | مار کشت آن وزد خود را از زار

مارگیرش دید و پس بشناختش | گفت از جان مار من پرداختش

در دعا میخواستی جانم از و | کش بیابم مار بستانم از و

شکر حق را کان دعا مردود شد | من زیان پنداشتم آن سود شد

بس دعاها کان زیانست و هلاک | وز کرم می نشنود یزدان پاک

پنبه اندر گوش حس دون کنید | بند حس از چشم خود بیرون کنید

باب هفتادم در حواس

پنبه آن گوش سر گوش سرست | تا نگردد این کران باطن کرست

یعنی گوش سر و چشم ۱۲

۱۸۰

دیدهٔ حسی زبونِ آفتاب — دیدهٔ ربانیی جوی و بیاب

تا زبون گردد به پیشِ آن نظر — شعشعاتِ آفتاب با شرر

کان نظر نوری و این ناری بود — نار پیشِ نور بس تاری بود

چشمِ ظاهر ضابطهٔ حلیهٔ بشر — چشمِ سر حیرانِ ما زاغ البصر

دیدهٔ تن دائما تن‌بین بود — دیدهٔ جان جانِ پرفن‌بین بود

در گذار این جمله تن را در بصر — در نظر رو در نظر رو در نظر

یک نظر دو گز همی بیند ز راه — یک نظر دو کون دید و روی شاه

در میانِ این دو فرقِ بیشمار — سرمه جو والله اعلم بالسرار

بشر — گداز

بابِ هفتاد و یکم در مذمتِ بدن

چون زره دان این تنِ پرحیف را — نی شتا را شاید و نی صیف را

قیمتش کاهی نه و حرصش چو کوه — جسته بیوجهی وجوه از هر گروه

بت شکستن گیر ابراهیم‌وار — کو بتِ تن را فدا کرد به نار

گرز بر خود زن منی را درشکن — زانکه پنبه گوش آمد چشمِ تن

تن چو شد بیمار داروجوت کرد — ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد

هر که شیرین میزید او تلخ مرد — هر که او تن را پرستد جان نبرد

گوسفندان را ز صحرا میکشند — آنکه فربه‌تر مر او را میکشند

چشمِ آخربین تواند دید راست — چشمِ آخُربین غرورست و خطاست

یعنی بینندهٔ متاعِ دنیا ۱۲

۱۸۳ فقره قیمت بدن خاکی به مقدار کاهی هم نیست و حرص او مثل کوه دارد و با این همه طالب و مایل هر قسم لذات بوده است ۱۲

راه حس راه خرانست ای سوار | ای خرانرا تو مزاحم شرم دار

پنج حسی هست جز این پنج حس | آن چو زر سرخ واین حسها چو مس

اندران بازار کاهل محشرند | حس مس را چون حس زر کی خرند

حس ابدان قوت ظلمت میخورد | حس جان از آفتابی میچرد

چشم حس راهست مذهب اعتزال | دیدهٔ عقلست سنی در وصال

سخرهٔ حس اند اهل اعتزال | خویش را سنی نمایند از ضلال

هر که در حس ماند او معتزلیست | گرچه گوید سنیم از جاهلیست

چون ز حس بیرون نیاید آدمی | باشد از تصویر غیبی اعجمی

گر بدیدی حس حیوان شاه را | پس بدیدی گاو و خر الله را

گر نبودی حس دیگر مر ترا | جز حس حیوان ز بیرون هوا

پس بنی آدم مکرم کی بدی | کی بحس مشترک محرم شدی

خاک زن در دیدهٔ حس بین خویش | دیدهٔ حس دشمن عقلست و کیش

دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند | بت پرستش گفت و ضد ماش خواند

زانکه او کف دید و دریا را ندید | زانکه حالی دید و فردا را ندید

ور دو چشم حق شناس آمد ترا | دوست پر بین عرصهٔ هر دو سرا

پس دو چشم روشن ای صاحب نظر | مر ترا صد تا درست و صد پدر

خاصه چشم دل که آن هفتاد توست | وین دو چشم حس خوشه چین اوست

عرصه

بعینه

در زمین مردمان خانه مکن / کار خود کن کار بیگانه مکن

کیست بیگانه تن خاکی تو / کز برای اوست غمناکی تو

لامکان مسکن بود مر جان تن / نزد عارف این بود حب الوطن

این بدن خرگاه آمد روح را / یا مثال کشتی مر نوح را

تن قفس شکلست تن شد خار جان / در فریب داخلان و خارجان

اینش گوید من شوم همراز تو / وانش گوید من نیم انباز تو

اینش گوید نیست چون تو در وجود / در جمال و فضل و در احسان و جود

آنش گوید هر دو عالم آن تست / جمله جانهامان طفیل جان تست

او چو بیند خلق را سرمست خویش / از تکبر میرود از دست خویش

گشت آن مشکک گدای ژنده دلق / از سجود و از تحیتهای خلق

یعنی اندک غرور سرش بسیار شد ۱۲

او نداند که هزاران را چو او / دیو افکندست اندر آب جو

لطف سالوس جهان خوش لقمه است / کمترش خور کان پر آتش لقمه است

آتشش پنهان و ذوقش آشکار / دود او ظاهر شود پایان کار

هرکه داد او حسن خود را در مزاد / صد قضای بد سوی او رو نهاد

چشمها و خشمها و رشکها / بر سرش ریزد چو آب از مشکها

دشمنان او را ز غیرت میدرند / دوستان هم روزگارش میبرند

ور پناه لطف حق باید گریخت / کو هزاران لطف بر ارواح ریخت

روزِ مرگ این حس تو باطل شود — نور جان داری که یارِ دل شود

در لحد این چشم را خاک آگند — هست آنچه گور را روشن کند

آن زمان که دست و پایت بر درد — پر و بالت هست تا جان بر پرد

آن زمان که جانِ حیوانی نماند — جانِ باقی بایدت بر جان فشاند

چونکه گشته گردد این جسم گران — زنده گردد هستیِ اسرار دان

این جهانِ تن غلط انداز شد — جز مر آنرا کو ز شهوت باز شد

آن تنی را که بود در جان خلل — خوش نگردد گر بگیری در عسل

این کسی داند که روزی زنده بود — از کفِ آن جانِ جان جامی ربود

این تن از فکرتِ معکوس رو — صد هزار آزاد را کرده گرو

زین بدن اندر عذابی ای پسر — مرغِ روحت بسته با جنسِ دگر

جان گشاید سوی بالا بالها — در زده تن در زمین چنگالها

سر گرانی کسل خود از تن است — جان ز خفّت جمله در پرّیدنست

کنده تن راز پای جان بکن — تا کند جولان بگردِ آن چمن

سجده نتوان کرد بر آبِ حیات — تا نیابی زین تنِ خاکی نجات

چون بمردم از حیاتِ بو البشر — حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

پندِ من بشنو که تن بندِ قویست — کهنه بیرون کن گرت میلِ نویست

بار کن بیگارِ غم را بر تنت — بر دل و جان کم نه آن جان کندنت

١٨٤

هر خبیثی را بگو که آن خوبیت کو	بر طبق آن ذوق و آن نغزیت کو
گوید آن دانه بده من دام آن	چون شکاری تو صید دانه شد نهان
گر میان مشک تن را جا شود	روز مردن گند او پیدا شود
آن منافق مشک بر تن می‌نهد	روح را در قعر گلخن می‌نهد
مشک را بر تن مزن بر دل بمال	مشک چه بود نام پاک ذو الجلال

باب هشتاد و دوم در مذمت نفس

مادر بتها بت نفس شماست	زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست
بت سیاه آبست در کوزه نهان	نفس مر آب سیه را چشمه دان
آن بت منحوت چون سیل سیاه	نفس بتگر چشمه بر شاهراه
بت شکستن سهل باشد نیک سهل	سهل دیدن نفس را جهلست جهل
صورت نفس ار بجویی ای پسر	قصهٔ دوزخ بخوان با هفت در
هر نفس مکری و در هر مکر آن	غرقه صد فرعون با فرعونیان
صد زبان و هر زبانش صد لغت	زرق و دستانش نیاید در صفت
در خدای موسی عمران گریز	آب ایمان را ز فرعونی مریز
آهن نفس و هوا بر هم مزن	کین دو میزایند همچو مرد و زن
بسکه خود را کرده بندهٔ هوا	گر یکی را کرده تو اژدها
ای تو شیری در تگ این چاه فرد	نفس چون خرگوش خونت میخورد

۴۹ قوله آن منافق یعنی آن [illegible] بدن خود را آرایش [illegible] و روح خود را در دوزخ می‌اندازد ۱۲

۵۰ قوله مادر بتها یعنی [illegible] نفس انسان است که [illegible] ۱۲

۵۲ قوله صورت نفس یعنی اگر حقیقت نفس را بجویی [illegible] نفس اماره [illegible] دوزخ [illegible] سبعهٔ ابواب ارشاد نموده است ۱۲

۵۳ قوله صد زبان یعنی مکر کید نفس را پایانی نیست که بحیطه شمار در آید ۱۲

۵۵ قوله آهن نفس یعنی نفس و خواهش نفس را جمع مکن که از اجتماع این هر دو هزارها فساد پیدا می‌شود ۱۲

اشتر آمد این وجود خارخوار — مصطفی زادی برین اشتر سوار
اشترا تنگ گلی بر پشت تست — کز نسیمش در تو صد گلزار رست
میل تو سوی مغیلانست و ریگ — تا چه گل چینی ز خار مرده ریگ
تا تو تن را چرب و شیرین میدهی — جوهر جان را نبینی فربهی
این شراب و این کباب این شکر — خاک رنگینست و نقشین ای پسر
قوت اصلی را فرامش کرده — روح را اندر مرض آورده
قوت اصلی بشر نور خداست — قوت حیوانی مر او را ناسزاست
گر جهان باغی پر از نعمت شود — قسم موش و مار هم خاکی بود
قسم ایشان خاکست گر دی گر بهار — میر گوید خاک چون نوشی چو مار
گل مخور گل را مخر گل را مجو — زانکه گل خوارست دایم زرد روی
این دهان خود خاکخواری آمدست — لیک خاکی را که آن رنگین شدست
چونکه خوردی و شد آنها لحم و پوست — رنگ لحمش داد و این هم خاک گو
هم ز خاکی بخیه بر گل میزنند — جمله را هم باز خاکی میکنند
هندوی و قبچاقی و رومی و حبش — جمله یک رنگ اند اندر گور خوش
تا بدانی کان همه رنگ و نگار — جمله روپوشست و مکر و مستعار
رنگ باقی صبغة الله است و بس — غیر این بربسته دان همچون جرس
ای بدیده لوتها چرب خیز — فضله آن را ببین در آبریز

عالمی را لقمه کرد و درکشید ⁂ معده‌اش نعره‌زنان هل من مزید

چونکه جزو دوزخست این نفس ما ⁂ طبع کل دارد همیشه جزوها

هر که مرد اندر تن او نفس گبر ⁂ مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

نفس خود را کش جهانی زنده کن ⁂ خواجه را کشتست او را بنده کن

کشتن این کار عقل و هوش نیست ⁂ شیر باطن سخرهٔ خرگوش نیست

این قدم حق را بود کو را کشد ⁂ غیر حق خود کی کمان او کشد

در کمان ننهند الا تیر راست ⁂ این کمان را بازگون کژ تیرهاست

راست شو چون تیر و واره از کمان ⁂ کز کمان هر راست بجهد بی‌گمان

چونکه واگشتم ز پیکار برون ⁂ روی آوردم به پیکار درون

قد رجعنا من جهاد الاصغریم ⁂ با نبی اندر جهاد اکبریم

ای شهان کشتیم ما خصم برون ⁂ ماند خصمی زو بتر در اندرون

قوت از حق خواهم و توفیق و لاف ⁂ تا بسوزن بر کنم این کوه قاف

سهل شیری دان که صفها بشکند ⁂ شیر آنست آن که خود را بشکند

[illegible] نفس خویش را زودتر بکش ⁂ تا شود روح خفی زنده بهش

هین بکش او را که بهر آن دنی ⁂ هر دمی قصد عزیزی میکنی

نفس کشتی باز رستی ز اعتذار ⁂ کس ترا دشمن نماند در دیار

رحم بر عیسی کن و بر خر مکن ⁂ طبع را بر عقل خود سرور مکن

قوله چونکه مراد از پیکار برون همین جنگ و جدل با اسلحه ظاهرست و عبارت از پیکار درون مقاتله و قتال با نفس است چنانچه در حدیث شریف آمده است که بازگشتیم از جهاد اصغر که محاربت با کفار بود سوی جهاد اکبر که مقابله با نفس است ۱۲

٦

شیر را خرگوش در زندان نشاند [1] / ننگ شیری کو ز خرگوشی بماند

نفس خرگوشست بصحرا در چرا / تو بقعر این چه چون و چرا

ای که خود را شیر یزدان خواندهٔ / سالها شد با سگی در ماندهٔ

آلت اشکار خود جز سگ مدان / کمترک انداز سگ را استخوان

زانکه سگ چون سیر شد سرکش شود / کی سوی صید و شکاری خوش دود

چون کند آن سگ که باشی تو شکار / چون شکار سگ شدستی آشکار

آب تنها چیست آب رو یا طعام [2] / که سگ شیطان ازو یابد طعام

هین سگ این نفس را زنده مخواه / کو عدو جان تست از دیرگاه

آدمی را دشمن پنهان بسیست / آدمی با حذر عاقل کسیست

دشمن ار چه دوستانه گویدت / دام دان گرچه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان / گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آن عجب نبود که میش از گرگ جست [3] / این عجب که میش دل در گرگ بست

گرگ اگر با تو نماید روبهی / هین مکن باور که ناید زو بهی

آنچه گوید نفس تو کاینجا بدست / مشنوش چون کار او ضد آمدست

تو خلافش کن که از پیغمبران / این چنین آمد وصیت در جهان

دوزخست این نفس و دوزخ اژدهاست / کو بدریاها نگردد کم و کاست

هفت دریا را در آشامد هنوز / کم نگردد سوزش آن خلق سوز

[1] قوله شیر را خرگوش در زندان نشاند اشاره بقصه شیر و خرگوش در دفتر اول میکند که خرگوش از مکر و فریب شیر را در چاه انداخت پس ما بر شیر که از دست خرگوش عاجز آمد و درینجا اشاره بعقل و نفس است ۱۲

[2] قوله آب تنها چیست آب روی ... خوشامد ... تملق باشد ... کلمات ... سگ باشد و ظاهرست که نفس ...

[3] قوله آن عجب نبود ... نفس و روح ... شیطان ... عقل و روح ... باشد ۱۲

دشمن راه خدا را خوار دار — دزد را منبر منه بر دار دار

دزد را تو دست ببریدن ببند — از ببریدن عاجزی دستش ببند

گر نبندی دست او دست تو بست — گر تو پایش نشکنی پایت شکست

گرگ درنده‌ست نفس تو یقین — چه بهانه می‌نهی بر هر قرین

پس ترا هر غم که پیش آید ز درد — بر کسی تهمت منه بر خویش کرد

همچو فرعونی که موسی هشته بود — طفلگان خلق را سر می‌ربود

آن عدو در خانهٔ آن کوردل — با عدو خوش بیگناهان را بذل

چه ضرورت می‌کشی از نفس لعین — دور می‌اندازدت سخت این قرین

دور شو [illegible] تو ای اسپند نکو — [illegible] اعدا عدو

مصطفی [illegible] این عدو بشو گریز — کو چو ابلیس است در رنج و ستیز

بهر او [illegible] در نبرد — آن عذاب سرمدی را سهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند — او بسحر خویش صد چندان کند

آدمی اندر بلا کشته بدست — نفس کافر نعمتست و گمرهست

تو سلیمان شو که تا دیوان تو — سنگ برّد از پی ایوان تو

هم سلیمان باش بی وسواس و ریو — تا ترا فرمان برد جنی و دیو

خاتم تو این دلست و هوش دار — تا نگردد دیو را خاتم شکار

جان که او دنبالهٔ زاغان پرد — زاغ او را سوی گورستان برد

سالها خربنده بودی بس بود / زانکه خربنده ز خر واپس بود

ترک عیسی کرده خر پرورده / لاجرم چون خر برون پرده

غیر فهم و جان که در گاو و خرست / آدمی را عقل و جان دیگرست

بیشه آمد وجود آدمی / بر حذر شو زین وجود ار زان دمی

گر دلی نفس و روزگار او مسیح / هرچه آن نه کار حق هیچست هیچ

نفس زشت آن مادر بد خاصیت / که فساد اوست در هر ناحیت

از وی این دنیای خوش بر تست تنگ / از پی او با حق و با خلق جنگ

نفس میخواهد که تا ویران کند / خلق را گمراه و سرگردان کند

نفس خود را زن شناس از زن بتر / زانکه زن جزویست نفست کل شر

مشورت با نفس خود گر میکنی / هرچه گوید کن خلاف آن دنی

گر نماز و روزه میفرمایدت / نفس مکارست مکری زایدت

نفس را تسبیح و مصحف در یمین / خنجر و شمشیر اندر آستین

مصحف و سالوس او باور مکن / خویش با او همسر و همسر مکن

نفس بدعهدست فراز و نیست / او دنی و قبله‌گاه او دنیست

نفس اگرچه زیرکست و خورده‌دان / قبله‌اش دنیاست او را مرده دان

دشمنی داری چنین در سر خویش / مانع عقلست و خصم جان و کیش

نان جو حقا حرامست و فسوس / نفس را او پیش نه نان سبوس

لاجرم اغلب بلا بر انبیاست	که ریاضت دادن خامان بلاست
آنچه در فرعون هست اندر توست	لیک اژدرهات محبوس چَهست
آتشت را هیزم فرعون نیست	زانکه چون فرعون او را عون نیست

حکایت

یک حکایت بشنو از تاریخ گوی	تا بری زین راز سرپوشیده بوی
مارگیری رفت سوی کوهسار	تا بگیرد او بافسونهاش مار
او همی جستی یکی مار شگرف	گرد کوهستان و در ایام برف
اژدهایی مرده دید آنجا عظیم	که دلش از شکل او شد پر ز بیم
مارگیر اندر زمستان شدید	مار میجست اژدهایی مرده دید
مارگیر از بهر حیرانی خلق	مارگیرد اینت نادانی خلق
آدمی کوهیست چون مفتون شود	کوه اندر مار حیران چون شود
خویشتن نشناخت مسکین آدمی	از فزونی آمد و شد در کمی
صد هزاران مار و کُه حیران اوست	او چرا حیران شدست و ماردوست
مارگیر آن اژدها را برگرفت	سوی بغداد آمد از بهر شگفت
اژدهایی چون ستون خانهٔ	میکشیدش از پی دانگانهٔ
او همی مرده گمان بردش ولیک	زنده بود و او ندیدش نیک نیک
او ز سرماها و برف افسرده بود	زنده بود و شکل مرده مینمود

۵۳ قوله آدمی یعنی انسان با جناب کبریا شرف و عقل و ادراک هرگونه عنایت ز مرده است پس مقام افسوس ست که انسان قدر خود را نشناخته از ترقی به تنزل می‌گراید و خود را ذلیل می‌گرداند ۱۲

هین مرو اندر پی نفس چو زاغ — کو بگورستان برد نی سوی باغ
گر روی رو در پی عنقای دل — سوی قاف مسجد اقصای دل
در ضلالت هست صد کل را کله — نفس زشتت کفر ناک و پر سفه
زین سبب میگویم ای بنده فقیر — سلسله از گردن سگ بر مگیر
گر معلم گشت این سگ هم سگست — باش ذلت نفسه کو بد رگست
جمله قرآن شرح خبث نفسهاست — بنگر اندر مصحف آن چشمت کجاست
ذکر نفس عادیان کالت بیافت — در قتال انبیا مو می‌شکافت
مر بشر را پنجه و ناخن مباد — که نه دین اندیشد آنگه نی سداد
قرن قرن از نفس شوم بی ادب — ناگهان اندر جهان میزد لهب
تو ستوری هم که نفست غالبست — حکم غالب را بود ای خود پرست
خر نخواندت اسپ خواندت ذو الجلال — اسپ تازی را عرب گوید تعال
قل تعالوا قل تعالوا گفت رب — ای ستوران رمیده از ادب
میر آخر بود حق را مصطفی — بهر استوران نفس پر جفا
قل تعالوا قل تعالوا ای غلام — هین که ان الله یدعو و السلام
قل تعالوا گفته که من حافظم — تا ریاضتتان دهم من رائضم
نفسها را تا مروض کرده ام — زین ستوران بس لگدها خورده ام
هر کجا باشد ریاضت باره — از لگدهایش نباشد چاره

با تحیّر نعره‌ها انگیختند / جملگی از جنبشش بگریختند

[۵۱] می‌شکست او بند زان بانگِ بلند / هر طرف می‌رفت چاقاچاق تُند

بندها بشکست و بیرون شد ز زیر / اژدهایی زشتِ غرّان همچو شیر

در هزیمت بس خلائق کشته شد / وز فتاده و کشتگان صد پشته شد

مارگیر از ترس بر جا خشک گشت / که چه آوردم من از کهسار و دشت

گرگ را بیدار کرد آن کور میش / رفت نادان سوی عزرائیلِ خویش

اژدها یک لقمه کرد آن گیج را / سهل باشد خون خوری حجّاج را

خویش را بر استنی پیچید و بست / استخوانِ خورده را درهم شکست

نفست اژدرهاست او کی مرده است / از غمِ بی‌آلتی افسرده است

[۵۲] گر بیابد آلتِ فرعونِ او / که بامرِ او همی رفت آبِ جو

آنگه او بنیادِ فرعونی نهد / راهِ صد موسی و صد هارون زند

[۵۳] کرمک است آن اژدها از دستِ فقر / پشّه گردد ز مال و جاهِ صقر

اژدها را دار در برفِ فراق / هین مکش او را بخورشیدِ عراق

تا فسرده می‌بود آن اژدهات / لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات

مات کن او را و ایمن شو ز مات / رحم کم کن نیست او ز اهلِ صلات

مارِ شهوت را بکش در ابتدا / ورنه اینک گشت مارت اژدها

[۵۴] کان تفِ خورشیدِ شهوت بر زند / آن خفاشِ مرده ریگت پر زند

---

۵۳ قوله کرمک است یعنی اژدهای نفس به سبب بی‌سامانی کرمک است و اگر این پشه را مال و جاه حاصل گردد چون صقر گردد ۱۲

عالم افسرده است و نام او جماد ... جامد افسرده بود ای اوستاد

باش تا خورشید حشر آید عیان ... تا ببینی جنبش جسم جهان

این سخن پایان ندارد مارگیر ... میکشید آن مار را با صد زحیر

تا به بغداد آمد آن هنگامه‌جو ... تا نهد هنگامهٔ بر چارسو

بر لب شط مرد هنگامه نهاد ... غلغله در شهر بغداد اوفتاد

مارگیری اژدها آورده است ... بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام ریش ... صید او گشته چو او از ابلهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر ... تا که جمع آیند خلق منتشر

مردم هنگامه افزونتر شود ... کدیه و توزیع نیکوتر شود

جمع آمد صد هزاران ژاژخا ... حلقه کرده پشت پا بر پشت پا

مرد را از زن خبر نی ز ازدحام ... فتنه درهم چون قیامت خاص و عام

اژدها کز زمهریر افسرده بود ... زیر صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش با رسنهای غلیظ ... احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظار اتفاق ... تافت بر آن مار خورشید عراق

آفتاب گرم سیرش گرم کرد ... رفت از اعضای او اخلاط سرد

مرده بود و زنده گشت او از شگفت ... اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبش آن مرده مار ... گشتشان آن یک تحیر صد هزار

خلق پندارند عشرت میکنند / بر خیالی پر خود بر میکنند

زان عوان مقتضی که شهوتست / دل اسیر حرص و آز و آفتست

وهم این استور نفست شهوتست / زین سبب پس بی سر و آن خود بسر

شهوتست او را که وهم آمد ز تن / ای مبدل شهوتی تحقیقش کن

چون نه بینی شهوتش را از غریب / سر کند آن شهوت از عقل شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز / گرد بازاری دلش با عشق و سوز

بوالفضولی گفت او را کای فلان / هین چه می‌جویی بسوی هر دکان

هین چه میگردی تو جویان با چراغ / در میان روز روشن چیست لاغ

گفت میجویم بهر سو آدمی / که بود حی از حیات آن دمی

گفت هست از مرد این بازار پر / مرد مانند آخر ای دانای حر

گفت خواهم مرد بر جاده دو ره / در ره خشم و بهنگام شره

این نه مردانند اینها صورتند / مردهٔ نانند و کشت شهوتند

وقت خشم و وقت شهوت مرد کو / طالب مردی دوانم کو بکو

کو درین دو حال مردی در جهان / تا فدای او کنم امروز جان

ترک خشم و شهوت و حرص آوری / هست مردی در رگ پیغمبری

حکایت

میکشش او را بجهاد و در قتال | مرد وار الله یجزیک الوصال

باب هفتاد و سوم در آفت شهوت

آفت این در هوا و شهوتست | ورنه اینجا شربت اندر شربتست

بنده شهوت ندارد خود خلاص | جز بفضل ایزد و انعام خاص

عاقبت بینی نشان نور تست | شهوت حالی حقیقت گور تست

ز آتش شهوت نسوزد اهل دین | باقیان را برده تا قعر زمین

گردن خر گیر و سوی راه کش | سوی رهبانان و رهدانان خوش

هین مهل خر را و دست از وی مدار | زانکه میل اوست سوی سبزه زار

گر یکی دم تو بغفلت واهلیش | او رود فرسنگها سوی حشیش

نار بیرونی بآبی بفسرد | نار شهوت تا بدوزخ می برد

چه کشد این نار را نور خدا | نور ابراهیم را ساز اوستا

نار شهوت می نیارامد بآب | زانکه دارد طبع دوزخ در عذاب

نار شهوت را چه چاره نور دین | نورکم اطفاء نار الکافرین

تا ز نار نفس چون نمرود تو | وارهد این جسم همچون عود تو

رستم ار چه با سر و سبلت بود | دام پاگیرش یقین شهوت بود

چون براندی شهوت و پرت بریخت | لنگ گشتی وان خیال از تو گریخت

پر نگهدار و چنین شهوت مران | تا پر میلت برد سوی جنان

ای خنک آنکس که عقلش نر بود	نفس زشتش ماده و مضطر بود
پس نکو گفت آن رسول خوش نواز	ذرهٔ عقلت به از صوم و نماز
زانکه عقلت جوهرست این دو عرض	این دو در تکمیل آن شد مفترض
گر کم عقلی مبادا اگبر را	شومیش بی آب دارد ابر را
گفت پیغمبر که احمق هر که هست	او عدوّ ما و غول رهزنست
هر که او عاقل بود او جان ماست	روح او و ریح او ریحان ماست
عقل دشنامم دهد من راضیم	زانکه فیضی دارد از فیاضیم
نبود آن دشنام او بیفائده	نبود آن مهمانیش بی مائده
احمق ار حلوا نهد اندر لبم	من ازان حلوای او اندر تبم
زاحمقان بگریز چون عیسی گریخت	صحبت احمق بسی خونها که ریخت
گفت رنج احمقی قهر خداست	رنج کوری نیست قهر آن ابتلاست
ابتلا رنجیست کو رحم آورد	احمقی رنجیست کو زخم آورد
آن گریز عیسی نی از بیم بود	آمنست او از پی تعلیم بود
جهد کن تا پیر عقل و دین شوی	تا چو عقل کل تو باطن بین شوی
ای بسی ریش سیاه و مرد پیر	ای بسی ریش سفید و دل چو قیر
شیخ که بود پیر یعنی مو سفید	معنی این مو بدان ای بی امید
هست آن موی سیه هستی او	تا ز هستیش نماند تار مو

بستان

۱۹۹

بسیار جوانان باشند که عادات پیرانه داشته باشند یعنی صالح و نیکوکار و بسیار پیران باشند که از اطفال بدتر باشند ۱۲

گفت استا احولی را کاندر آ — رو برون آر از وثاق آن شیشه را
گفت احول زان دو شیشه من کدام — پیش تو آرم بکن شرح تمام
گفت استاد آن دو شیشه نیست رو — احولی بگذار و افزون بین مشو
گفت ای استا مرا طعنه مزن — گفت استا زان دو یک را در شکن
چون یکی بشکست هر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان خشم
خشم و شهوت[51] مرد را احول کند — ز استقامت روح را مبدل کند
چون غرض آمد هنر پوشیده شد — صد حجاب از دل بسوی دیده شد
چون دهد قاضی بدل رشوت قرار — کی شناسد ظالم از مظلوم زار
عقل ضد شهوتست ای پهلوان — آنکه شهوت می تند عقلش مخوان

باب هفتاد و چهارم در عقل

عقل[52] را قربان کن اندر عشق دوست — عقل را باری ازان سویست کو
ای برده عقل هدیه تا اله — عقل آنجا کمترست از خاک راه
عقل چون سایه بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب
عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنهٔ بیچاره در کنجی خزید
عقل کامل را قرین کن با خرد — تا که باز آید خرد زان خوی بد
وای آنکه[53] عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود
لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوی خسران نباشد نقل او

[51] قوله خشم و شهوت یعنی غلبهٔ غضب و شهوت آدمی را از جاده دور اندازد و روح را از صراط مستقیم منحرف گرداند ۱۲
[52] قوله عقل را یعنی عقل را بر عشق الهی قربان باید کرد
۱۹۸
[53] قوله وای آنکه ... عقل غالب باشد ۱۲

این زن و مردی که نفس است و خرد — نیک بایستیست بهر نیک و بد

این دو پابسته درین خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

زن همی خواهد حوایج خانگاه — یعنی آب رو و نان و خوان و جاه

نفس همچون زن پی چاره گری — گاه خاکی گاه جوید سروری

عقل خود زین فکرها آگاه نیست — در دماغش جز غم الله نیست

عقل باید نور ده چون آفتاب — تا زند تیغی که نبود جز صواب

ورنه عقلت نیست با عقل دگر — یار باش و مشورت کن ای پسر

عقل خود با عقل یاری یار کن — امر هم شوری بخوان و کار کن

با دو عقل از بس بلاها وارهی — پای خود بر اوج گردونها نهی

زین سر از حیرت گر این عقلت رود — هر سر مویت سر و عقلی بود

عقل ایمانی چو شحنه عادلست — پاسبان و حاکم شهر دلست

عقل او باشد که او با مشعله ست — او دلیل و پیشوای قافله ست

این تفاوت عقلها را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان

هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از ذره شهاب

هست عقلی چون چراغ سرخوشی — هست عقلی چون ستاره آتشی

هست پنهانی شقاوت عقل را — کی بیابد منزل بی نقل را

گلشنی کز نفس روید یک دمیست — گلشنی کز عقل روید خرمیست

بمشورت صادر شده است ۱۲

۵۳ قوله زین سر اگر از سر تو عقل جزوی زائل شود همه تن سر عقل کامل شوی ۱۲

۵۴ قوله هست پنهانی یعنی عقل ناقص که در وی شقاوت پنهانی مضمر است کجا منزل بی نقل را که عبارت از عالم الهی است خواهد یافت ۱۲

چونکه هستیش نماند پیر اوست / گر سیه مو باشد او با خود دو موست

هست آن موی سیه وصف بشر / نی سفیدی موی اندر ریش و سر

کم نشین بر اسپ توسن بی لگام / عقل و دل را پیشوا کن والسلام

از بلیس او پیرتر خود کی بود / چونکه عقلش نیست او لاشی بود

عقل و دلها بیگمانی عرشیند / در حجاب از نور عرشی میزیند

تا چه عالمهاست در سودای عقل / تا چه با پهناست این دریای عقل

عقل از جان گشت با ادراک و فر / روح او را کی شود زیر نظر

لیک جان در عقل تاثیری کند / زان اثر آن عقل تدبیری کند

عقل جزوی را وزیر خود مگیر / عقل کل را ساز ای سلطان وزیر

عقل جزوی عقل را بدنام کرد / کام دنیا مرد را بی کام کرد

عقل کل را گفت ما زاغ البصر / عقل جزوی میکند هر سو نظر

عقل ما زاغست نور خاصگان / عقل زاغ استاد گور مردگان

زین قدم زین عقل رو بیزار شو / چشم غیبی جو و برخوردار شو

غیر آن عقل تو حق را عقلهاست / که بدان تدبیر اسباب سماست

که بدین عقل آوری ارزاق را / زان دگر مفرش کنی اطباق را

آفت مرغست چشم کام بین / مخلص مرغست عقل دام بین

چونکه عقل تو عقیله مردمست / آن نه عقلست آن چو مار و کژدمست

ماجرای مرد و زن افتاد نقل / آن مثال نفس خود میدان و عقل

همچو موسی نور کی یابد ز جیب — سخرهٔ استاد و شاگرد کتیب

رو بره دل رو که تو جزو ولی — هین نه بنده پادشاه عادلی

بندگی او به از سلطانی ست — که انا خیر دم شیطانی ست

صاحب دل جو اگر بیجان نهٔ — جنس دل شو گر تو خود سلطانهٔ

موجب ایمان نباشد معجزات — بوی جنسیت کند جذب صفات

معجزات از بهر قهر دشمن ست — بوی جنسیت پی دل بردن ست

صاحب دل آینهٔ شش رو بود — حق ازو در شش جهت ناظر شود

آن که زرقی با او خوش آید مر ترا — او ولی نیست ای خاص خدا

هر که بر خوی و بر طبع تو زیست — پیش طبع تو ولی نیست و نبیست

رو هوا بگذار تا بویت شود — وان مشام عنبرین بویت شود

از هوا رالی دماغت فاسدست — مشک و عنبر پیش مغزت کاسدست

یک سبب برهان تر از فرق سر — تو همی جویی لب نان در بدر

در سر خود پیچ وهل خیره سری — رو در دل زن چرا بر هر دری

تا بزانوی میان آب جو — غافل از خود وزین و آن تو آب جو

پیش هم آب و پیش اروی اوست آن — اندر آب و بیخبر ز آب روان

منقذی داری بصحرای آبگیر — ننگ دار از جستن آب از غدیر

چشمهٔ شیرست در تو بی کنار — تو چرا می شیر جویی از تغار

گلشنی کز بقل روید گردد تباه / گلشنی کز دل دمد وا فرحتاه

صیقل عقلت بدان دادست حق / که بدو روشن کنی دل را ورق

باب هفتاد و پنجم در قلب

هر کسی زاندازهٔ روشندلی / غیب را بیند بقدر صیقلی

هر که صیقل بیش کرد او بیش دید / بیشتر آید بر او صورت پدید

پس چو آهن گرچه تیره هیکلی / صیقلی کن صیقلی کن صیقلی

صیقلی کن یک دو روزه سینه را / دفتر خود ساز آن آیینه را

تا دلت آیینه گردد پر صور / اندرو هر سو ملیحی سیمبر

آینه دل چون کنی صافی و پاک / نقشها بینی برون از آب و خاک

هم ببینی نقش و هم نقاش را / فرش دولت را و هم فراش را

آهن ارچه تیره و بی نور بود / صیقلی آن تیرگی از وی زدود

گر تن خاکی غلیظ و تیره است / صیقلش کن زانکه صیقل گیره است

صیقلی دید آهن و خوش کرد رو / تا که صورتها توان دیدن در او

تا در او اشکال غیبی رو دهد / عکس حوری و ملک در وی جهد

خانهٔ آن دل که ماند بی ضیا / از شعاع آفتاب کبریا

تنگ و تاریکست چون جان جهود / بی نوا از ذوق سلطان ودود

گور بهتر از چنین دل مر ترا / آخر از گور دل خود برتر آ

بر زبان الحمد و اکراه درون — از زبان تلبیس باشد یا فسون

حمد گفتی کوست شان حامدون — نی برونت هست اثر نی اندرون

حمد عارف مر خدا را راستست — که گواه حمد او شد پا و دست

از چه تاریک جسمش بر کشید — وز تگ زندان دنیا ایش خرید

هست دل مانندهٔ خانهٔ کلان — خانهٔ دل را نهان همسایگان

از شکاف روزن دیوارها — مطلع گردند بر اسرارها

وانکه دل بیدار دارد چشم سر — گر بخسپد بر گشاید صد بصر

طوطیی کاید ز وحی آواز او — پیش ز آغاز وجود آغاز او

اندرون تست آن طوطی نهان — عکس او را دیده بر این و آن

میبرد شادیت را تو شاد از و — می پذیری ظلم را چون داد از و

دل تو این آلوده را پنداشتی — لاجرم دل ز اهل دل بر داشتی

تو همی گویی مرا دل نیز هست — دل فراز عرش باشد نی به پست

نی دل اندر صد هزاران خاص و عام — در یکی باشد که است آن کدام

آن دلی کز آسمانها برترست — آن دل ابدال یا پیغمبرست

آن دلی آور که قطب عالمست — جان جان جان جان آدمست

نور نور چشم خود نور دلست — نور چشم از نور دلها حاصلست

باز نور نور دل نور خداست — کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

رو نُعَبّرهُ نگفته بخوان | دل طلب کن دل منه بر استخوان
کان جمال دل جمال باقیست | دولتش از آب حیوان ساقیست
عرش با آن نور و با پهنای خویش | چون بدید او را برفت از جای خویش
گفت پیغمبر که حق فرموده است | من نگنجم هیچ در بالا و پست
در زمین و آسمان و عرش نیز | من نگنجم این یقین دان ای عزیز
در دل مومن بگنجم ای عجب | گر مرا جویی در آن دلها طلب
در کف حق بهره داد و بهر زین | قلب مومن هست بین الاصبعین
اصبع لطفست و قهری درمیان | کلک دل با قبض و بسطی زین بنان
ای قلم بنگر گر اجلالیستی | که میان اصبعین کیستی
دیدهٔ دل هست بین الاصبعین | چون قلم در دست کاتب ای حسین
یوسف وقتی و خورشید سما | زین چه و زندان بر آی و رو نما
دل که او بستهٔ غم و خندید نیست | تو مگو که لایق آن دید نیست
گام در صحرای دل باید نهاد | زانکه در صحرای گل نبود گشاد
ایمن آباد است دل ای دوستان | چشمها و گلستان در گلستان
گرد پایهٔ دل همیگرد ای پسر | هان ز پایهٔ حوض تن بسکین حذر
دل چو نبود تن چه داند گفتگو | دل بجوید تن چه داند جستجو
ایدل از کین و کراهت پاک شو | وانگهان الحمد خوان چالاک شو

۵ قوله اصبع یعنی دو دست قدرت جناب باری لطف و قهر هر دو موجود است و دل انسان در میان انگشت قدرت الهی است گاهی و [illegible] وارد ۱۲

۲۰۴

قوله دل [illegible] یعنی دلی که از اسباب [illegible] شادمانی و از [illegible] نشود آن دل لیاقت دیدار [illegible] ۱۲

زین نمط بیهوده میگفت آن شبان — گفت موسی با که است ای فلان
گفت با آنکس که ما را آفرید — این زمین و چرخ ازان آمد پدید
گفت موسی های خیره سر شدی — خود مسلمان ناشده کافر شدی
گفت موسی هی مکن تو این سخن — زین همه باشد منزه ذو المنن
این چه ژاژست و چه کفرست و فشار — پنبه اندر دهان خود فشار
گنده کفر تو جهان را گنده کرد — کفر تو دیبای دین را ژنده کرد
چارق و پاتابه لایق مر تراست — آفتابی را چنینها کی سزاست
گر نبندی زین سخن تو حلق را — آتشی آید بسوزد خلق را
دوستی بیخرد خود دشمنیست — حق تعالی زین چنین خدمت غنیست
شیر آن نوشد که در نشو و نماست — چارق آن پوشد که آن محتاج پاست
لم یلد لم یولد او را لایقست — والد و مولود را او خالقست
گفت ای موسی دهانم دوختی — وز پشیمانی تو جانم سوختی
جامه را بدرید و آهی کرد تفت — سر نهاد اندر بیابان و برفت
حق تعالی کرد با موسی خطاب — بندهٔ ما را چرا کردی عتاب
وحی آمد سوی موسی از خدا — بندهٔ ما را ز ما کردی جدا
تو برای وصل کردن آمدی — یا برای فصل کردن آمدی
تا توانی پا منه اندر فراق — ابغض الاشیاء عندی الطلاق

نورِ دل را نورِ حق تزیین بود / معنیِ نورٌ علی نورٌ این بود

وانگهان گفته خدا که ننگرم / من بظاهر من بباطن بنگرم

منظرِ حق دل بود در دو سرا / که نظر در شاه آید شاه را

بی نظرگاهِ شعاعِ آن آهنست / پس نظرگاهِ خدا دل بی غشست

حق همیگوید نظر ما بر دلست / نیست بر صورت که آن آب و گلست

ننگرم در تو در آن دل بنگرم / تحفه آور آورای جان بردرم

حکایت

دید موسی یک شبانی را براه / کو همیگفت ای خدا و ای اله

ای خدای من فدایت جانِ من / جمله بزها و خان و مانِ من

گر ببینم خانه ات را بر دوام / روغن و شیرت بیارم صبح و شام

هم پنیر و نانهای روغنین / دیگهلهٔ جو غراتِ نازنین

سازم و آرم به پیشت صبح و شام / از من آوردن ز تو خوردن طعام

تو کجائی تا شوم من چاکرت / چارقت دوزم کنم شانه سرت

گر شکستی پاره بودی پاره و زخم / ور بود در پای خاری رکشم

ور ترا بیمار آید پیش / من ترا غمخوار باشم همچو خویش

دستکت بوسم بمالم پایکت / وقت خواب آید بروبم جایکت

ای فدای تو همه بزهای من / ای بیادت هیهی و هیهای من

ای معاف یفعل الله ما یشا / بی محابا رو زبان را برگشا
گفت ای موسی ازان بگذشته‌ام / صد هزاران سال زان بگذشته‌ام
تازیانه برزدی اسپم بگشت / گنبدی کرد و ز گردون برگذشت
محرم ناسوت ما لاهوت باد / آفرین بر دست و بر بازوت باد
هان و هان گر حمد گوئی ور سپاس / همچو نافرجام آن چوپان شناس
حمد تو نسبت بدان گر بهترست / لیک آن نسبت بحق هم ابترست
رو دهان خویشتن را پاک کن / روح خود را جایگاه و جا پاک کن

باب هشتاد و ششم در روح

بحث جانی اندر مقامی دیگرست / باده جان را قوامی دیگرست
بحث عقلی گر در و مرجان بود / آن دگر باشد که بحث جان بود
بحث عقلی و حسی اثر دان یا سبب / بحث جانی یا عجب یا بوالعجب
آب صافی در گلی پنهان شده / جان صافی بسته ابدان شده
چون بحق بیدار نبود جان ما / هست بیداری چو دربندان ما
جان همه روز از لگدکوب خیال / در زیان و سود و از خوف زوال
نی صفائی ماندش نی لطف و فر / نی بسوی آسمان راه سفر
روح سیر دست سوی چرخ برین / سوی آب و گل شدی در اسفلین
خویشتن را مسخ کردی زین سفول / زان وجودی که بدان رشک عقول

قوله بحث عقلی ... ۲۰۹
قوله جان همه ...

هر کسی را سیرتی بنهاده‌ام
هر کسی را اصطلاحی داده‌ام

هندیان را اصطلاحِ هند مدح
سندیان را اصطلاحِ سند مدح

در حقِ او مدح و در حقِ تو ذم
در حقِ او شهد و در حقِ تو سم

ما بری از پاک و ناپاکی همه
وز گران جانی و چالاکی همه

ما زبان را ننگریم و قال را
ما روان را بنگریم و حال را

ناظرِ قلبیم اگر خاشع بود
گرچه گفتِ لفظِ ناخاضع بود

چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز
سوز خواهم سوز با آن سوز ساز

موسیا آدابِ دانان دیگرند
سوخته جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطی مگو
گر بود پر خون شهید او را مشو

خون شهیدان را ز آب اولیٰ‌ترست
این خطا از صد ثواب اولیٰ‌ترست

گر زبانت کج بود معنیست راست
آن کجیِ لفظ مقبولِ خداست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو
جامه چاکان را چه فرمائی رفو

چونکه موسی این عتاب از حق شنید
در بیابان از پیِ چوپان دوید

بر نشانِ پای آن سرگشته راند
گرد از پرهٔ بیابان بر فشاند

عاقبت دریافت او را و بدید
گفت مژده ده که دستوری رسید

هیچ آدابی و ترتیبی مجوی
هرچه میخواهد دلِ تنگت بگوی

کفرِ تو دینست و دینت نورِ جان
ایمنی وز تو جهانی در امان

حاشیه:

۵۷ قوله گر زبانت مثل حضرت بلال رضی الله عنه که شین معجمه از زبان شان بر نمی آمد و بجاسے اشهد شین معجمه اسهد بسین مهمله می گفتند با اینهمه ملائکه ملا اعلی انتظار ... ۲۰۸ ... از صوت شان می کشیدند ... از وصف شان گفته اند

ع بیا که شیوه ... ۱۲

۵۸ قوله عاقبت لفظ ... یعنی رسانید ... بپای ... ذات ... حضرت موسی علیه السلام ... دستوری یعنی اجازت

تحتانی که خاضع بود ... ۱۲

خاشع یعنی ترسان و فروتنی کننده ۱۲

از ... ۱۲

مرغ کو اندر قفس زندانیست / ور نجوید رستن از نادانیست

مرغ را اندر قفس زان سبزه زار / بی خورش ماندست و بی صبر و قرار

سر ز هر سوراخ بیرون میکند / تا بود کین بند از پا بر کند

چون دل و جانش چنین بیرون بود / آن قفس را در گشائی چون بود

اهبطوا افگند جان را در بدن / تا بگل پنهان کند دُرّ عدن

ای که جان را بهر تن میسوختی / سوختی جان را و تن افروختی

ای دریغا ای دریغا ای دریغ / کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ

هر گیا را کش بود میل عُلا / در مزیدست و حیات و در نما

چونکه گردانید سر سوی زمین / در کمی و خشکی و نقص و غبین

میل روحت چون سوی بالا بود / در تزاید مرجعت آنجا بود

ور نگون سازی سرت سوی زمین / آفلی حق لا احب الآفلین

فی السماء رزقکم بشنیدهٔ / اندرین پستی چه بر چفسیدهٔ

هر چه در پستیست آمد از علا / چشم را سوی بلندی نه هلا

هر ندائی که ترا بالا کشید / آن ندا میدان که از بالا رسید

تو بتن حیوان بجانی از ملک / تا روی هم بر زمین هم بر فلک

گر نرفتی تو بجان بر آسمان / کمتر از حیوان شدی این را بخوان

جبرئیلی را بر استن بستهٔ / پر و بالش را بصد جا خستهٔ

جانِ همعنی درین ره بخلاف — هست همچون تیغ چوبین در غلاف

تا غلاف اندر بود با قیمتست — چون برون شد سوختن را آلتست

اسپ همت سوی آخُر تاختی — آدم مسجود را نشناختی

آخر آدم زاده‌ای ای ناخلف — چند پنداری تو پستی را شرف

صورتِ رفعت بود افلاک را — معنیِ رفعت روانِ پاک را

صورتِ رفعت برای جسمهاست — جسمها را پیشِ معنی اسمهاست

روح همچون صالح و تن ناقه است — روح اندر وصل و تن در فاقه است

روحِ صالح قابلِ آفات نیست — زخم بر ناقه بود بر ذات نیست

ناقه جسم ولی را بنده باش — تا شوی با روحِ صالح خواجه تاش

عیسیِ روحِ تو با تو حاضرست — نصرت از وی خواه کو خوش ناصرست

لیک بیکارِ تنِ پر استخوان — بر دلِ عیسی منه تو هر زمان

روح خود را متصل کن ای فلان — زود با ارواحِ قدسِ سالکان

روح محجوب از بقایش در عذاب — روح واصل در بقا پاک از حجاب

آینه آهن برای نقشهاست — آینهٔ سیمای جانِ سنگین بهاست

آینهٔ جان نیست الا روی یار — روی آن یاری که باشد زان دیار

جانِ اول مظهرِ درگاه شد — جانِ جانِ خود مظهرِ الله شد

روحهای کز قفسها رسته‌اند — انبیا و رهبرِ شایسته‌اند

صالح علیه السلام را ضرر رسانیدن نتوانستند و ایذای که رسانیدند بر ناقه رسانیدند ۱۲

۵۳ قوله لیک بیکار یعنی الزام نفس بر روح نباید کرد زیرا که روح را با نفس هرگز موافقتی نباشد ۱۲

۵۴ قوله آینه سیمای یعنی آینه جان بسیار بیش قیمت است که در وی جمال معرفت الهی مشاهده میگردد ۱۲

۵۵ قوله آینه جان یعنی [illegible]

جان زریش و سبلت تن عاریست | لیک تن بیجان بود مردار سیت

موسی جان سینه را سینا کند | طوطیان کور را بینا کند

خسرو شیرین جان نوبت زدست | لاجرم در شهر قند ارزان شدست

٥١ یوسفان غیب لشکر می کشند | تنگهای قند و مصری میرسند

اشتران مصر را رو سوی ما | بشنوید ای طوطیان بانگ درا

شهر ما فردا پر از شکر شود | شکر ارزانست ارزان تر شود

در شکر غلطید ای حلوائیان | همچو طوطی کوری صفرائیان

میکشد حق راستان را تا رشد | قسم باطل باطلان را می کشد

معده حلوائی بود حلوا کشد | معده صفرائی بود سرکا کشد

٥٢ هیچ مگذار از تپ صفرا اثر | تا بیابی از دهان طعم شکر

نیشکر کوبید کار اینست و بس | جان برافشانید یار اینست و بس

٥٣ یک ترش در شهر ما اکنون نماند | چونکه شیرین خسروان ابرشاند

نقل بر نقلست و می بر می هلا | بر مناره رو بزن بانگ صلا

سرکه نه ساله شیرین می شود | سنگ مرمر لعل و زرین می شود

آفتاب اندر فلک دستک زنان | ذرها چون عاشقان بازی کنان

چشمها مخمور شد از سبزه زار | گل شکوفه می کند بر شاخسار

چشم دولت سحر مطلق می کند | روح شد منصور انا الحق می کند

پیش او گوساله بریان آوری — گه کشی او را کهدان آوری

که بخور اینست ما را لوت پوت — نیست او را جز لقاء الله قوت

قدر جان را می ندانی ای فلان — که بداد حق به بخشش رایگان

زیر و بالا پیش و پس وصف تن ست — بی جهتها ذات جان روشن ست

گر تو خود را پیش و پس داری گمان — بسته جسمی و محرومی ز جان

قبلهٔ جان را چو پنهان کرده اند — هر کسی رو جانبی آورده اند

خود غریبی در جهان چون شمس نیست — شمس جان باقیست کو را امس نیست

شمس در خارج اگرچه هست فرد — می توان هم مثل او تصویر کرد

شمس جان کو خارج آمد از اثیر — نبودش در ذهن و در خارج نظیر

احسن التقویم در والتین بخوان — که گرامی گوهرست ای دوست جان

این گهر از هر دو عالم برترست — هین بجو هین طفل جاهل گوهرست

پیش خر خرمهره و گوهر یکی ست — آن پشک را در دُر و دریا شکی ست

احسن التقویم از عرش او فزون — احسن التقویم از فکرت برون

جسم را نبود ز بحر جان بهرهٔ — جسم پیش بحر جان چون قطرهٔ

حد جسمست یک دو گز خود بیش نیست — جان تو تا آسمان جولان کنیست

تا بغداد و سمرقند ای همام — روح را اندر تصور نیم گام

دو درم سنگست پیه چشمتان — نور روحش تا عنان آسمان

هین بده ای زاغ این جان باز باش ‌ ‌ ‌ پیش تبدیل خدا جانباز باش

کشتن و مردن که بر نقش تن ست ‌ ‌ ‌ چون انار و سیب را بشکستن ست

آنچه شیرین ست او شد ناردانگ ‌ ‌ ‌ وانکه پوسیده ست نبود غیر بانگ

آنچه با معنیست خود پیدا شود ‌ ‌ ‌ آنچه پوسیده ست او رسوا شود

گوید اندر نزع از جان آه مرگ ‌ ‌ ‌ این زمان کردت ز خود آگاه مرگ

در دقائق خویش را در باختی ‌ ‌ ‌ رمز مردن این زمان دریافتی

پس عزا بر خود کنید ای خفتگان ‌ ‌ ‌ زانکه بد مرگیست این خواب گران

در رها از مرگ می آید رسول ‌ ‌ ‌ از رسولش رو مگردان ای فضول

مرگ کین جمله ازو در وحشتند ‌ ‌ ‌ می کنند این قوم بر وی ریشخند

باب هفتاد و هشتم در موت ابرار و احرار

از برون آوازشان آید ز دین ‌ ‌ ‌ که رهیدستن ترا اینست این

ما بدین رستیم زین تنگین قفس ‌ ‌ ‌ جز که این ره نیست چاره زین قفس

ظاهرش مرگ و بباطن زندگی ‌ ‌ ‌ ظاهرش ابتر نهان پایندگی

تلخ نبود پیش ایشان مرگ تن ‌ ‌ ‌ چون روند از چاه و زندان در چمن

تلخ کی باشد کسی را کش برند ‌ ‌ ‌ از میان زهر ماران سوی قند

روح سلطانی ز زندانی بجست ‌ ‌ ‌ جامه چه درّیم و چه خائیم دست

رفت آن طاوس عرشی سوی عرش ‌ ‌ ‌ چون رسید از هاتفانش بوی عرش

---

۲۱۵ که مقبولان بارگاه احدیت که برین قوم استهزا میکنند ۱۲

۵۳ قوله تلخ نبود چون دنیا برای مومنین بموجب حدیث شریف زندانست خلاصی از قید آن محال موجب مسرت باشد

۵۴ قوله روح سلطان هرگاه سلطان روح از قید رهائی یافت مقام مسرت و نشاط است نه جای ماتم و افسوس و حسرت ۱۲

روح بازست و طبایع زاغها / دارد از زاغان و چغدان داغها

او بماند در میانشان زار زار / همچو بوبکری میان سبزوار

میل تن در سبزه و آب روان / زان بود که اصل او آمد از آن

میل جان اندر حیات و در حیست / زانکه اندر لامکان اصل ویست

میل جان در حکمتست و در علوم / میل تن در باغ و راغست و کروم

میل جان اندر ترقی و شرف / میل تن در کسب اسباب و علف

میل عشق آن شرف هم سوی جان / زین یحب را یحبون را بدان

چونکه هر جزوی بجوید ارتفاق / چون بود جان غریب اندر فراق

گوید ای اجزای پستی فرشیم / غربت من سخت‌تر من عرشیم

جهد کن تا جان مخلد گردد ت / تا بروز مرگ برگی باشدت

باب هفتاد و هفتم در موت تجار

مرگ هر یک ای پسر همرنگ اوست / پیش دشمن دشمن و بر دوست دوست

ای که می‌ترسی ز مرگ اندر فرار / آن ز خود ترسانی ای جان هوش دار

خلق در بازار یکسان میروند / آن یکی در ذوق و دیگر دردمند

همچنین در مرگ یکسان میرویم / نیم در خسران و نیمی خسرویم

عاقبت آید صباحی خشم دار / چند باشد مهلت آخر شرم دار

عذر خود از شه بخواه ای پر حسد / پیش از آن که بر تو آن روزی رسد

خلق گوید مرد آن مسکین فلان — تو بگوئی زنده ام ای غافلان

گر تن من همچو تنها خفته است — هشت جنت در دلم بشکفته است

جان چو خفته در گل و نسرین بود — چه غمست ار تن دران سرگین بود

وز رحم زادن جنین را رفتنست — در جهان او را ز نو بشکفتنست

چون مرا سوی اجل عشق و هواست — نهی لاتلقوا بایدیکم مراست

زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود — تلخ را خود نهی حاجت کی شود

دانه مردن مرا شیرین شدست — بل هم احیاء پی من آمدست

دانه کش تلخ باشد مغز و پوست — تلخی و مکروهیش خود نهی اوست

مرگ شیرین گشت و نقلم زین سرا — چون قفص هشتن پریدن مرغ را

چون تمنوا موت گفت ای صادقین — صادقم جان را برافشانم برین

چون نفخت بودم از لطف خدا — نفخ حق باشم ز نای تن جدا

صورت تن گر بمیرد من کیم — نفس کل ناید که چون من باقیم

حملهٔ دیگر بمیرم از بشر — تا برآرم از ملائک پا و سر

بار دیگر از ملک قربان شوم — آنچه اندر وهم ناید آن شوم

خنجر و شمشیر شد ریحان من — مرگ من شد بزم و نرگسدان من

در هوای عشق حق رقصان شوید — همچو قرص بدر بی نقصان شوید

جانهای بستهٔ اندر آب و گل — چون رهند از آب و گلها شاد دل

چونکه ایشان خسرو دین بوده اند	وقت شادی شد چو بشکستند بند
سوی شادروان دولت تاختند	کُنده و زنجیر را انداختند
جان مجرد گشته از غوغای تن	می پرد با پر دل بی پای تن
جسم خاکی را عاقبت [illegible] نیست	تا به معنی نخواهد شاد زیست
آن عقاب [illegible] هم پر پوسته رفت	[illegible] آزار [illegible] بود دوست رفت
[illegible] کسی چه غم	[illegible] باشد قدم
مرگ بی مرگی بود ما را حلال	برگ بی برگی بود ما را نوال
ما بها و خونبها را یافتیم	جانب جان باختن بشتافتیم
ما همه [illegible] گشتیم	بانگ [illegible] آمد همه برخاستیم
بانگ [illegible] آمد [illegible] حبیب	آن دهل [illegible] ساز حبیب
ای فنا [illegible] نیست گردون [illegible]	[illegible] عدم ز آواز دوست
انبیا را تنگ آمد این جهان	چون شهان رفتند اندر لامکان
آن تویی که بی بدن داری بدن	پس مترس از جسم جان بیرون شدن
گر نخواهد بی بدن جان تو زیست	فی السماء رزقکم روزی کیست
گر نخواهد زیست جان بی این بدن	پس فلک ایوان که خواهد شدن
ور نه گردی زندگانی منیر	یک دو دم ماندست مردانه بمیر
بهر روز مرگ این دم مرده باش	تا شوی با عشق سرمد خواجه تاش

سوی

[illegible]

راست گفتست آن سپهدار بشر | که هر آنکو کرد از دنیا گذر

نیستش درد و دریغ و غبن موت | بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت

که چرا قبله نکردم مرگ را | مخزن هر دولت و هر برگ را

قبله کردم من همه عمر از حول | آن خیالاتی که گم شد در اجل

حسرت آن مردگان از مرگ نیست | زانست کاندر نقشها کردیم ایست

ما ندیدیم اینکه آن نقش است و کف | لیک او [illegible] دار [illegible]

آن یکی سگ گشت [illegible] بود [illegible] | گر بدی پای مرگ اندر میان

آن دگر گفت [illegible] مرگ [illegible] | کی [illegible]

عمرها [illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

گر [illegible] | [illegible]

[illegible] آن [illegible] | [illegible]

[illegible] آن [illegible] | [illegible]

من نیم سگ شیر حقم حق‌پرست | [illegible]

شیر دنیا خواهد آبادی و برگ | [illegible]

سیف و خنجر چون گل و ریحان او | نرگس و نسرین عدو جان او

دائما از شوق یارب گوی باد | پیش چوگان محبت گوی باد

چشمشان در قعر جوها خود مپرس / زانکه گر دو جان از آنها خود مپرس

[illegible] / [illegible] آب حیات [illegible] شو

[illegible] / [illegible]

[illegible] / کاندران کاری [illegible]

شد نشان صدق ایمان ای جوان / آنکه آمد خوش [illegible] اندران

گر [illegible] ایمان تو ای جان [illegible] / نیست کامل [illegible] آنکه [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / [illegible] پا [illegible]

[illegible] / [illegible]

[illegible] / نیست یکسان حالت [illegible] شان

[illegible] / [illegible] گم [illegible]

[illegible] / در میان دولت و عیش و گشاد

مقعد صدق و جلیس حق شده / رسته زین آب و گل و آتشکده

[illegible]

کان دعای شیخ نه چون هر دعاست / فانی است و گفت او گفت خداست

چون خدا از خود سوال و کد کند / پس دعای خویش را چون رد کند

یک سبب انگیخت صنع ذوالجلال / که رهانیدش ز نفرین و وبال

اندر آن حمام پر می‌کرد طشت / گوهری از دختر شه یاوه گشت

گوهری از حلقه‌های گوش او / یاوه گشت و هر زنی در جستجو

پس در حمام را بستند سخت / تا بجویند اولش در پیچ رخت

رختها جستند و آن پیدا نشد / دزد گوهر نیز هم رسوا نشد

پس بجد جستن گرفتند از گزاف / در دهان و گوش و اندر هر شکاف

در شکاف تحت و فوق و هر طرف / جستجو کردند دُرّ خوش صدف

بانگ آمد که همه عریان شوید / هر که هستید ار عجوزه ار نوید

یک بیک را حاجبه جستن گرفت / تا پدید آید گهردانهٔ شگفت

آن نصوح از ترس شد در خلوتی / روی زرد و لب کبود از خشیتی

پیش چشم خویش او میدید مرگ / سخت میلرزید او مانند برگ

گفت یارب بارها برگشته‌ام / توبه‌ها و عهدها بشکسته‌ام

کرده‌ام آنها که از من می‌سزید / تا چنین سیل سیاهی در رسید

ای خدا وای خدا چندان بگفت / کان در و دیوار با او گشت جفت

در میان یارب و زاری بد او / بانگ آمد در میان جستجو

حکایت در بیان توبهٔ نصوح چنانکه شیر از پستان بیرون آید و باز
به پستان نرود آنکه توبهٔ نصوح کرده باشد هرگز از آن گناه
یاد نکند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرتش افزون شود و آن نفرت
دلیل آن باشد که آن تائب لذت قبول یافته است از آن
شهوت اول بی لذت شده این لذت بجای آن نشست
چنانکه نبرد عشق را جز عشق دیگر * چرا یاری نگیری زو
نکوتر * و آنکه دلش باز بآن گناه رغبت میشود علامت آنست
که لذت قبول نیافته است لذت قبول گناه نشسته است
و نیسره للیسری نشده است و نیسره للعسری بروی یافتست
و یافته شود الخ یکفیه الاشاره

بود مردی پیش ازین نامش نصوح — بود از دلاکی زنان او را فتوح
بود روی او چو رخسار زنان — مردی خود را همی کرد او نهان
او بحمام زنان دلاک بود — در دغا و حیله بس چالاک بود
سالها میکرد دلاکی و کس — بو نبرد از حالت آن بوالهوس
زانکه آواز و رخش زن وار بود — لیک شهوت کامل و بیدار بود

آنچه گفتستیدم ز بد از صد یکیست | بر من این کشفست اگر کس را شکیست
کس چه میداند ز من جز اندکی | وز هزاران جمله بد فعلی یکی
من همی آن دانم و ستار من | جرمها و زشتی کردار من
اول ابلیسی مرا استاد بود | بعد از آن ابلیس پیشم باد بود
حق بدید آن جمله را نادیده کرد | تا نگردم در فضیحت روی زرد
باز رحمت پوستین دوزیم کرد | توبهٔ شیرین چو جان روزیم کرد
هرچه کردم جمله ناکرده گرفت | طاعت ناکرده آورده گرفت
همچو سرو و سوسنم آزاد کرد | همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
نام من در نامهٔ پاکان نوشت | دوزخی بودم ببخشیدم بهشت
عفو کردم جملگی جرم و گناه | شد سفید آن نامه در روی سیاه
آه کردم چون رسن شد آه من | گشت آویزان رسن در چاه تن
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم | شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
در بن چاهی همی بودم اسیر | روز و شب اندر فغان و در نفیر
از هوس در تنگنا بودم زبون | در همه عالم نمی گنجم کنون
آفرینها بر تو بادا ای خدا | ناگهان کردی مرا از غم جدا

بعد از آن خوف و هلاک جان بُد
مژده‌ها آمد که اینک گم شده

از عقب آمد نعره‌ها و دستک زدن
پر شده حمام قد زال الحزن

مژدگانی ده که گوهر یافتیم
حزن رفت و در فرح درتافتیم

آن نصوح رفته باز آمد به خویش
دید چشمش تابش صد روز بیش

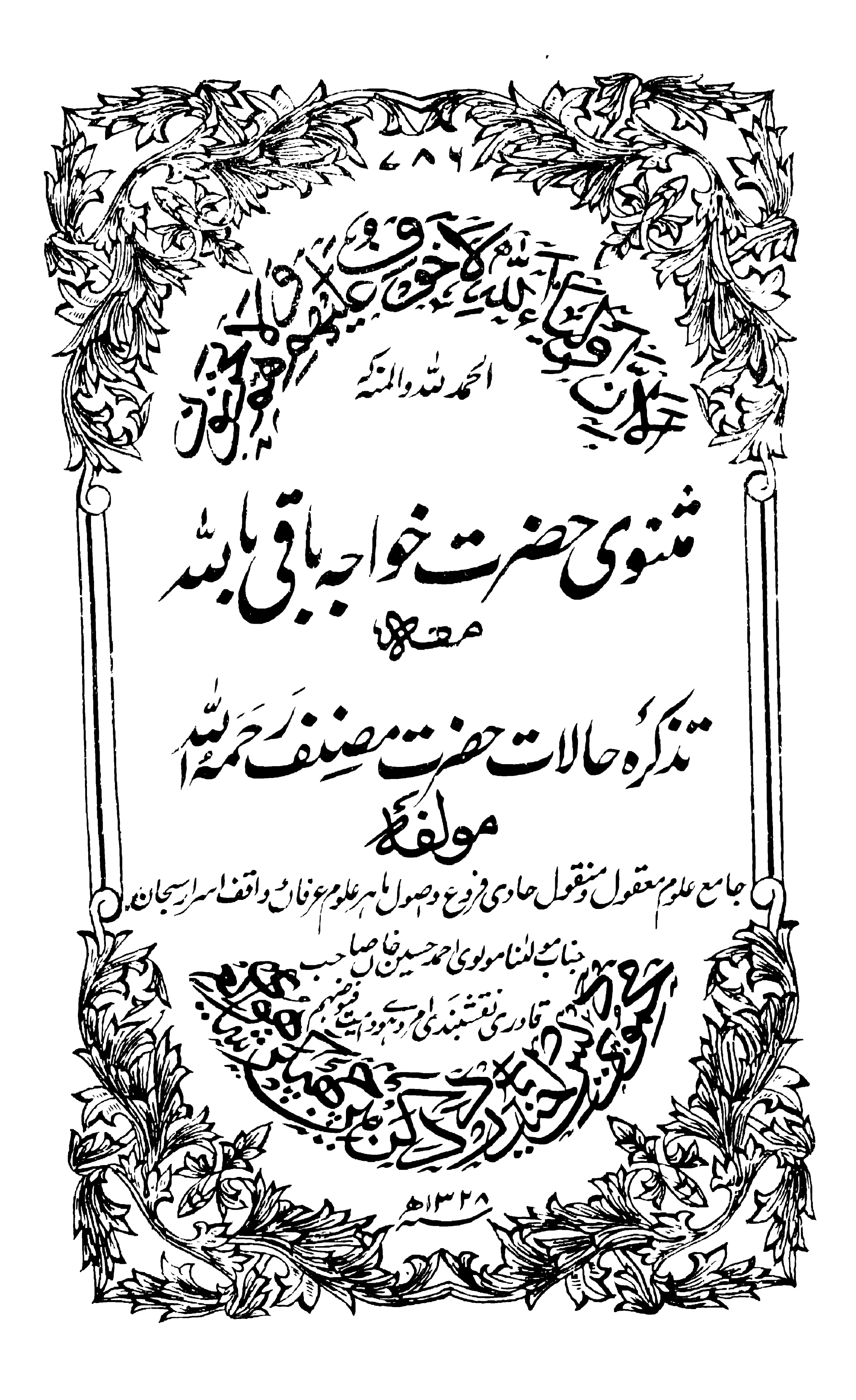
می‌حلالی خواست از وی هر کسی
بوسه می‌دادند بر دستش بسی

بدگمان بودیم ما را کن حلال
لحم تو خوردیم اندر قیل و قال

توبة النصوح

۲۲۲

جمله را جستیم پیش آ ای نصوح	گشت بیهوش آن زمان پرید روح
همچو دیوار شکسته درفتاد	هوش و عقلش رفت آن ساعت ز یاد
چونکه هوشش رفت از تن آن زمان	سر او با حق بپیوست از نهان
چون تهی گشت و وجود او نماند	باز جانش را خدا در پیش خواند
چون شکست آن کشتی او بی‌مراد	در کنار رحمت دریا فتاد
جان بحق پیوست چون بی‌هوش شد	موج رحمت آن زمان در جوش شد
چونکه جانش وا رهید از ننگ تن	رفت شادان پیش اصل خویشتن
جان چو باز و تن مر او را کنده‌ای	پای بسته پر شکسته بنده‌ای
چونکه هوشش رفت و پایش برگشاد	می‌پرد آن باز سوی کیقباد
چونکه دریاهای رحمت جوش کرد	سنگها هم آب حیوان نوش کرد
ذره لاغر شگرف و زفت شد	فرش خاکی اطلس و زربفت شد
مرده صدساله برون شد ز گور	دیو ملعون شد بخوبی رشک حور
این همه روی زمین سرسبز شد	چوب خشک اشکوفه کرد و نغز شد
گرگ با بره حریف می شده	ناامیدان خوش‌رگ و خوش‌پی شده
بانگ آمد ناگهان که رفت بیم	شد پدید آن گم‌شده دُر یتیم



۷۸۶

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

الحمد للہ والمنۃ

مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ

معہ

تذکرہ حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ

مولفہ

جامع علوم معقول ومنقول حاوی فروع واصول ماہر علوم عرفان واقف اسرار سبحان

جناب مولٰنا مولوی احمد حسین خاں صاحب

قادری نقشبندی امروہوی دامت فیوضہم

حیدرآباد دکن

۱۳۲۸ھ

بہت مدت سے پنہاں مصر میں تھا ماہ کنعانی

قصیدہ در منقبت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر محبوب سبحانی
قطب ربانی غوث اعظم حضرت سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی
الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز مصنفہ جناب اوج صوفی
ولایت حسین صاحب قادری چشتی صابری امروہوی

مہتاب وحدت آفتاب سبحانی	جناب قطب ربانی محی الدین جیلانی
علی کے لاڈلے اور شبر و شبیر کے جانی	رسول اللہ کے آرام جان محبوب سبحانی
مریدی لاتخف سے کھل گیا یہ راز پنہانی	غلام غوث اعظم کو نہیں کچھ خوف شیطانی
خدا نے دی تھی شہ کی وعظ میں تاثیر روحانی	جو سنگین دل تھے ان کے بھی سنتے ہی تو دل ہو جاتے تھے پانی
شرف ہے خاندان پر قادری اشرف ہے روشن سے	ستارے ہیں منور جس طرح ہو مہر نورانی
تمہارے سلسلہ میں جو کوئی داخل ہوا شاہا	اسے حاصل ہوا فضل خدا سے قرب ربانی
کیا جس سلوک ...	... جذب سا دسکو کردیا فانی
کیا دامان امید گدا کو پر گہر ...	ترا دست عطا ہے بحر شاہا ابر نیسانی

ابن قاضی عبد السلام کابلی قدس سرہ العزیز آپکا مولد شریف خاص شہر کابل اور سنہ ولادت
باسعادت نو سو اکہتر ہجری ہے۔

یون تو زمانہ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار بزرگی اور تقدس
نمایان اور انوار ولایت و معرفت تابان۔ اور طبیعت نیک طویت تفرید و تجرید پسند اور جبہہ
اقدس سے کمالات فقر درخشان تھے اور کمسنی ہی سے آپ کتب درسیہ علوم عربیہ کی تحصیل
علامۂ وقت حضرت مولنا محمد صادق حلوائی کی خدمت مین کر رہے تھے ہنوز فارغ
التحصیل نہ ہونے پائے تھے کہ جذبۂ عشق الٰہی اور ولولہ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃً
آپ کے خمیر مین داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا موج زن اور شعلہ افگن ہو گیا۔
آپ تعلیم علوم ظاہری سے برخاستہ خاطر ہو کر فقرائے کاملین مجاذیب و سالکین کے
تلاش مین مختلف امصار و دیار مین تشریف لے گئے اور اون کی جستجو مین شہر بشہر صحرا بصحرا
پھرتے پھرتے شہر ماوراء النہر مین پہونچے جو اوس زمانہ مین ماوای علماء و فضلا اور
مرجع فقرا و اولیا تھا۔ مشائخ وقت کی خدمات مین ملاقی اور اونسے جویائے نشان در
مقصود کو ہر مطلوب ہوئے۔ بعض بزرگون کے معتقد ہو کر اونکی خدمت مین بیعت
حاصل کرنے کے ارادہ سے استخارہ بھی لیا۔ حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ کی
روح پرفتوح سے یہ ارشاد ہوا کہ تعلیم سلوک بعد کر و اول اخلاق کی اصلاح لازم ہے۔
آپ نے حسبہٗ بعد تکمیل تہذیب اخلاق پہلے حضرت خواجہ عبید خلیفۂ مولنا لطف اللہ
خلیفہ مولنا خواجگی دہبیدی قدس اسرارہم کی خدمت فیضدرجت مین بیعت
توبہ و انابت حاصل فرمائی۔ بعدہ حضرت افتخار شیخ سمرقندی خلیفۂ خاندان کبار
خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین۔ پھر اس کے بعد حضرت خواجہ



بعد حمد خدائے دو جہان و نعت رسول فخر عالم و عالمیان فقیر ہیچمدان احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی امروہوی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بخدمت ناظرین سالکین مثنوی شریف ہذا عرض پرداز ہے کہ اس کتاب نایاب سلک جواہر بے بہا و نظم دُررِ غرا کے مصنف قدس سرہ العزیز کا نام نامی اور اسم گرامی مشہور و آشکار کالشمس فی نصف النہار ہے آپ کے صحیح اور مختصر حالات کا تذکرہ عام فہم اردو زبان مین قلمبند کر کے ہدیہ شایقین کیا جاتا ہے تاکہ مثنوی شریف کے ساتھ ساتھ اُس کے مطالعہ سے بھی ارباب صدق و یقین بہرہ اندوز ہون اور فیضان حاصل کرین وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ رَفِیْقٍ ؎

یہ مثنوی مصنفہ آفتابِ چرخِ ہدایت و ایمان شمعِ بزمِ ولایت و عرفان دستگیرِ بیکسان فریادرسِ حاجتمندان ۔ ماحیِ بدع و طغیان سرحلقۂ عرفائے زمان ۔ پیشوائے کاملین و مکملان غوثِ وقت و قطبِ دوران چراغِ خانۂ خواجگان نقشبندان ۔ واقفِ اسرارِ اللہ حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ حاجت روائے خلق اللہ

اور بے قراری اور حصولِ مدعا کے لئے بے چینی ضرور برداشت کی لیکن میری محنت اور مشقت اور مجاہدہ اور ریاضت کو اولیا رِ متقدمین کی ریاضت سے کچھ بھی نسبت نہین ہے
آپ کی والدہ ماجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ خاندان سیادت آل پاک جناب مصطفےٰ صلعم اور اولادِ خاصِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہایت ہی صالحہ اور عابدہ و زاہدہ اور بڑی ہی صابرہ اور شاکرہ بی بی تھین - باوجودیکہ آپ کی خدمت مین بہت سی خادمہ اور کنیزین موجود تھین لیکن فقرا اور درویشون کے لئے آپ خود روٹی تنور مین لگاتی تھین اور خود بنفسِ نفیس کھانا ترتیب دیکر بھیجتی تھین اور خود سب کے فارغ ہو چکنے کے بعد کچھہ بچا کچا کھانا مدوکھی سوکھی روٹی پر قناعت کرتین اور شب کو سب کے بعد بوریہ وغیرہ کا فرش کرا کے اوس پر سو جاتی تھین - آپ نے حضرتہ ممدوحہ کی جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپکو بلحاظ اُنکے ضعف و ناتوانی کے یہ کیفیت نہایت شاق گزری اور آپ نے دوسرے صاحبون کو اس خدمت کی بجا آوری کے لئے ارشاد فرمادیا -
جب حضرتہ ممدوحہ کو اس کا علم ہوا تو آپ بہت آزردہ ہوئین اور بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ وزاری کے ساتھہ عرض کیا کہ یارب العلمین مجھسے اس خدمت کی ادائی مین ضرور کچھہ قصور یا غلطی سرزد ہوئی ہے کہ مجھسے یہ خدمت علیحدہ کر دینے کے لئے تو نے حکم دیدیا ہے - حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے بعد معذرت پھر اس خدمت کو حضرتہ ممدوحہ کے تفویض فرمادیا -
اس کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے وہان حضرت شیخ بابا ولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر ہکر اونکے فیوضیات سے بہرہ اندوز ہوسے اور اونکی برکات توجہ سے آپ پر درِ قبولیت کشادہ ہوا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

امیر عبد اللہ بلخی رح کی خدمت مین نگران آخر الذکر بزرگ سے مصافحہ کرتے ہی آپ کو نہایت عمیق مراقبہ حاصل ہوئین اور تا قیامت برکات باقی رہنے کی امید بندھی اور خطرات اور وساوس سے ایک حد تک نگاہداشت ہو گئی

پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو عالم مثال یعنے خواب مین ذات خاص حضرت خواجہ بزرگ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ سے بیعت توبہ نصیب ہوی جس سے آپ کو استقامت تامہ اور جمعیت دائمہ حاصل ہو گئی۔ اور یہ نوبت پہونچی کہ آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب دوست احباب اور سب مشاغل اور جملہ کار و بار کو یک لخت چھوڑ چھاڑ اکر زاویہ خلوت اور گوشۂ عزلت اختیار کر لیا ہمہ وقت یاد الہی مین محو اور مستغرق تھے۔ ایسی آتش عشق و محبت مشتعل ہوی اور محبِ حقیقی سے ملنے کی آرزو اور تمنا دامنگیر ہوی کہ آپ شب و روز بے تاب و بے قرار نالان و گریان رہتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ اس کیفیت کو بمقتضائے شفقت مادری برداشت نہین کر سکتی تھین اور بعض اوقات بے اختیار ہو کر بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ و زاری کے ساتھ مناجات کرتی تھین کہ اے پاک پروردگار میرا فرزند تیری طلب اور محبت مین سرگشتہ اور دنیا سے برگشتہ اور شب و روز تیری یاد سے یگانہ اور ہر بیرون دیگانہ ہوکر تیرے ذکر مین محو اور مشغول ہے اور تیرے ملنے کی آرزو اور جستجو مین تمام لذائذ دنیا اوس نے چھوڑ دین اوس کے مصائب اور تکلیفات کا صدمہ مجھسے برداشت نہین ہو سکتا ہے اوسکی حالت زار پر رحم فرما اور اوس کو اپنے وصل سے بہرہ ور کر۔ خدا تعالی نے آپکی یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت کو آپکی مراد مین کامیاب کر دیا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے ہین کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوا گو مین نے بھی بیتابی

ہم بستر نہ ہوسکا اور ہمہ قسم کے ادویہ وادعیہ کا استعمال کیا مگر مطلق کوئی اثر نہوا۔ وہ شخص آپ کے اوصاف سُن کر خدمتِ مبارک مین حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ گھوڑے پر سوار ہوکر کھین تشریف لے جا رہے تھے اُس نے آنکر آپکے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور حال بیان کرکے زوال نامرادی کا خواستگار ہوا۔ آپ نے تین دفعہ اُس سے سخت معانقہ کیا اور فرمایا کہ ابھی جا کر ہم بستر ہو۔ چنانچہ اسی وقت اُس نے اپنے اندر عجیب وغریب قوت پائی اور بسہولت تمام وہ عورت پر قادر ہوا۔

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصار فیروزآباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش پختہ ہے تقریباً تیس(۳۰) گز اونچائی سے نیچے گر پڑا اور کانون کے سوراخون سے خون جاری ہوکر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُسکی ماں گریہ وزاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار ہوئی اوس نے بجز آپ کے خدمت مین عرض کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بالآخر اوس لڑکے کو آپ کے قدمون پر لیجا کر ڈال دیا اور اوس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپکی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ وتصرف کو لوگون کے نگاہ سے پوشیدہ رکھتے تھے آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کرکے دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مرنے کا نہین ہے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس سے ایسا معلوم ہوسکے تھوڑی دیر آپ خاموش رہے اُس کے بعد دیکھا گیا کہ لڑکا اصلی حال پر تندرست ہوگیا۔ جب حاضرین کو ثابت ہوا کہ آپ کی کرامت تھی۔

ایک بزرگ خواجہ برہان جو ایک حد تک سلوک طے کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت مبارک مین حصول فیضان کے غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے تصور کے لئے ارشاد فرمایا چونکہ یہ ارشاد ابتدائی تعلیم سے متعلق تھا اور وہ صاحب منتہی تھے اسلئے اونکو

کہ "جناب ممدوح کے آستانۂ مبارک سے اس فقیر کو بھی بقدرِ استعداد و ظرف نفحات ربانیہ نمود ہوئے"

اس کے بعد آپ پر علینیت معہودہ حضرات خواجگان علیہم الرضوان جلوہ گر ہوئی اور اون کے ارواح طیبات بشارت فیض اشارت دینے اور تلقینات فرمانے لگین اور انکی توجہات اور برکات کی امداد سے آپ پر دائرۂ علینیت زیادہ وسیع ہوگیا اور راہِ سلوک اچھی طرح کشادہ اور روشن اور جمعیت مزید حاصل ہوئی۔

بعض بعض بزرگون کی روح پر فتوح سے بطریق اویسیت بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا ہے جن کے نامون کی تفصیل آپ نے اپنی مثنوی شریف مین بیان فرمائی ہے۔ حضرت خواجۂ بزرگ خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند رح اور حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رح اور حضرت خواجہ ابوالقاسم گرگانی رح اور حضرت رسولِ خدا صلعم۔ روح پرفتوح حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو بدرجۂ غایت نسبتی خصوصیت حاصل تھی۔ جیساکہ منقول ہے کہ آپ ایک روز نماز پڑہا رہے تھے اور اچھی طرح سے روبقبلہ تھے پیچھے سے نمازیون نے دیکھا کہ آپ ہلکو بھی اچھی طرح دیکھ رہے ہین جس سے اون کے بدن پر رعشہ پیدا ہوگیا جیون تیون کر کے نماز کو پورا کیا اور نماز کے بعد آپ کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ آپ کی یہ کیفیت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے مطابق ہے۔

یون تو آپ سے بے شمار خوارق عادات اور کرامات ظہور مین آئی ہین جن کا احصا ناممکن ہے۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے بعض بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گذر گئے تھے کہ وہ اوس سے

اس پر اطلاع نہ ہو۔

آپ حیوانات پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نماز تہجد کیلئے اوٹھے اور بلی آپ کی لحاف مین سو گئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بلی کو لحاف سے نہ نکالا۔

ایک روز آپ لاہور کی کسی مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اثنار نماز مین ایک مہیب آواز آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ظاہر ہوی کہ نمازی حیران و ششدر ہو گئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی مکان کو تشریف لے گئے اور کئی روز تک مکان مین ہی نماز پڑھا کئے ؎ این ندا از غیب بوده بیگمان + گرچه از حلقوم اوگشته بیان

باوجود حصول کمالات و مقامات عالیہ آپ مسند ارشاد پر بیٹھنا پسند نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر امصار و دیار کشمیر و لاہور بلخ و بخارا ماوراء النہر و بدخشان کا سفر کر کے مشائخ کی خدمتون مین حاضر ہو کر اپنے احوال کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔

ابتدائے زمانہ مین آپ لاہور مین ایک مجذوب درویش کی خدمت مین تشریف لیجایا کرتے تھے مگر وہ اصلا آپ کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اگر کبھی آپ اوس کا تعاقب فرماتے تو وہ آپ کو گالیان دیتا تھا پتھر مارتا تھا یا متنفر ہو کر بھاگ جاتا تھا مگر آپ نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوس کی خدمت مین برابر حاضر ہوتے رہے اتفاق سے ایک روز اوس کو خیال آگیا آپ کو اپنے قریب بلا کر آپ کے حصول مدعا کے لئے بہت دعا کی اور آپ وہان سے رخصت ہوے۔

پھر آپ مولانا شیر غالی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین تشریف لے گئے اون سے ملکر راہی سمرقند ہوے اثنار سفر مین بعض دوستون کے نام آپ نے خطوط

سخت تعجب ہوا اور انہون نے لوگون سے اسکا ذکر کیا کہ اگر آپ مراقبہ مقامات عالیہ
تعلم فرماتے تو مناسب تھا۔ سب نے کہا کہ آپ کو حضرت کے ارشاد کے تعمیل کرنا چاہئیے
ان خیالات کی ضرورت نہین ہے پس انھون نے نیک عقیدہ کے ساتھ اس ارشاد کی تعمیل
کی اور تصوریہ درجہ اتم محویت کے ساتھ کیا چندہی روز مین نسبت عظیم حاصل ہوگئی اور بڑہا پے
مین ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ کئی جوان اُنکو نہین سنبھال سکتے تھے۔

ایک سپاہی نے خلاف شیوۂ مروت آپکے بعض ہمسایون پر جور وظلم کیا آپ اسکی یہ حرکت
دیکھکر سخت بے چین ہوگئے اور اُس سپاہی کو نصیحت کی لیکن بوجہ کمال بدبختی کے
اُس نے آپکی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمال شفقت و رحم دلی کرنے کے
باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوگئے اور ظالم سے فرمایا یہ لوگ فقرا سے خواجگان
بزرگوار کے قرب وجوار مین رہتے ہین جو نہایت غیور رہین۔ خبردار رہنا۔ چنانچہ دو تین
روز کے درمیان مین چوری کی تہمت مین گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔

آپ کی شفقت ورحمدلی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور مین قحط سالی ہوئی
آپ بھی وہین تشریف رکھتے تھے کئی روز تک آپ نے کھانا نہین کھایا۔ جب آپکے
سامنے کھانا لایا جاتا تھا تو فرماتے انصاف سے بعید ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی
کوچون مین اپنی جان دے۔ اور ہم کھانا کھائین آپ کھانا بھوکون کے لئے بھجوا دیتے
اور خود قوت روحانی پر جو بمصداق اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّی میراث اولیا ہے بسر کرتے تھے

بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب مسکین کو
پیدل چلتے ہوے دیکھتے آپ سواری سے اتر پڑتے اور سواری پر اوسکو سوار کرتے
اور خود پیادہ پا ختم منزل تک جاتے اور سر پر چادر یا رومال ڈال لیتے تا کہ کسی دوست کو

عجز و انکساری اپنے نقص و قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہی اور بہت کچھ معذرت کی لیکن جناب مولانا نے استخارہ لیا اور موافق آیا تو بہت اصرار فرمایا اور آپ کو خلافت تامہ عنایت فرما کر دہلی کی طرف رخصت کیا آپ ہی جناب مولانا کے خلیفۂ اکبر مشہور ہوے

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جب آپ راہی شہر دہلی ہوے تو یہ شعر ورد زبان تھا ۵ شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند + زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + آپ کے رخصت ہو چکنے کے بعد جناب مولانا کے قدیم دوستون کو آپ کے اس قدر جلد خلیفہ ہو کر رخصت ہو جانے پر بہت رشک آیا اور غیرت آئی اور جناب ممدوح کی خدمت مین یہ معاملہ پیش ہوا تو ارشاد ہوا کہ آپ صاحبون کو امر واقعی کی کچھہ خبر نہین ہے درحقیقت اس نوجوان کا معاملہ تربیت درجہ کمال کو پہونچا کہ ہمارے پاس بھیجا گیا تھا اوس نے ہمارے پاس آکر صرف تصحیح حال فرمائی ہے بے شک جو شخص اس طرح آئیگا وہ اسی طرح جائیگا۔

آپ ہندوستان مین داخل ہوے اور ایک سال تک لاہور مین مقیم رہے وہان کے اکثر علماء اور صوفیہ کرام آپ کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ پھر آپ شہر دہلی مین تشریف فرما ہوئے (جو اوس زمانہ مین دارالاولیاء اور بیت الفقراء تھا) اور قلعہ فیروزی مین مقیم ہوئے۔ جو لب دریائے جمن واقع اور نہایت ہی دلکشا مقام ہے۔ وہان بکثرت آپ کی طرف خلق اللہ کے رجوعات ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ مین مرجع خلائق ہو گئے۔ ہزارہا آدمی آپ کا معتقد تھا مگر آپ بہت ہی کم لوگون کو مرید کرتے تھے بعض بعض صاحبون کو حضرت **قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی** رحمۃ اللہ کی درگاہ سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے معذرت فرمائی

لکھے ہین اونکی پیشانی پر یہ شعر تحریر فرمایا ؎ من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم + کہ استخوانِ عزیزان بہ ساحل افتادست + اس سفر مین آپ نے بعض واقعات مین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ آپ مولانا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہون - اس کے بعد آپ نے حضرت مولانا ممدوح کو خواب مین دیکھا وہ خود یہ ارشاد فرماتے ہین کہ "اے فرزند ہماری آنکھ تمہارے راہ پر لگی ہوئی ہے جلد آؤ" اس بشارت سے آپ کو کمال خوشی و خرمی حاصل ہوی اور اس بیت کو ورد زبان فرمایا ؎ میکند شتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمین + عالم آشوب نگاہے سرِ راہے بگرفت + مقام در مقام اور منزل بہ منزل آپ سفر کرتے ہوے آستانہ عالیہ حضرت مولانا خواجہ محمد آدم امکنگی عرف مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ پر پہونچے آپ شہر سمرقند کے ایک معتمد اور مستند بزرگ اور سرہ آوردہ مشائخ سے تھے آپکو اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ مولف لب لباب مثنوی معنوی سے خرقہ و خلافت پہونچی تھی اونکو اون کے ماموں حضرت خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو زبدۃ الاتقیا حضرت خواجہ محمد عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے مولانا ممدوح کی دست مبارک پر بیعت کی مولانا آپ کے حال اور مقام عالی سے مطلع ہوئے اور آپ پر وفورِ عنایات اور توجہات خاص مبذول فرمائین تین شبانہ روز آپ سے تخلیہ فرمایا اور اسرار خاص سے سرفرازی بخشی اور یہ ارشاد ہوا کہ آپ کا معاملہ بہ برکت اکابر سلسلہ علیہ انجام کو پہونچ چکا ہے اب آپ ہندوستان تشریف لیجائے اور خلق اللہ کو فیض پہونچائے کہ آپ سے اس سلسلہ کو بہت فروغ اور رونق حاصل ہوگی - اور طالبان خدا مستفید ہون گے - ہر چند کہ آپ نے برا

بڑے بڑے قدم رکھنے شروع کیے اس شخص نے دوڑکر اونکا دامن پکڑ لیا اور عرض حال کیا۔ اونھون نے منہ پھیر کر اس کے طرف کو دیکھا تو وہ خود حضرت خواجہ صاحب ھی تھے یہ ہیبت زدہ ہوکر بیہوش ہوگیا اور وہ چلے گئے جب اسکو ہوش آیا تو اس نے اور ونکو اسکی اطلاع کی آپ اس نام سے مشہور ہوگئے مزار شریف آپ کا دہلی مین بیرون اجمیری دروازہ قریب درگاہ قدم رسول زیارت گاہ خاص و عام ہے

قصیدہ مولف

لبالب بھردے اے ساقی مئے باقی سے پیمانہ
کہ ہون مستِ الستِ اول سے مین جانا نکا دیوانہ

ملا ہے ساغرِ وحدت خمِ باقیِ باللہ سے
ازل سے ہی خمار اوسکا کہ ابتک ہون مین مستانہ

رہے مخمور تا محشر جو پی لے کوئی ایک جرعہ
یہ فیضِ ذاتِ مطلق ہے کہ ہے یہ جن کا میخانہ

شبستانِ ولایت کے وہی شمعِ ہدایت ہین
اونہین سے بزم ہے روشن اونہین کا ہے یہ کاشانہ

نہین ممکن کہ وصفِ خواجہ ہووے کچہ رقم مجھسے
شہ ذیجاہ ہین خواجہ میرے پھر اس رندانہ

تمھارا نام ہے سید رضی الدین شاہ خواجہ
ہوے فانی ز خود باقیِ باللہ شاہ اِن مردانہ

تمھارے فیض سے پہونچے گدا و شاہ مقصد کو
کسی کو دولت عرفان دی کسی کو تاجِ شاہانہ

قدومِ فیض کی برکت سے ہندوستان ہوا جنت
جو کفرستانِ باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ

بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دکھا دو دلمین اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

لف: سلوک نقشبندیہ مین توحید وجودی کی تعلیم ابتداءً واقع ہوتی ہے بعدہ درجہ شہودی کا ہے [illegible]

ے

اور ارشاد کیا کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہون گے جن کے لئے ارشاد ہوا ہے مین نا چیز کجا اور یہ ارشاد کجا۔

آپ کے خلفا کی تفصیل یہ ہے **شیخ تاج الدین** رحمۃ اللہ علیہ **خواجہ حسام الدین احمد** رحمۃ اللہ علیہ **شیخ الہ داد** رحمۃ اللہ علیہ اور **امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی** رحمۃ اللہ علیہ بعض شجرون مین **حضرت امیر سید ابو العلا اکبرآبادی** رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہے اور اکثر مین اون کے مرشد کا نام **سید عبد اللہ** مرقوم ہے جو بواسطہ خواجہ یحییٰ و خواجہ عبد الحق حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے ہین۔

جناب خواجہ علیہ الرحمہ کا عرف **خواجہ باقی باللہ** رحمۃ اللہ علیہ مشتہر ہونے کی وجہ عامۂ خلائق مین یہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی شخص نے بقا باللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہان زبانی سمجھانے کی بات نہین ہے اوس نے عرض کیا کہ حضرت جس طرح ممکن ہو ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری وفات کے وقت ہم سے دریافت کرنا جب آپ کو بعمر چالیس سال وسط جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مین مرض الموت لاحق ہوا تو اس شخص نے حاضر خدمت فیصدرجت ہوکر عرض کیا کہ اب وعدہ ایفا فرمایا جائے تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے جنازہ کی نماز پڑھائے تم اوس سے یہہ دریافت کر لینا جب آپ نے بتاریخ **۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ روز شنبہ وصال فرمایا** تو یہ شخص نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا کہین سے ایک شخص برقع پوش آیا۔ سب نے اوس کو آگے بڑھایا اوس نے نماز پڑھائی اور نماز پڑھا کر وہ چلا یہ صاحب اوس کے پیچھے پیچھے ہوئے یہانتک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا اور جنگل آگیا اور اوس سے

کجا آن غرقهٔ بحر مطالب / که سر پیچید ز امواج کواکب
وجودش موج الهی بیابد / ز اصل موج آگاهی بیابد
به بیند موج حسن عشق یکدست / شود با موج عالمگیر سرمست
زیک بحر است چه انفس چه آفاق / چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق
عجب بحریست خود در خود شناور / تعالی شانه الله اکبر
اگر علمی است از علم خدائیست / خوبی و کبریایی بادشاهیست
درین معمورهٔ کثرت را چه کار است / همین یکذات و دیگر اعتبار است
اگر قدرت وگر علم و اراده است / بظاهر هستی چند او فتاده است
همان اصل نسب بی چند و چون نسبت / ز هر نسبت که میدانی بر و نسبت
ز بحر جود او کونین جوئی / ز جوی لطف او آدم بسوئی
بسوی خاک و آتش او ندیده / خدا ایش جمله از آب آفریده
چو آب صاف خالی از کثافت / شده ظاهر ز بیرونش لطافت
لطافت عکس نور لا یزالی / نه آن عکسی که از اصلست خالی
چه عکس است این قدر از اصل معمور / چه نور است اینهمه سبحان ذی النور
زهی نوری که چندین بیش و کم ساخت / ز بحرش قطره بیرون نیست ساخت

۲۳۹

چنین دانم که خود غواص خود بود
چو من در موج دریا ره نوردم
سگی در فرق وگه در جمع گردم
بشارت باد بخشم را سعادت
خداوندا کارساز قاضی الحاجات
خداوندا درین چاه نفس گیر

بسم الله الرحمن الرحیم

خداوندا الفقرم راه بنمای
درے زان ره سوے درگاه بگشای

که از ناکامی خود کامیابم
در افلاسی کل آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا ام
بشویم دست ازین شوریده قلزم

شوم در فقر دریای الهی
امانت دار درهای الهی

ز آشوب دماغ پر تحیر
گهی خود را صدف بینم گهی در

گهی زین هر دو بالاتر گزینم
صفات بحر را در خود ببینم

ببخشش آیم از موج تفکر
کنم دامان کوه و دشت پر در

بگیرم بر کف از دریا هوای
هم از خود بر خود افشانم نثاری

ز جوش سینه چون گردم سبک سیر
بیند ازم بنای این کهن دیر

باستادِ هوس تسلیم کردی / بحکم مشکلاتش تعلیم کردی

نسیم غمزه پردازی بباغش / دمیدی طرّه و بیدی در دماغش

عنانِ عقل بگرفتی بدستش / بشیرین عشوه دادی بشکستش

طریق عشقبازی را نمودی / دلِ ناکرده کارش را ربودی

خود از هر سو بجستیش نشان رسیدی / بآئینی که بایستی دیدی

لباس مختلف پوشیده سرمست / ربودی صبرش از دل کارش از دست

بحمدالله که مسجودم که بودی / مدار بود نابودم تو بودی

اگر در دیر و گر در کعبه بودم / بتو گفتم از تو می‌شنودم

تو بودی حلّ چندین مشکل من / تو بودی راحت جان و دل من

همین سرگرم سودای تو بودم / بهر جای تمنّای تو بودم

اگرچه این سخن مستانه گفتم / غبار شرک چندین ساله رُفتم

دو روزی اندرین بتخانه بودم / بسان سبحهٔ صد دانه بودم

ولی هر یک برآورده دکانی / بهر جا رنگی و هر سو نشانی

در توحید بر رویش کشادند / شعورم در دل ریشم نهادند

وجود رشته برگشت سوزان / بزد در خرمن صد رنگ بتستان

حکایت

قبولی گرچه از شیطان شنوده / ز شیطان گوش رسوائی بوده

همه ابلیس را فرزند بی قیل / خطابش قرة العین عزازیل

ز آتش زادهٔ دیو آدمی رنگ / ز آتش بارگی عالم از و تنگ

من بیچاره از دستش زبونم / درون چاه ادبارش نگونم

گهی در خشم و گه در آرزو خوار / میان آب و آتش دارم این کار

گهی در خلوت شیطان کشد رخت / در ایوان سیه بختان زند تخت

گهی در روی کارم پرده آرد / یقینم را بتاریکی گذارد

گهی نازد پی کسب کمالات / دهد نقدم بتاراج خیالات

گهی این با قبول از بس عداوت / پی جذب قلوب آرد ارادت

ز دوروئی کند شرح و بیانی / ز علم و شعر خواند داستانی

گه آمد در سکوت و در تفکر / شود اهل ارادت را تصور

که جانش غرق دریای وجود است / برون از خلق در عین شهود است

زمانی در مناجات آورد روی / ز فکر آخرت گه دیده یکسوی

که از بهر چه غم زهد کارم / ز سر لذات فردوسی ندارم

ازین غافل که دنیای لعین را / بپرورده فساد کار دین را

سهی سروی ز بستان خدا نیست / ستون بارگاه کبریا نیست

سرای کون دارد نور بینش / ازین فانوس شمع آفرینش

کلام زندگی بخشش میسر است / که روح القدس از من بهره گیر است

همان عیسی ازین دم بهره ور بود / که در انفاس او چندان اثر بود

سرافیل است ابجد خوان این درس / نهاده گوش در سامان این درس

خوش مرآت نور لا مکان را / صلا در داده بینائی جهان را

که هان در من چو دیدی بیشک و ریب / خدا بین آمدی در پرده غیب

درون پرده من بودم که آدم / ملک را بند سجودی که کردم

جمال یوسف از من آبخور داشت / که عالم را جهان زیر و زبر داشت

دلش آهسته با خود در ترانه / که از تیر عجب دارم نشانه

حریف راز دارم دیگری نیست / نهال عشق را جز من بری نیست

چنین دارم که اسرارش کماهی / خودش میداند و علم الهی

عروس خلقتش اندر شرح اینست / که نور قدس در پرده نشین است

سرای حسن و خلوتگاه عشقم / ز من جو بندره من راه عشقم

صفات دوست را بی نقل و تحویل / منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

مناجات

در نعت حضرت سید المرسلین محمد مصطفی صلی الله علیه و آله و سلم

همان بی رنگی و بی اعتباری ... دمادم میفزودش بیقراری

سرشک از دیده می بارید و میگفت ... شکاف سینه میخارید و میگفت

که هر کس را تمنای محالیست ... نهانی هر دلی را قیل و قالیست

مرا هم در دماغ آرزو خیز ... بجای امید و نومیدی انگیز

که امیدانم مرا دم برنیاید ... ازین ششدر گشادم برنیاید

ولیک از قسمت قسام ذوالمن ... نصیحت ناشنوها نیست در من

همین نابود خود میخواهد و بس ... همین در آرزو میکاهد و بس

چو در حشر از لحد بیرون کنم سر ... زمن بوی نیابند اهل محشر

مباد آندم شوم از خود گرفتار ... به نفسی نفسیم افتد سروکار

بفضلت در بهشت آیم خرامان ... غبار قصر و باغ از من برافشان

دماغ خودپرستی نیست در من ... سر بالا و پستی نیست در من

بلی آنرا که چشم تیزبین است ... ولی با داغ خواهش همنشین است

برون از دوست آرامی ندارد ... بخود قطعاً سرانجامی ندارد

من و این طفل نادان در خور و خواب ... پی آن راه گیرم اندرین باب

زبانی حلقهٔ این در زنم چست ... کنم بند تعلق از همه سست

نخست از مروّت جوش زبانی | فرستادند لختی ارمغانی

ترحّم را شفیع خویش کردند | سر عجز فقیری پیش کردند

شب مجنون و بیداریش کردند | سرشک خون و خونخواریش کردند

همان کاهیدن و خواری نمودن | همان زاری و بیزاری نمودند

ازان سربستهٔ غم تعبیر کردند | بصد سنگین دلی تفسیر کردند

دل مجنون دران مجمع گذر داشت | دران صد پرده خود آهنگ برداشت

وگرنه راز غم خود رم ندارم | حدیث عشق از بیغم ندارم

سخن القصه در گرمی در آمد | عزیزان صنم را در خور آمد

بمیدان مروّت رخش راندند | به تسلیم و رضا گوهر فشاندند

که ما را نیست تقصیری درین باب | ولیکن تاب میباید کجا تاب

کنم اینک رخ لیلی مهیّا | ولی هوشی ز مجنون ماند اینجا

خود آن بیچاره سد باب خویش است | خود افسون خود و خود خواب خوش است

برآمد پشه از باد دل تنگ | بدامان سلیمانی بزد چنگ

سلیمان باد را احضار فرمود | حضور باد بود پیش بر بود

وزان پشه اگرچه ظلم ره داشت | ولی از غیر او بخت سیه داشت

درین بستان اگر خاری شود کم
کدامی مرغ خواهد داشت ماتم

ازین گلشن اگر برگی شود زرد
که خواهد خاک بر سر کرد ازین درد

چه خواهد شد اگر دریا بجوشد
نقابی بر سر یک قطره پوشد

فلک گر تند بادی را گمارد
کزین محفل غباری را برآرد

بیا ای نوح طوفانی برانگیز
باین خاک هوس آلوده بستیز

اشارت کن بموج پر تلاطم
غبار شرک از روی زمین گم

فرود آی کلیم الله ازین کوه
تجلی کن باین فرعون انبوه

عصا را اژدها صورت بجنبان
نمود چند را نابود گردان

بیا ای خواجه ابروی هلالی
بشبخون بر برین شوریده حالی

بگفت آور زبان گوهر افشان
غبار هوش از مغزم بر افشان

یکی روی جهان افروز بنما
حجاب ماه و رشک روز بنما

بتی را گرمی بازار بشکن
خلل در طاق این کسری بیفگن

بکن دکان این شیطان مشوش
بهم بر زن بساط آب و آتش

سر گردن کشی در سجده آور
ابو جهل ضلالت را بزن سر

گرفتم ناکس و گر تر زبانم
محمد را رسول الله دانم

حکایت

جهان فانی است بر فانی منه دل | ازین شست مذبذب بند بگسل

چو بگسستی ز خود بند جهان را | گرفتی پرده نور لامکان را

شدی در پرده تصدیق و تسلیم | برون از فکر و استدلال و تعلیم

سبق از عَلَّمَ الرَّحْمٰن گرفتی | ز دست موهبت ایمان گرفتی

چو در بحر یقین خود را سپردی | ز هر صنعی بصانع راه بردی

دلت زان بی نشان آگاه گردد | محبت مقتدای راه گردد

ز راهی گر نظر افتد گزندت | شود دور تسلسل پای بندت

گهی مانند نجومت داغ بر دل | شوی گاه از طبایع پای در گل

گهی فکرت بتعطیل افگند گوی | چو جسمانیه در وهم آوری روی

زهی نور یقین دانای کارش | جهان بر ساده لوحیها مدارش

دل اندر مخبر صادق نهادن | بران صدق مجرد ایستادن

ز تأثیر محبت ست گشتن | ز طور عقل خود بین درگذشتن

ازین صدق و محبت نیز رستن | بسان قطره در دریا شکستن

دگر ره سر برآوردن ز دریا | حباب آسا ولیکن پای برجا

باحکام شریعت سر نهادن | زمین استقامت بوسه دادن

فسون اهرمن از جان پذیرم
مقام وهم خود را عین گیرم

بکف بگرفته شمعی از ره نفسم
بنادانی و کوری در چه افتم

نیارد نزد بینا جز حقارت
نظر ناکرده دعوی بصارت

برسم علم توحید ار خبیرم
دران کشور بسی روشن ضمیرم

ولی رسمش ز ترباکی نشاید
باندک زهره بی باکی نشاید

گرفتم عین توحید است عالم
ازان جوش است چندین قیل و قالم

چه نور ذات بر دل حمله آرد
کجا تفصیل اسما را گذارد

دران موطن که دل آرام گیرد
دل از علم صفاتش کام گیرد

دل تملیست در وی شد جلال
سر آمانی و بنیاد آمال

چنین دل گر بوهم آمد عجب نیست
گمان بعد از وی بی نسبت نیست

ازین معنی بهر صورت زند دست
که باشد گردم از جام صفت مست

کند یار از درون پرده فریاد
که وقتی عاشق شوریده خوش باد

هنوزم رخصت دیوانگی نیست
طریق شرع جز فرزانگی نیست

نمیدانم خبر کی جز درین راه
برون از شرع نیکی حاشا لله

بنامشروع گر اندک جمالست
درو مضمر بسی مهر و جلالست

مرا از خود لبوسی خود گشودی | بنور غیب دیدی آنچه دیدی
ز چندین آیت عشق لطف آمیز | نشاندی در دلم تخمی ز تجرید
جز آن معنی که صاحب ستراقی | فرو ناید درستی بر هر دکانی
در اخورد رست بینداز یکی فیروز | کز آن تخم آن بیابیم دلنوازی
یکی از او درج عقوبت خود فرو داد | گره‌ها بسته از هر حلقه تابی
بجا کی پایت لست فرخنده زیاد | بسی محتاج و بسیارم طلبگار
فرود افتاد تخم از برج عزیز است | شکستم از خیارسی نصیبی است
نمیدانم کدامی سوی آیم | بجا این بار محنت را کشانیم
ازین تشنگی به جهان از که پرسم | سلیمان زبان دانان از که پرسم

حکایت

زلیخا را چو در خواب سید نور | جمال یوسفی آمد جگر سوز
نمیدانست کان مه را چه نام است | مقام خاطر افروزش کدام است
ولی در بند غم کاهیده می‌داشت | دماغی در هوا شوریده می‌داشت
همین درد و همین سوز و همین ریش | نه از معشوق آگاهی نه از خویش
خبر نا یافته جان در تقاضا | برون از ششجهت دل در تماشا

٢٨٩

کیا یم یوسفم را گاه بیگاه

مناجات

ندا و ندا مرا از من برون بر
دران تو قوم کریمی ... فرو دن بر
زبان بند و صد گفت و شنید است
بجواز نور هدایت بال و پر یافت
تحقیق سعادت
بخلوت گاه ایمان ارادت
ازین همان غیبی نور ایمان
بسلطان ارادت علم افراشت
طالعم ممکن از انوار واجب

نظر چون از تحیر باز پرداخت — بسیمای سعادت دید و بشناخت

گرامی خواجه احرار را دید — چه خواجه مخزن اسرار را دید

لب اندر معرفت گوهر فشان داشت — سخن از بی‌نشانیها نشان داشت

بگفت ای شاهد خلوتگه راز — که دلها در رهش آمد سرانداز

گهی از حسن صورت سر برآرد — نهان از عشقبازان جمله آرد

گه از صورت ملیح آمد نمودار — ملیحی کرد و از وی گرم بازار

ولی آنرا که در جانش اثر کرد — برون از جان و تن در خود سفر کرد

دثار جان شعار تن نهفته است — پی مقصود خود از خود بپرداخت

بتحقیق آنکه انسان است این است — ز چشم غیر پنهان است این است

پیمبر چون ز سرش پرده برداشت — ظلومی لازم آن نامور ساخت

چو در انوار کل شد محو ناچیز — بهم برزد دکان وهم و تمیز

ز خود بگذشت و گوی مردمی برد — امانت یا امانت خواه بسپرد

کدامین ظلم ازین بسیار باشد — که بنده بی صفت بیکار باشد

تکبر نیز وصف ناگزیر است — مقید خود بناچیزی اسیر است

نهایت رفت و آمد بی نهایت — چو کبر است این مبرا از خیانت

بمصر آمد ولی از شوق پرجوش
هوای وصل او خواب و هم آغوش

نظر چون در عزیزش رهنمون شد
بلا از یکطرف چندان فزون شد

فریب روزگارش تنگدل ساخت
سلوکش از محبت منفعل ساخت

همی بارید بی پایان تگرگی
ز باغ آرزو نگذاشت برگی

ز کوه رنج سیلی قد برافراخت
نشان عشرت از عالم برانداخت

برآمد تیغ بر کف برق بیداد
بخرمن گاه شادی دست بگشاد

زلیخا را دران صحرای خونریز
خسی افتاد در چشم اشک انگیز

جهان تاریک شد چون تار گیسوش
بتاریکی در آمد چشم جادوش

چو ظلمت بست چشم از این و آنش
نظر افتاد بر خود ناگهانش

ز تأثیر نگاه جادوانه
دلش شد تیر الفت را نشانه

دلش کز تیر ترکان پر برآورد
پی نظاره چشم دیگر آورد

به پرواز آمد آن مرغ هوس گشت
ز اقلیم شهادت جست بگذشت

ز غیب افتاد با یوسف دو چارش
سروشش غیب کرد امیدوارش

دران امید روزی چند می‌بود
بآن بود و دگر خرسند می‌بود

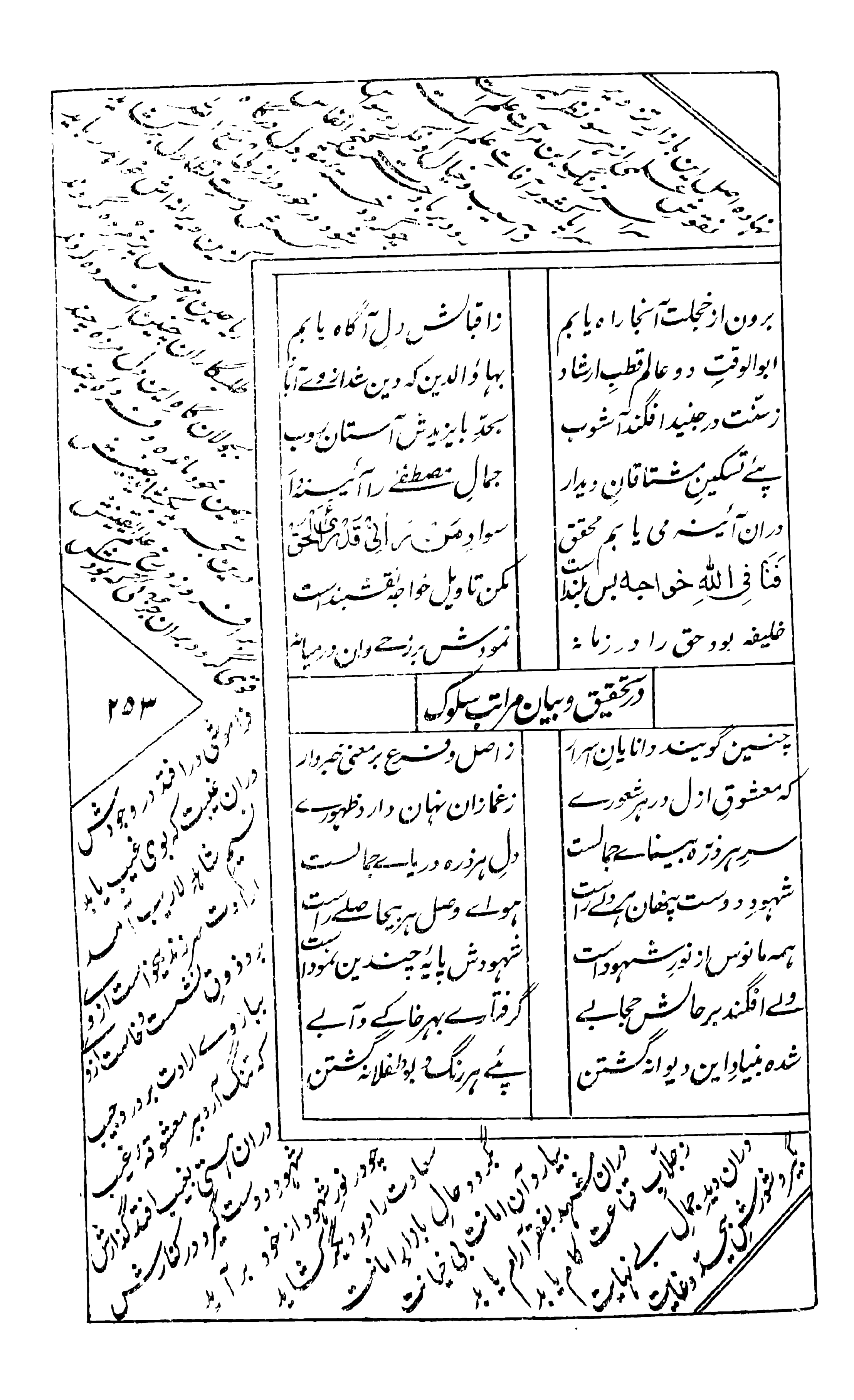
سوی غیبش دری بگشاده بودند
دران در دیده بنهاده بودند

۲۵۱

چو پے در پے شد آن نور شهادت
بیکبار از خود افتاد این عمارت
رسید ندا این دو سه مرغ خوش آواز
بقصد لامکان کردند پرواز
کنون در خود که می بینم وحیدم
نه مومن لے نه مریدم لے شهیدم
چو کار اینجا رسید لے اصل یکار
بکن نوعے که دانی جلوه درکار
کنون دارم بجائے آن عمارت
پریشان برقعے با صد خسارت
ازین برقع که مرکش باد درکار
بدست نفس و شیطانم گرفتار
عروسان گاه گاهے برقع انداز
برون آیند در جولانگه ناز
برافگن برقع و در جلوه کن رائے
عروسان جهان را پرده بکشائے
در خواهش زیبا کی کشودم
درین معنی دلیریها نمودم
نقابے بر رخ این ماجرا کش
خطے بر روی این چون و چرا کش
نهادم دل بهر نوعی که باشم
به تسلیم آمدم والله اعلم

بیان نسبت حضرت خواجه ابوالحسن خرقانی قدس سره العزیز

ولی گرچه چشم هر بیننده مستور
بیفتد از خود و بالیست از دور
برهنه از خود مقامے برگزیند
ز ابلس کاثار جذب دوست بیند
کند در سینه گوهر نشانے
ز اخلاق نبوت ترجمانے



برون از خجلت آنجا راه یابم / زاقبالش دل آگاه یابم
ابوالوقت دو عالم قطب ارشاد / بهاء الدین که دین شد از وی آباد
زسنت در جنید افگند آشوب / بسجده بایزیدش آستان روب
پئے تسکین مشتاقان دیدار / جمال مصطفی را آئینه دار
دران آئینه می یابم محقق / سواد من رآنی قد رأی الحق
فنا فی الله خواجه بس بلند است / لکن تاویل خواجه نقشبند است
خلیفه بود حق را در زمانه / نمودش برزخے وان در میانه

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند دانایان اسرار / ز اصل و فرع بر معنی خبردار
که معشوق ازل در هر شعورے / زغمازان نهان دارد ظهورے
سر هر ذره بیناے جمالست / دل هر ذره دریاے جمالست
شهود دوست پنهان هر دلے راست / هواے وصل هر یک جا صلے راست
همه مانوس از نور شهوداست / شهودش پایه چندین نموداست
ولے افگند بر حالش حجابے / گرفته آب بهر خاکے و آبے
شده بنیاد این دیوانه گشتن / پئے هر رنگ بود افسانه گشتن

۲۵۳

[illegible]

خلل میداد آئین طلب را	زبان میسکرد عشق بوالعجب را
جوانی و جمال و بینش انداخت	سر و پای تحمل جمله انداخت
نمودندش که سنگ راهست اینست	نظر بند دل آگاهست این است
تو بند سرو یوسف بند لیلا	ازین ناجنسیت سرد است بازار
غرض تعلیم عیبش کرد ائید	بپایه پایه تا ایوان توحید

التجا بحضرت خواجه بهاء الدین محمد نقشبند و خواجه عبید الله احرار قدس سرهما

هنوز ایوان استغنا بلند است	مگر فکر رسیدن ناپسند است
مگر ای خواجه اندازی کمندی	شهی صیاد چون من ناپسندی
بے امید بے بنیاد دارم	که نه مردم نه استعداد دارم
شکار لاغرم بے اعتبارم	متاع کت قبول افتد ندارم
کساد بهای بازارم یقینست	اگر کاریست لله فی الله اینست
زبانے حسبة لله بر خیز	بااین در خاک و خون افتاده مستیز
قبولم کن که اقبالت تمامست	دران اقبال کارم را نظام است
قبول تو قبول نقشبند است	که در وحدت نه چونی و نه چندیست

[illegible]

بشام هجرت و تاریکی غار — بآن خوش عنکبوتی عنبرین کار

بجوری کز قریش وا قربا دید — بآشوبی که دشت کربلا دید

بدار و گیر بدر و حرب خندق — بروز فتح و نور حصحص الحق

بآن شب کز سرای ام هانی — رسیده در مقام لامکانی

به بیرون رفتن از آواز این ده — به سبحان الذی اسری بعبده

بدیدی آنکه می بایست دیدن — به بیچون گفتن و بیچون شنیدن

بفقری کز خودش درویش شیدا است — سر الفقر فخری پیشه ما سید است

بآن قسم کاو در روز شفاعت — کند تدبیر مشت بی بضاعت

که این غافل گشاید چشم از خواب — دران حجره عنایت پرورش یاب

نهد در قرن اول آشیانه — اویس ثانیش خواند زمانه

ز آسیب زمانه فارغ البال — به بینم ماضی و مستقبلش حال

من ارچه دورم از بخت سیه دل — تو حال گمرهی واری چه مشکل

کناری نیست دریای قدم را — ید طولی است بازوی عدم را

مرا گرچه سراسر کار خام است — تمامم دان که این سودا تمام است

مناجات

به تسکینش ندارد هیچ کاری | دران آرام ننشیند غباری
یقین آن دیدن شورش از آن سو | درین تسکین نبودی از تکاپوست

در بیان عقاید دین و شرائط سلوک راه یقین

بلا خواهنده جذب الهی | تمنا دار فضل پادشاهی
نخستین شرط این سودا یقین است | دوم سرمایه این سود دین است
سوم پاک تخم این زراعت | رفیق سنت و راه جماعت
عبادت رونق و کردار کردن | برون زاسیب رخصت کار کردن
چهارم خدمت سلطان دینی | قبول خاطر مسند نشینی
به تحقیق ساعت تقلید دیدن | قدم از جاده طاعت کشیدن
ز بستانش گل مقصود چیدن | بزیر سایه اش از خود رمیدن
نهادن سر به خود وبایست خود بار | مرادش هر اشدن از جان پرستار
شود زین چار عنصر جان طالب | بنفخ روح ربانی مناسب
ولیکن شرط چارم لازمی نیست | بقصدش سد باب محرمی نیست
بسا ه نمان که علوی آشیانند | اویسی مشرب و عیسی در بانند
بجسم طالع و از لطف باطن | گرفته گوهر از اصل معادن

دران خلوت که چشم جان نگنجد — بجز نظارهٔ جانان نگنجد

بجز نظارهٔ چیزی درمیان نه — خود از نظارگی نام و نشان نه

نظر هم نیست اینجا جز تحیر — فانّ الذات ممنوع التفکّر

درین بستان بود نخل برومند — دل آگاه و جان آرزومند

ولیکن بر بجز خون جگر نیست — گلی جز خار حسرت در نظر نیست

دو معنی حاصلست آزادگان را — بدام عاشقی افتادگان را

یکی درد طلب دیگر فسردن — باستغنای مطلوب آه بردن

چه گفتم حاصلی غیر از عدم نیست — کسی را شرکت اندر بیش و کم نیست

اگر درویش درویش است او نیست — سخن کوته که جای گفتگو نیست

طلب بیچون و مطلوب بیچگونه — نه این را مثل و نی آن را نمونه

محبت خانهٔ فارغ ز غوغا — ز کثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص طالب تنزیه مطلوب حقیقی

بیانم را چو توفیقی رفیق است — بیارم آنچه لابد طریق است

گذشتن اول از خود شرط کار است — فراغت چون بسی بی اعتبار است

همه لذات روحانی حرام است — حظوظ نفس ظلمانی کدام است

وگر نفسم مراد وسے را کند یاد | برآرم در جهادش تیغ بیداد
شوے برون ز حول و قوت خویش | شوم در انتظار دولت خویش
سرم مست غریق بحر هوایست | دلم مشتاق انوار لقایست
بتقدیر الهی شاد باشم | وزین زنجیر بندگی آزاد باشم
بتسلیم هیم نیک و بد را | براندازم ز خود بنیاد خود را
چو بیرون شد از پیش شد وجودم | همان انکار من هرگز نبودم
بمرگ اختیاری [illegible] | نه مردن پیشه خود را سپردم
[illegible] | رسانم الله الله گاهش جانها
بسر گردی آن [illegible] | درآیم در سماع عاشقانه
[illegible] تحمل | فتد در کشور دانش تزلزل
شوم واقف [illegible] نگهداشت | برآرم دست در کار نگهداشت
[illegible] تسدید خواطر | براندازم بخواهشت از مظاهر
بیابی از حفظ نفس آزاد | نگهدارنده خود را کنم یاد
پس انگه [illegible] تحقیق اخلاص | به بحر نامرادی گشته غواص
دلم گوید که سودایی ندارم | بجز عشقش تمنایی ندارم

شود نورِ یقین مستِ نظاره — دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینے تا حدِ حق الیقینش — یقینے مقصد و معراجِ دینش
یقینے اسمِ اکمو رسن نقابش — ز هر وهم و گمان بیرون حسابش
یقینے اصل و بنیادِ جهانے — یقینے نیز گردِ لامکانے
درینموطن مجالِ آگهے نیست — مشاعر را درین خلوت رہے نیست
که برهانِ وجودش هم وجود است — شهودش را دلیلش هم شهود است

در بیانِ تجلی ذاتی و تجلی معنوی و تجلی صوری و علمِ حضوری

حضورِ ذات اگر در خلوتِ جان — بود بے پرده کشفِ ذاتی است آن
وگر علمی بود علمِ حضوریست — ولے در پرده کان امرِ ضروریست
ولے علمی حصولی شد مقامش — تجلی معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند رو — تجلے صورتش خوانند سخن گو
دو جا لیکن ظهورِ این جمالست — یکے در حس و دیگر در مثالست

در بیانِ تحقیقِ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتبِ آن

دلم در و شیفته در فکرِ یقین بود — در اطوارِ ظهورش نیز بین بود
که یا رب شاهدِ عین الیقین چیست — دران عین الیقین مقصودِ این چیست

۲۵۹

ظهور دارد و از عین سعادت
تعالی الله چه عالی قدرتست این
چه زیبا حکمتست این

در بیان تجلی صوری ...

مقید نیست این قسم از سعادت	نه در صحرای غیب و نی شهادت
چو در صورت بود گو در مثالست	علی التحقیق این قسم اتصالست
همان در کسوت نور مثالی	ز رنگ حیز و اشکال خالی
بلی مرئی چه ظلمانی چه نوریست	چه جسمی چه مثالی جمله صوریست
کسی زین جلوه بالاتر نه بیند	برون زین قسم چشم سر نه بیند
شب معراج سلطان گزیده	خلاف آید که دیده یا نه دیده
که ذات حق بغایت ناپدیدست	بجز چشم یقین او را که دیدست
ظهور ذات حق در قلب انور	بود چون جرم خور در چشمهٔ خور
اگر چه جرم خور دیدن نیاری	وجودش لیک پوشیدن نیاری
تجلی بیگمان نسبت بذاتست	شهودش در لبس نور صفاتست
همه در پردهٔ انوار اسما	مشاهد نیست جز قلب شناسا
ولی در آخرت سلطان مختار	بچشم سر دهد خلعت دیدار
فتد در موطن تبلی السرائر	بروی روز انوار ضمائر
بجنت آفتاب و ماه نبود	بجز رخسارهٔ جان آگاه نبود
مرا بالجمله تحقیق اینچنان است	که دیدار خواص آن جهان است

در بیان فنا و بقا ...

حضوری ساده رخشانست اینجا | توجه عین وجدان است اینجا
درآید چون در استیلا توجه | شود چون ذکر ناپیدا توجه
دل از خورشید وحدت نور گیرد | وجودش جملگی مذکور گیرد
ورش از نور خود علمی وهر دوست | چگویم الله الله روی نیکوست
درین ره هر که انوار خدا یافت | بتحقیق انتها در ابتدا یافت
برون از صورت معنی نگاریست | مجرد از تماشا انتظاریست
تماشا کن بکار علم افروز | بیاب این انتظار آدمی سوز
سعادت بخش ایمان محقق | اگر علمست در عین است و در حق
بآسانی درین ره میتوان دید | زهی برگشته بخت آنکس که نشنید
طریق مستدیر است اینکه گفتم | بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
زخود بیرون برو کز توحد ایست | خودی بگذار کاین از خودستائیست
شمیم دم انچه می باید شمردن | تو دانی و قبول راه بردن

تاریخ تولد برخوردار خواجه محمد عبید الله و خواجه محمد عبید الله که دریکسال متولد شدند

در باغ طراوت جوانی | بی برگ گذشت زندگانی
هرگز نشنیده بوی فرزند | بودم سروی بسایه خورسند

در بیان وحدت صرف

در تحقیق تجلیات و کشف

در تحقیق عین ذات است

چو از وجهی شک آمد در وجودش ‌ ‌ مداری نیست چندان بر شهودش

خلیل از سر سوی چون برافشاند ‌ ‌ کتاب لا احب الآفلین خواند

محقق است اندر پرده رازی ‌ ‌ دلش با پردگی دارد نیازی

وزین دم جلوهٔ عین الیقین است ‌ ‌ ولیکن جلوهٔ خلوت نشین است

باصل خود رسید آن نور جاوید ‌ ‌ برهنه از لباس بیم و امید

حضور ذات در مرات نورست ‌ ‌ ازان عین الیقین نور حضورست

چو در علم از مقام خود برون بود ‌ ‌ ز نسبتهای گوناگون درون بود

بسی ناحق شناسی میشد آنجا ‌ ‌ سراسر ناسپاسی میشد آنجا

چو توحید آمد اسقاط اضافت ‌ ‌ یقین وارست ز آسیب کثافت

درین معموره جز حق الیقین چیست ‌ ‌ بجز حق واقف علم الیقین کیست

که در حق الیقین از غیر بر نیست ‌ ‌ یقین را رتبه زین بیشتر نیست

درینموطن که مطلق کشف اینست ‌ ‌ شود روشن که مطلق نور عین است

محقق شد ازین علم مسلم ‌ ‌ که وجدان طلب آمد مقدم

نهایت درج بوده در بدایت ‌ ‌ تعالی الله زهی نور هدایت

چه خوش گفت آن حکیم کارآگاه ‌ ‌ چو سائل بالیقین گفتش هو الله

در هر رهِ الله ار شوم نیست / حاجت بسماع اکبرم نیست

در چشم من آن الف عظیم است / دانم که صراطِ مستقیم است

من یکدم سرد نام دارم / یک صفحه حیات کا مدارم

از نسخه کفایتست این کار / چون من بردم چه کم چه بسیار

چون در نگری غرض تمام است / سررشتهٔ نسخه هم بجام است

گر بحر رسد به تشنه کامی / سیرابی اوست هم زجامی

نه نه غلطم مقام درویش / عالیست ز حرف اندک و بیش

دریای ازل بسی شگرفست / سبحانک ثبت این چه حرف است

ای کیسه گشلهٔ نقابت / سررشتهٔ عقل سدِ بابت

من خرقهٔ عاقلی دریدم / ایمانِ محمدی گزیدم

از قیدِ تفکرم چه حاصل / آن خواجه بس است عقلِ کامل

پس هیچمدان همه گمانم / تحقیقِ رهی چنین که دانم

هرچند که خلقِ ناشناسا / گویند که عاقلست و دانا

استادم و دانشم کتابم / دانی که من از کدام بابم

طفلم که نخورده شیرِ مادر / افتاده همان بخاک و خون در

در خانهٔ کمترین غلامی ** شد بنده یکی بزرگ نامی

این نام خجستهٔ ملک زاد ** ان شاء الله شفیع من باد

بر درگه خواجه ام رساند ** گوید ز من آن سخن که داند

گوید که ز سرّ کارم آگاه ** او مفلس و من خزینهٔ شاه

کارش همه گرد من تنیدن ** الفتش بخیال آرمیدن

من بودم و نقد خانهٔ او ** سرگرمی آستانهٔ او

بیچاره قلندری تهیدست ** می بود خزینه دار پیوست

چون باغ طبیعتش بر آورد ** در میوه جمال من اثر کرد

چشم ملکی شناخت زادش ** زانروی بمن لقب نهادش

القصه دران گذشتن روز ** آمد بزمین چو باد نوروز

کردند موذنان اسلام ** تکبیر اذان بگوشش اعلام

تا قطرهٔ او ثبات یابد ** دین ابوین درنتابد

بر خیز هلا موذن غیب ** در گوش من آر بانگ لاریب

این خسته بسی نیازمند است ** یک اشهد از لبت پسند است

گر کیدم الله از تو گیرم ** والله که همان زمان بمیرم

این صورت تو عرش آشیانست — اسرار عجب درو نہان است
نہ بار کفن نہ تیدہ قبار — اول قدمش مقام دیدار
ایمان برہنہ باد تو — فردوس دلی کشادہ تو
دوزخ صفتی کہ از تو دور است — سبحان اللہ عجیب صور است
من گرچہ کہ آتشین دماغم — از نکہت تو شگفتہ باغم
ای زاہد خام طبع بیکار — خود را گرو دو جرعہ میدار
در پائی طبیعتت خر است — یکقطرہ ز دُرد می تمام است

تتمّہ

قصیدہ منقبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی سرہندی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ مصنفہ جناب مولٰنا مرشدنا مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی مرحوم دام فیضہم

دکھا دے ای خدا روضہ مجدد الف ثانی کا — کہ مدت سی ہون میں شیدا مجدد الف ثانی کا
امام علم ربانی حلیم ستر پنہانی — بیان کس منہ سے ہو رتبہ مجدد الف ثانی کا

آن تیره به قلزم فنا گم — روشن به حجاب اختفا گم

خور نیز حجاب نور داد — در پرده چنین ظهور داد

گر پرده ز روی خود کشاید — خود نیز باختفا در آید

یارب که طلسم خود کشائی — این طفلک ما باو نمائی

خور را بنظام خود گذارد — چون نخل ز دانه سر برآرد

چندین همه آفتاب رفتند — در بحر تو چون حباب رفتند

این قطره هم از شمار ایشان — در موج خودش مکن پریشان

باشد کامم ازو برآید — چون بینمش از تو یادم آید

بس تشنه و بس خرابم ای دوست — در حسرت یکدم آبم ای دوست

هر جا که ترشحی تو بینم — در العطش آیم و نشینم

ای بحر طرب بکام من شو — امروز یکی بجام من شو

من جام چه میکنم گدایم — مشتاق توام دهن گشایم

اکنون دهنم گشاده بهتر — بحر سخن ایستاده بهتر

زین گفت و شنود حاصلی نیست — حیران و خموش بایدم زیست

ایضاً ساقی نامه

سرِ سرہند اوترتے ہین لئے نوری طبق قدسی — مگر ہے آج عرس انکا مجدد الف ثانی کا

دمِ مرگ اور لحد مین پھر قیامت کی بھی بپتا مین — وسیلہ ہے ہمین پکّا مجدد الف ثانی کا

بہا لیجاتا ہے اک نام لینے سے فقط اسی — مجھے فیضان کا دریا مجدد الف ثانی کا

جو شانِ مجدد کو مانا نہین ہے — تو شانِ رسالت کو جانا نہین ہے

ادائے مجدد پہ دل دیچکا ہون — مراد اُس کی بہت کا شیدا نہین ہے

رہا شرفِ انسان کی حد سے وہ قائم — مجدد کے در تک جو پہنچا نہین ہے

نظر مین سمایا ہے کوے مجدد — ترا نقشہ اے خلد کھنچتا نہین ہے

کہان بندگی چھوڑ کر اوسکی جاؤن — کہ ایسا کوئی اور مولی نہین ہے

اِسی در کا سگ ہون نہ چھوڑون یہ چوکھٹ — کہ اِس بن کوئی اور آقا نہین ہے

خبر ورد کی لینا مشکل بنی مین — کہ حامی کوئی اور اُسکا نہین ہے

ہند آؤ کہ سرکارِ مجدد دیکھین — روکشِ خلد وہ دربارِ مجدد دیکھین

دیکھنا ہووے اگر قبۂ قصرِ جنت — روضۂ پاک پُر انوارِ مجدد دیکھین

دیکھنے ہووین اگر شوق سے اللہ والے — ملین قسمت سے تو زوّارِ مجدد دیکھین

آئنہ دیکھنا ہو جسکو جمالِ حق کا — سیدھی قسمت ہو تو دیدارِ مجدد دیکھین

ہے اگر نقدِ ارادت تو خرید و کونین — تاجرو آؤ کہ بازارِ مجدد دیکھین

طریقِ نقشبندی میں فیوضِ خواجہ باقی سے | بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الفِ ثانی کا
خلیفہ اور بھی ہیں خواجۂ باقی باللہ کے | مگر سب سے فزون پایا مجدد الفِ ثانی کا
دقائق سے ہوے واقف حقایق کے ہوے کاشف | تمیزِ عبد و رب حصہ مجدد الفِ ثانی کا
جھلک تو ایک تجلی کے ہوے موسیٰ نہ خودرفتہ | ہے ذاتِ بحت نظارہ مجدد الفِ ثانی کا
نگاہِ فیض سے دیتے ہیں وہ جذب و سلوک اکرم | ہے سکر و صحو سب یکجا مجدد الفِ ثانی کا
لکھے ہیں کیون جب پاے وہ احمد کو احمد میں | کہ جلوہ ہے احد کا یا مجدد الفِ ثانی کا

ایضاً

پلادے ساقیا ساغر مجدد الفِ ثانی کا | کہ ہون مشتاق میں کیسر مجدد الفِ ثانی کا
پلائے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے | رہون مخمور تا محشر مجدد الفِ ثانی کا
ہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی | رہے باقی رُخِ انور مجدد الفِ ثانی کا
ہیں درجِ گوہرِ معنی وہ بُرجِ مہرِ عرفانی | جہان میں نور ہے گھر گھر مجدد الفِ ثانی کا
عوام اونکے اشارہ سے بنے خاصانِ حق یکدم | یہ ہے مخصوص ایک جوہر مجدد الفِ ثانی کا
کرامات اونکے ہیں لاکھون عیان ہے جملہ عالم پر | بنا نا قطب و غوث اکثر مجدد الفِ ثانی کا
جنابِ غوثِ اعظم نے خبر دی اونکی آمد کی | نہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الفِ ثانی کا
مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن | طریقہ سب میں ہے بہتر مجدد الفِ ثانی کا

الا ان اولیاء اللہ لا یموتون

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرہ صوفیہ مجسم فیض

یعنی

مثنوی معدنِ فیض

مصنفہ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ رب ذوالمنن حضرت سید شاہ محمد احسن اشرف قادری سہروردی الہ آبادی

معہ

تذکرہ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشد اولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے عرفائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی مولانا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری السہروردی نقشبندی المجددی نعیم اللہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مؤلفہ

مولائی و مرشدی حضرت مولانا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی

ہے احمد حسین شاہ پیر طریقت
نظران پہ اپنی جما کر تو دیکھو
جو دران کا پایا وہ پایا خدا کو
چلو بھائی درانکا پا کر تو دیکھو
یہ حقگو بھی اک خادم کمترین ہے
غلامی مین احمد کی آکر تو دیکھو

ولہ ایضاً

مزہ من رآنی کا پا کر تو دیکھو
ذرا قدر رآمی الحق سنجھا کر تو دیکھو
بہت سی سنے ہونگے تم لن ترانی
صدارت ارنی سنا کر تو دیکھو
نہونا امید حق کی رحمت سے ہرگز
فلا تقنطوا دل مین لا کر تو دیکھو
پرستش نکیجیو کبھی غیر حق کی
بلی قول اپنا نبھا کر تو دیکھو
بھٹکتے ہو چو طرف کیا ڈھونڈہتے ہو
ندا نحن اقرب کی پا کر تو دیکھو
اگر چاہتے تم ہو سیر الی اللہ
دل مردہ زندہ بنا کر تو دیکھو
ہو ظلمات غفلت مین کیون تم مقید
ہو اللہ کی راگ گا کر تو دیکھو
دل اشقیا ہے حجر سا ولیکن
کلام الٰہی سنا کر تو دیکھو
سب آفاق و انفس ہین تسبیح حق مین
ادہر کان دل کو لگا کر تو دیکھو
بھولا دو سبھی غیر حق لا الہ سے
مزہ وحدۃ کا اوٹھا کر تو دیکھو
خدا فاذکروا اللہ کہا ہے عزیزو
خدا کی طرف دل لگا کر تو دیکھو

رباعی

ایضاً

بہجوم نفس و ہوا کز سپاہِ شیطانند — چو زور بر دل مرد خدا پرست آورند
بجز جنود حکایات رہنمایان را — حصہ تاب آنکہ بریں ہر دو شکست آورد

لہٰذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے واضح ہو کہ مصنف مثنوی شریف علیہ الرحمہ کا نامِ نامی و اسمِ گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری علیہ الرحمۃ کے خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں

نظم

پس اول ازان ہادیِ راہِ دیں — کہ او زندہ جاوید کرد ایں میں
درین شہر طرح اقامت نہاد — در فیض بر شہریاں بر کشاد

چو پرسی ز من نامِ شہر و دیار — کنم بر تو باطرزِ خوش آشکار
دیارے کہ آبادیش از خداست — ز بس شہرہایش بہر شہرہاست

بسے جانبش بحرہائے جلیل — روانند چوں چشمۂ سلسبیل
بنام الہ است آبادیش — ز وادیِ ایمن ہمیں وادیش

مکاناتِ ایں شہر مینو سواد — برفعت ز کیواں نہ دل بردہ یاد
خصوصاً دوائر کہ از کاملاں — بنا یافتہ چوں فضائے جناں

کہ ہر یک بلند از عروج سماست — تو گوئی یکے از بروج سماست
ز برج فلک رتبہ ہایش جداست — کہ ہر دائرہ مرکز اولیاست

درین شہر فرخ بسمت جنوب — زمینے بسی زندہ و جائے خوب
درین خاک پاک آں ولایت پناہ — بنا کرد کیواں نشاں خانقاہ

بہ جھونسی و حائل کیوئے و مہ — بسے قریہا اندر ایں خانقہ
باآوان اکبر بوجہ کفاف — بنامِ ہمیں شاہِ دیں شد معاف

اگر خالصش را شوی خواستگار — بداں شاہ زدہ الف اندر شمار
چو زو ہست ایں خانقہ را بنا — لہٰذا بنامش کنم ابتدا

چو سازی ہدایت باللہ ضم — شود اسمِ پاکش عیاں چوں علم
طریقت مآب و فضیلت پناہ — ہدایت کنِ خلق سوئے الہ

ازاں بعد آں مفخرِ عارفاں — ملقب شاہِ بدیع الزماں
کہ در عہدِ سلطانِ فرخ سیر — رسید آں معافی باین نامور

سوم آنکہ بر رفعتش آسماں — برد رشک یعنی رفیع الزماں
کہ بیعت ورا بود از خال خویش — از و رونق خانقہ گشت بیش

بحدیکہ شہرت بنامش گرفت — ہمہ شہر فیضانِ عامش گرفت
سن ہجرت او کہ اشرف بگفت — ازیں بعد آنرا نباید نہفت

نگارم من آنرا پئے یادگار — کہ باشد سن رحلتش را شمار

قطعۂ تاریخ

رفیع الزماں شاہِ عالیمقام — بدیع الزمان و سر اہلِ دید — ز میخانۂ عشق در جامِ شوق — چو او کس نے وصل کمتر کشید
ہمہ دیدہ از بہر دیدارِ حق — چو او عارفے چشمِ گیتی ندید — گذشت از جہاں بے تمنائے وصل — ندائے خدا چوں بگوشش رسید

بتاریخ آں کرد اشرف چو فکر — بگفتم بلے در بہشت آرمید
۱۲۰۹ھ



بعد حمد خدائے رب العالمین و نعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین۔ خاکپائے درویشان فقیر احمد حسین خاں ابن قطب زماں حضرت حافظ محمد عباس علیخاں الامروہی مرید و خلیفہ رشید سرچشمہ رشد و ہدایت گوہر دریائے زہد و ولایت حقایق و معارف آگاہ فضیلت و کمالات دستگاہ عالی شان علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلۂ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہراہ حقیقت امام صوفیۂ ریاضت ساقی میکدہ افاضت قدوۂ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین زبدۃ القراء والمفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولنا و مرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت حکیم پادشاہ الہ آبادی فرزند ارجمند و خلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زمان القادری الالہ آبادی فرزند و سجادہ درگاہ حضرت غوث زماں سید شاہ محمد رفیع الزمان القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و ہمشیرہ زادہ حضرت مولنا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ و جانشین و فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظرین تمکین میں عرض پرداز ہے کہ اگرچہ بموجب مقولہ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ (یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہے نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمری کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ یَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسکا ترجمہ مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہے نظم

مرا اعتقادے قوی شد شہا
چو زیں دارِ فانی بسوے ارم
مرا و را پسر بود قایم بنام

کنونم بحالِ خودم کن رہا
سفر کرد آں شاہِ عالی ہمم
محمد بفرقش گرفتہ قیام
یکے فاضلے بود صاحب جمال

غرض کردہ از بذل سلطاں ابا
سنِ رحلتِ آں ملایک شیم
بفرقش محمد تقلبش خدا
شہ سبوی راہاں بود دال

ز خود کرد عہدِ قناعت وفا
رقم کردہ شد ہاتفِ شیخ عجم ۱۲۴۳
درون و برون بس ز دنیا جدا

بالآخر بعد سر حلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہِ شریف ہوئے آپکے کمالات کا صیت و آوازہ چار دانگ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہو گئی۔ ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوئے اور بیشمار خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ ایک واقعہ بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ ہے کہ بروزِ عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار رہوا تھا اوس پر فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پائے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں تصدیعہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ٹھلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی ٹھلیا لبالب بھری تھی۔ بتاریخ ۲ شوال المکرم سنہ ۱۲۵۲ ہجری وصال فرمایا مزار اقدس الہ آباد میں ہے۔

نظم

کہ بود او سمیِ شہِ مرسلاں
اگرچہ بسے ہست از کشفِ او
بطورے کہ خورد است در گوش ما
کہ ہیں بانوِ شاہِ عالیجناب
نگہداشتہ بود از بہرِ آں
ز پیرانہ سالی و ضعفِ بصر
از ایں ماجرا بانوے نیک تن
کہ شد شربتِ پاک مقسومِ خاک
بگیر و بہر کس کہ خواہی بدہ

فدائے محمد محمد زماں
ولیکن منم بسکہ ایجاز گو
بلا کاست و کم نمایم رقم
کہ بس پارسا بود عفت مآب
کہ سیراب ساز دلِ تشنگاں
بناگہ ز پائے شہِ نامور
برسمے کہ گویند با شوے زن
جوابش بفرمود شہ باتپاک
بمن عیب کوتہ نگاہے منہ

ز بس صاحبِ خرقِ عادات بود
بہ بہرِ نمونہ از آں اندکے
بعاشورہ شہہ اندوہ زا
سبوہائے شربت پر از آبِ ناب
رساند بروحِ شہیداں ثواب
چو واژوں سبو گشت شربت بریخت
بہ دلگفت خندہ زناں ہیں چہ شد
عبث شور کردن ترا عادت ست
نظر چوں نگندند سوئے سبو

خداوند کشف و کرامات بود
ز بسیار کم یعنے از صد یکے
بیومِ بکا و بروزِ عزا
برو خواندہ از صدقِ دل فاتحہ
کہ ایزد بہ بخشش کند کامیاب
ارشاد خاموش آں خوش نہاد
بگفتہ تا الامکاں ہیں چہ شد
ہمیں یک سبو ہم ز شربت تہی است
نمود آں ہمہ پر ز شربت سبو

حضرت مولنا سید محمد قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر کے تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطاب نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبہ عشق الٰہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کرکے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دست مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافت تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی پس حسب الحکم مرخص ہوکر شہر الہ آباد میں بمحلہ یحیٰی پور رونق افروز ہوے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقراء خدا کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گذرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظل سبحانی مجھکو آیہ شریف وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہٰذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جاے اور اوسکو واپس فرمادیا۔ آپنے ۱۰۳۹ھ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے نظم

زسادات و زخاندان شریف
قوی بازو و دست چنگال بود
بہ آخر چو خوف خدا بر فزود
بہ چشمان کم دید آں جاہ را
بپائے طلب با دل حق نوا
ازاں پس بہ تعمیل شاہ دشاں
دمی کایں فقایع با کبر رسید
ستائش فرستاد و منت نمود

لطیف النسب شاہ عبد اللطیف
بسر خدا صوبات بنگال بود
بیکبارگی ترک منصب نمود
پسندیدہ از ترک آں راہ را
ازانجا گرفتہ رہ جونپور
رسیدہ باں شہر مینو نشاں
غمے گشت چوں جاگر خود بدید
بہ تسلیمش اورا چو دولت نمود

بعہد جلال و فر اکبری
کہ در خدمت صوبات ہندوستاں
چو شاہ بلخ ترک شاہی نمود
لباس فقیرانہ در بر گرفت
بر شاہ راجو محمد برفت
برآں بندہ حالہ ذاکش گذشت
بنام نکوئش بہ بہر کفاف
پسش باز پس داد بعد از دعا

سرافراز بود دست بر سروری
نیز زد کے ہم بہادانک آں
توکل بفضل الٰہی نمود
یکے تاج مردانہ بر سر گرفت
از ایشاں کلاہ خلافت گرفت
بیاد خدا بر توکل نشست
بے کالکہ دہ نمودہ معاف
نوشتش کہ بر رزقکم فی السماء

تحقیق قدم زده بودند۔ علمائے ظاہر اکثر با جناب موصوف بعلم توحید کہ از والد یا جد خود اکتساب کرده بودند
مناظره میکردند و مغلوب میشدند۔ فقیر بعد انفراغ تحصیل علوم تا مدت ده سال بخدمت حضرت ایشان
استفاده علوم باطنیہ نموده ام و مباحثہ بسیار میکردم و بمطلب فایز میشدم۔ جناب ایشان بفنا و بقا
مشرف گشتہ بمشاہدۂ حق استغراقے داشتند۔ و در نسبت باطن و ازدیاد جمعیت باطن و نفی خواطر
از دل و دماغ ترقیات میکردند۔ تصفیہ و تزکیہ از رذائل نقد حال ایشان بود۔ لذت و حلاوت
بطاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند۔ آداب ظاہر و باطن و انوار و برکات کہ در صحبت
جناب مرحوم حاصل بود و بآن تہذیب نفوس سالکان میشد غالب است کہ چنین سعادات بعہد بزرگان
سلف طالبان را دست میداد۔ و بہ تزکیۂ قلب و تصفیہ باطن و صفائی نیت و پاکی طینت و کرم
جبلی و مروت فطری و سائر خصال رضیہ و شمائل مرضیہ نظیر نداشتند۔ و مریدیکم میگفتند اجل خلیفہ
و مرید حضرت ایشان شیخ ہدایت اللہ و نامی برادرزاده شاه نذر محمد تم الکانفوری ہستند و جناب
مغفور را حیات چندان وفا نکرد و بعمر چہل سالگی بمرض تپ دق و سل مبتلا شده در سن یکہزار
و دوصد و شصت و پنج ہجری داعی اجل را لبیک اجابت گفتند و شربت وصال چشیدند۔
و جناب ممدوح را فرزندیست ارجمند کہ متصف بصفات حمیده اند المسمی سید شاه حیدر حسن سلمہ اللہ
من آفات الزمن و ایشان ہم صاحب اولاد اند فقط لیکن کئی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

از نسخہ شجرۃ العارفین مصنفہ منشی محمد علی الفت الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

چہارم از آن ہفت گردون جناب	محمد حسن شاه اشرف خطاب	لطیف و بدیع و رفیع مکان	چراغ سمی نبی زمان
سر سالکان افسر عارفان	شہ زیب بخش سریر جہان	خداوند دیوان حمد خدا	ثنا خوان ایشان امام الہدی
مر او را تصانیف فیضانی است	کہ آن معدن فیض و یکدانی است	دگر با حریفان و تصنیف چند	بعلم تصوف ز فکر بلند
ز لطف مضامین بسیاختہ	بسے شہره در خلق انداختہ	برادر زنگ دین شاه آزاده بود	خداوند تسبیح و سجاده بود
دریغا بعمر سن اربعین	سوی خلد گردید رحلت گزین	ہم این شاه را ہست شہزاده	بباغ سخا سرو آزاده
شجاع جہان و دلیر زمن	کہ نامش علم گشت حیدر حسن	کہ او از نژاد دلیر خیبر است	ہمہ سیرتش سیرت حیدر است

بدیں گونہ اکثر کراماتِ شاں	بدارند مردم بسے بر زباں	لہذا بریں میکنم اکتفا	کہ مشتے نمونہ ز خروارہا
نویسم کنوں قطع تاریخ آں	کہ آنرا نوشت اشرفِ خوش بیاں	آں محمد کو ملقب بود باشاہِ زماں	نقل فرمود از جہاں بر طارمِ اعلیٰ برفت
چوں بگوشش قلب آمد صدائے ارجعی	جست زیں تنگ قفس شاداں سوئے مولیٰ برفت	زیں جہاں آبادِ عالم بر فضائے لامکاں	از پئے دیدارِ جاناں با دلِ شیدا برفت
قطبِ عالم ہادیٔ دیں قدوۂ اہلِ صفا	زیں تنِ خاکی براوجِ منزلِ علیا برفت	آفتابی کز وجودش بود روشن ایں جہاں	وائے زیرِ تودۂ خاکی ز فرقِ ما برفت
گفت لبیک اجابت چوں بداعیٔ اجل	زود در فردوس در جنتِ الماوا برفت	سالِ تاریخش چنیں گفت اشرفِ زار و حزیں	ہائے وا ویلا جنیدِ عصر از دنیا برفت ۱۲۳۵ھ

آپکے سات صاحبزادے بدیں تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض وغیرہ (۵) مرشدی و مولائی حضرت مولانا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم اضاء اللہ انوارہم

اس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کی ضرورت ہے آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر و مرشد حکیم شاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیاء سر حلقۂ صوفیۂ صافیہ مقبول بارگاہ ذو المنن **حضرت سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چارمی حضرت قطب الاقطاب دوران بایزید آوان برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زماں قدس سرہ الرحمن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید و خلیفہ اجل و جانشین بودہ اند۔ واز صرف و نحو و ضروریاتِ دین آگاہی میداشتند و کتب درسیۂ تصوف بوجہ کمال میدانستند و ملازمت احدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم والصلوٰۃ بودند۔ وگاہے صوم ایامِ بیض ترک کردند۔ وستۂ شوال و دیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آں لعمل می آوردند و سخنِ عارفاں میگفتند و مثنوی مولوی روم قدس سرہ العزیز اکثر در مطالعہ میداشتند۔ و غوامضِ آں بوجہ احسن میکشودند۔ و محیطِ حقایق و معارف از منبعِ طبعش جوش میزد۔ و دُرہائے مضامینِ عرفاں از صدفِ دہانش بیروں می آمد تصنیفی چند مثلِ مثنوی معدنِ فیض نصائح و منظومۂ کیدانی نفقہ و دیوانِ اشرف و کلامِ اشرف بنعت و ماحریفاں اشرف بتصوف و ترانۂ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ وآنحضرت بمقام

ومولنا اخوند شیر محمدؒ ولایتی ومولنا مولوی حسین احمدؒ وحضرت سید عبدالرحمن مدنی۔

(۱) مولنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نوراللہ بن ملا محمدؒ ولی بن قاضی غلام مصطفےٰ بن ملا محمدؒ اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علماء فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہوراللہ سے تحصیل کئے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولیٰ حاصل تھا عرصہ دراز تک بلدۂ لکھنو اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والی بڑودہ نے آپکو بلاکر نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سرفراز کیا علماء کے سوا طبقۂ امرا اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹۰ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنو میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرہ الاولیا وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علماء فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کئے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کیئے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان فیما یحل ویحرم من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمہ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرأۃ خلف الامام۔ المعینیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتاوی آپنے سنہ ۱۲۵۰ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنو میں موجود ہے۔

(۳) مولنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبدالعزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مشہور فاضل خاندان علماء فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کرلینے کلام اللہ شریف کے کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی اور عالم نحریر جامع معقول ومنقول ہوے۔ منقول میں خاصتہً علم فقہ واصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی۔ کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے۔ چنانچہ مصنف کتاب خیرالعمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری وباطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب سنہ ۱۲۵۵ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پروتے مفتی محمد یوسف داماد مولنا مولوی محمد عبدالحی مرحوم زینت افزائے لکھنو موجود ہیں۔

بتاریخ ہفتم ربیع نخست	دریں باغ ایں سرو رعنا برست	بجو دید شد روشن ہمہ انجمن	خطابش نمودند مظہر حسن
ز فکر شہ میر دیں نام جو	شد ایں اسم تاریخ میلاد او	چو ایں دُر ز کان صفا گوہر است	خطاب خوشش شد بہ حیدا است
کہ یعنی بہ تضمین لفظ غلام ۱۲۰۱	بہ حیدر ز تاریخش گشت نام ۱۲۹۳ھ	بفضل خدای قادر بے نیاز	بعمر و باقبال ایں سرو ناز
بیفزاے برکات الانتہا	**غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سرہ**		طفیل شہ اشرف الاولیا
سعادت خانہ زادی گوہر او	سیادت زیب فرق افسر او	بچشم اہل بینش بہ ز اکسیر	نماید جلوہ ہا خاک در او
ز سرداران بزم شعر امروز	نمی بینم کسے را ہمسر او	ہما نا نالہ موزوں کردنش را	شدہ عشق حقیقی رہبر او
با وستادی کسے راز انش بگزید	کہ بودہ خضر معنی رہبر او	بس اے الفت مقام خود نگہدار	کجائی تو کجا شان فر او
باوج وصف دگر مرغ فکرت	**حالات حضرت حکیم بادشاہ قدس سرہ مصنف تذکرہ**		بپرد افتد ز خود بال و پر او

جناب مستطاب سر حلقہ کاملان فخر علماء ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم باعمل ملائک شیم صاحب جود و کرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے ارباب صدق و صفا مقتدائے اصحاب حلم و حیا افصح الفصحا ابلغ البلغا اختر تابندہ فلک سخندانی رشک انوری در روشن بیانی افتخار فخر رازی ہم نوائے سعدی شیرازی مطلع انور طریقت منبع اسرار حقیقت نائب مناب شریعت مصطفے قایم مقام طریق علی مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل الفضلا واکرم الحکما عالی نساب علو انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ واقف علوم عقلیہ و نقلیہ امام صوفیہ یا صنعت ساقی میکدہ افاضت امام المتورعین سند الفقہا والمحدثین سیدنا و مرشدنا مولنا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم بادشاہ آل نبی رفیعی القادری السہروردی النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علوم ظاہری معقول و منقول کی تحصیل شہر لکھنو میں بعہد حکومت نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہ وقت بہ محل سرائے مولوی محمد حیدر مرحوم دس سال تک مقیم رہکر علماء فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی و گرامی کی خدمت میں فرمائی اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علماء ماہرین فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی تفصیل یہ ہے مولنا مولوی محمد نعمت اللہ و مولانا مولوی محمد معین و مولنا محمد اصغر و مولنا مفتی محمد ولی اللہ

اجازت تامہ پائی۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ از شیخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباشلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر اشیاء مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانہ حج بیت اللہ ۱۲۸۲ھ میں حاصل فرمائے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوا۔ ہر طرف سے عاشقان خدا و طالبان راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات ظاہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہو گئے۔

نظم

ازاں ہفت خورشید پنجمیں — کہ برنام او سکینہ شد دیں
طریقت مآب و شریعت پناہ — بملک فضیلت یکے بادشاہ
مفسر محدث فقیہ و کلیم — ادیب و طبیب و لبیب و حکیم
طبیب مریضان درد دلی — دلش گنج سر خفی و جلی
کہ بودند آنہا ادیب و طبیب — یکے زانہ بد علم معنی نصیب
وقارش فزوں تر ز قطب سما ست — پئے خیمۂ دین او تادہا ست
ز قلزم فزونست فیضان او — کہ تشنہ لباں از رہ چار سو
چہ مدراس و مرہٹ چہ گجراتیاں — چہ از وسط ہند و چہ میواتیاں
بسی غزنوی و خراسانیاں — بسی مشہدی و صفاہانیاں
باقلیم جاں شاہ آزادہ اند — درآیدوں خداوند سجادہ اند
کہ طبعش بلیغ و کلامش فصیح — رخ او ملیح ست و نامش مسیح
فضیلت پناہ ست و حکمت مآب — ازیں رو مسیحاست و را خطاب
بطفلی شد علامۂ روزگار — ہمہ دانی اش برہمہ آشکار
بعلم معانی و فن بیاں — سبق برد بر ذہن پیشینیاں
بعلم فرایض بہ فتوی دہی — بہ پیش از شباب آمدش آگہی

جبینش پر از نور فضل و کمال — ہی سرداز جو بیا جلال
رہ معرفت راشہ سالکاں — سمند افگن عرصۂ لامکاں
گزیں نائب سید المرسلیں — حسینی نسب سالک راہ دیں
چہ با فخر رازی و از بو علی — دو ہم نسبتش باشد از جاہلی
بنازم کہ حکمت پناہی کند — کہ در فقر خود بادشاہی کند
ستون شریعت ز دستش بپا — محل سلوک از رخش پر ضیا
چہ ڈھاکی چہ بنگالی و مونگلے — چہ سندھی چہ کشمیری و کابلے
چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں — چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں
ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند — بدرخواہ خود فیضہا بردہ اند
مرایں شاہ راہم یکے شہریار — چہ در یتیم آمدہ یادگار
حذاقت ہویدا ز جبینش عیاں — ملقب شدہ با مسیح الزماں
چو آبا و اجداد صاحب طریق — بفضل و علوم ست بحر عمیق
شہ صوفیاں و سر نحویاں — امام ادیبان نادر بیاں
بہ معقول منقول و فقہ و اصول — بہ تفسیر قرآن و حکم رسول
درآیدوں بفضل خدائے کریم — جواں ہست در دہلی را حکیم

(۴) مولانا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ جلیل الشان فاضل خاندان علمائے فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار و چچا مولانا محمد مبین اور مفتی محمد ظہور اللہ اور مولانا عبد القدوس سے فرمائی تھی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحہ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالہ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہدیہ تہذیب الجلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالہ ایقاظات فی بحث العلم۔ شرح الیقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح سلم العلوم شرح مسلم الثبوت رسالہ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی اغصان الاربعہ لشجرۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۸ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میرزاہد بر شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امرا کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے۔ ۱۲۷۰ھ میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولانا مولوی رشید الدین خان صاحب دہلوی و مولانا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولانا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذہ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے تھے۔

(۷) مولانا مولوی حافظ سید عبد الرحمن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدار حرم شریف مسجد نبوی جلیل القدر محدث علمائے حجاز عرب سے تھے قرأت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا مزید کیفیت آپکی دریافت نہیں ہو سکتی۔ بعد تحصیل کتب متداولہ و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ نے اکتساب علوم باطنی حسب تعلیم سلسلۂ قادریہ سہروردیہ اپنے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار و پیر معظم مصنف مثنوی شریف ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوے بعد تکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا مولوی سید محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور اونکا سلسلہ نسب جناب سید محمد فرزند حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں

عین عالم شباب میں بعمر ۲۴ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۱۲ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر اور واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۴ سال بتاریخ ۴ شوال المکرم ۱۳۱۲ھ وصال فرمایا۔

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

تیسرے صاحبزادہ جناب مولانا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولانا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہِ کامل حاصل فرما کر جلوہ افروز مسندِ آبائی ہو کر فیض رسانِ خلایق ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ اَبْقَاھُمْ عَلیٰ رُؤُسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خوردسالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد اعلیخاں بن احمد علیخاں المعروف بہ غلام مولیٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں بن شیخ درویش محمد المخاطب بہ نواب محمد درویش علیخانِ اول عرضِ مکرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالہ والا شاہی بالاشانی امیر الامرائی و منصبدار باون ہزاری دربار شاہانِ دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہما بن شیخ عبد الحکیم الملقب بہ شیخ ماکھن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد ملتجی غفر اللہ لہم تھے۔ آپ ۱۲۴۹ھ میں بمقام امروہہ تولد ہوئے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوگئے اور تقریباً چھ ماہ کے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا بہ شرح ملا جامی فرمائی۔ کم سنی ہی میں آپکے والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار انتظام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ بعمر ۲۲ سال ہنگامہ غدر شروع ہوا جسمیں نامور شرفا اور معزز امرا بے خان و مان ہوگئے چنانچہ آپکے خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک و املاک لاوارث قرار پاکر ضبط سرکار انگریزی ہوگئی۔ آپ آخر غدر ۱۲۷۴ھ میں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خدمت مبارک میں الہ آباد

بگوئید او را حکیم ہمام	کہ بر ذات او گشت حکمت تمام	بہ تشخیص و بسکہ نازد دوا	کہ بر دست او کرد بیعت شفا
خدایا تو این شاہ و شہزادہ را	کز و زینتے ہست سجادہ را	بفضلت کہ بر فرق مسترشداں	بسے سالہا ظل گستر نماں

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہی

(١) حضرت مولنا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مد ظلہ العالی (٢) جناب مولنا مولوی محمد عبد السبحان صاحب مرحوم (٣) جناب مولنا مولوی سید شاہ امیر الدین احمد صاحب برادرزادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (٤) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادرزادۂ حضرت قبلہ (٥) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہی (١) مولنا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعار ماسبق سے واضح ہوتی ہی فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے ذات بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علم ادب و معانی حکمت و فلسفۂ ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فن طبابت سے جسمیں آپ اسم بامسمی مسیح وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے منتفع ہو رہے ہیں اور کمالات علم باطنی و ودیعت الٰہی بطور توارث ابًا عن جدٍ آپ کی ذات سرچشمۂ آبحیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خادمی اور مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی ما دام الایام واللیالی۔

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں اونکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب ہیں جو بہت ہی کم سنی میں اوصاف حمیدہ اور صلاح کے جامع ہیں اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ اور کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہو کر فن طبابت میں شہرۂ آفاق تھے کیوں نہو کہ سوائے کمالات علمی اور زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دست شفابخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہوگا کہ اوسنے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہو اور اوسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہو جاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور و دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہو گیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہو گئی تھی بقضائے الٰہی

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں رہے آپکے بہت سے مریدین اور بعض خلفا موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا تھے جنھوں نے بلاد پورب میں قیام فرمایا تھا اونکا مزار شریف ناصری گنج ضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ و اصول و حدیث و تفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر و شغل و مراقبات بہت عدیم الفرصت رہتے تھی تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں جیسے ازالۃ الشکوک والاوہام رد تقویۃ الایمان نذیر البشیر رد مولوی بشیر الدین صاحب سہسوانی۔ فائحہ فی جواز الفاتحہ۔ و رسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم اللہ کنم آغاز شرح مطلب دلها
کلید قفل گنج قلب و حل جملہ مشکلها
به بحر معرفت رفتند بهر گوهر معنی
مگر آن بی‌نشان را نے نشان است و نه ساحلها

ره دور است و بی‌سر حد منزل و قطاع الطریق
چه سان سالک روی بنشان با این خوف و خطر منزلها
بیا ای جان جان من به پیشم ساعتی بنشین
که بی پیر طریقت کی توانی قطع منزلها

بزد مطرب زبم باکه در گوشم همی آید
صدای آنحدی هر دم چو جرس بهوای محملها
سبو مینا نه شد لبریز و خوش خوان مصرعه حافظ
الا یا ایها الساقی ادر کاساً و ناولها

عکسی فتاد از رخ زیبا بجام ما
صبح فراق خنده زند کی بشام ما
تا لذتی ز لعل لبت در دهان ماست
ریزد مدام شیر و شکر از کلام ما

دریافت نشان ذ معنی کجا رسد
زین سعی و کوشش و طلب نا تمام ما
ای فخر فکر ذات مکن دام باز چین
عنقای لامکان نشود صید دام ما

نقصان از دست صیاد دیگر آورد از چمن ما را
بو سیم دست و پائی انکه رساند وطن ما را
دو چشمم کور شد از گریه در شوق رخ یوسف
علاجش نیست الا بو جز بوی پیرهن ما را

ز شیرین لب شدم مفتون ندادم جان بغیر از
سزد گر مرحبا گوید برین آن کوهکن ما را
برای خلق می پوشم عبا و جبه پشمین
بپیش خالق لباس است این چه جا به دلق کهن ما را

فنا فی اللہ گر دیدم حیات جاودان دیدم
چو برخیزم بیا بنگر ہمارہ کی کفن ما را
ہمچنانکه خواست کرد قضا را روان برات
در راه خواجه نیست تصرف غلام را

زندان مدام از خم وحدت خورند می
زین باده بهره نیست همه خاص و عام را
ای فخر باده نوش و مستی و عیش کوش
بگذار این عمامه و تسبیح دام را

ای بهار باغ دل از نور ایمان شما
رونق گلزار جان از آب حیوان شما
تلخ باشد در دهانم ذوق شیرینی و قند
گر نهم لب بر لب لعل بدخشان شما

یا رسول اللہ جمال خود نما
بر من مشتاق جمال خود نما
شوق پابوست زحد افزون شده
شعشعه نور نعال خود نما

تو که نور مصطفی و احمدی
نور ذات باکمال خود نما
لما پر اوج تدلّی یک زمان
از تلطف پر و بال خود نما

فخر از ہجر تو بی صبر و سکون است
یا رسول اللہ جمال خود نما
جز به پرتو رخسار تو در کون و مکان نیست
بر دعوی من حاجت برهان و بیان نیست

بنگر که چه سان تافته نور رخ خورشید
خود دال بر آن گشت عیانست و نهان نیست
نقصان نه پذیرد گل حسن تو ز دوران
آلان کما کان بلاغ تو خزان نیست

حقا که نگویم بکسی سر ویدا
در مذہب عشاق چنین است و جنان نیست
فخر جنبش نمیکند سوی غیر
بسته رشته محبت اوست

جام صاف و باده گلگون مرا در کار نیست
بوی زلف مست کرده حاجت خمار نیست
بلبل گلزار قدسم و نه آرم سوی خلد
خلد و فردوس برین بی رخ دلدار نیست

حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتی کہ شرفِ خلافت تامہ اور خرقہ سے سرفراز ہو کر مرخص و مامور بقیام اقلیم وطن ہوئے۔ ۵۲ سال کامل مسند ارشاد پر متمکن رہے صدہا ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب و شمال ہند و پنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طرق یعنے قادریہ و نقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکلہ تصوف وحدت الوجودی اور شہودی بہ سہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ نسبت صحیحہ مکملہ شیوخ متقدمین سے متصف تھے کشف و کرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر و مرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اگر خدا تعالےٰ[ا] بروز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کرونگا کہ یا رب العزت میں یہ تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ سے متعدد خلفاء ہوئے جن کے اسماء یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۳ محرم ۱۳۰۶ھ (۲) مولوی محمد عمادالدین بجھرایونی۔ (۳) مولوی تسلیم احمد صاحب امروہی اگرچہ انھوں نے من بعد سلسلہ عالیہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے (۴) حکیم سید کفایت علی احراری بلب گڈہی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب ۱۳۲۱ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبداللطیف خان امیر میوہ رتی (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر ۱۳۲۱ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مراد آبادی (۸) احمد اللہ عرف محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ امروہی اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ سلخ شعبان المعظم ۱۳۱۱ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوئے اور بتاریخ ۶ رمضان المبارک روز پنجشنبہ ۱۳۱۱ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضہ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوئے۔ قطعہ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا بلاقی دہلوی

قطعہ

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب	بود مرشد عارف و کامل شیاب
سال وصالش نوشت این احقر	بود سرخیل طریقت عالی آن مشکاب

[ا] حضرت مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان میں یہی ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالیٰ بروز حشر مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الہی میں پیش کرونگا ۱۲

جادو نگهی راهزنی چشم سیاهی | آرام ربایی بت سرمست خماری

شمشیر کشی کینه وری سینه خراشی | دلارام کشی فتنه قدی سبز عذاری

طوطی سخنی نکته وری شهد مقالی | شکر شکنی لعل لبی نوش گواری

بیدادگری کج روشی طرفه ادائی | آتش فگنی ماه وشی لاله عذاری

تازه چمنی گلبدنی کبک خرامی | آهو نظری فتنه سری شنگ بهاری

زهره صفتی شمع رخی نغمه سرائی | طنّاز جوانی صنمی نکته گذاری

پرسید چو اشرف که تو ای خلق فریبی | از راه تبختر سخنی گفت که آری

شدم بسوی چمن با رباب و هوای کسی | گهی شگفته ندیدم گلی ز روی کسی

کجا روم ز که پرسم چگونه صبر کنم | که گم شدست دل زار من بکوی کسی

هزار حیف نیامد گهی ببالینم | گذشت عمر عزیزم بآرزوی کسی

سرشک وار دلم خون شد و ز دیده چکید | که خود چو پیک رود بهر جستجوی کسی

دلم بفرقت محراب ابروی خمدار | چو مرغ قبله‌نما میطپد بکوی کسی

مدام از تب فرقت بمحفل شب غم | دلم چو شمع بسوزد بیاد روی کسی

چو وقت نزع ببالینم آمد از سر ناز | کشاده ماند چو نرگس دو دیده سوی کسی

خوشا نصیب تو ای قسمتم که بعد فنا | کنند دفن مرا دوستان بکوی کسی

۲۸۵

نزع الروح بجماله

کشف الدجی بجماله

حسنت جمیع خصاله

صلوا علیه و آله

همچو فرهادم پئے شیرین بگردِ کوہسار — مسکنِ من روز و شب جز دامنِ کہسار نیست
غیرِ بینا جملہ باہم دشمنِ یک دیگرند — پیشِ ما و پیم جملہ معشوق اند و کس اغیار نیست
دو چشمم ناظرِ رخسارِ یار است — مرا با جنت و دوزخ چہ کار است
بیادِ آن دلارام و خوش اندام — بسانِ ابر چشم اشکبار است
ہمین جستم ورا در کوئے و بازار — بحمد اللہ کہ یارم در کنار است
نہ تنہا من ببوئے گل شدم مست — کہ مثلِ من بشاخِ گل ہزار است
چہ خوش گفت است صائب گر بیاب — بیادش گیر کان وصفِ نگار است
بپرس اے فخر از جوہر شناسان — کلامِ تو چو درِ آبدار است
آنقدر شوقِ تو دار دلِ مضطرِ ما — دمبدم سوئے تو چون قبلہ نما میگردد
فخر ایوان تو دور است و مقام تو بلند

عاشقی و بت پرستی عاشقانرا بس بود — انتہا عاشقان با سبحہ و زنار نیست
بیخود و حیران و مستم از شراب بیخودی — فخر را در راہِ حق جز بیخودی درکار نیست
دو عالم را کشیدہ در تہ تیغ — ہنوز آن تیغ ابرو آبدار است
بیا اے جانِ جان ناتوانم — دلم چون مرغِ بسمل بیقرار است
وے غافل نیم از ذکرِ دلدار — دلم با یار و دست من بکار است
ز سوزِ آتشِ عشقت چو لالہ — ہمہ تن داغ دار و دل لہ زار است
دو عالم یک فروغِ حسنِ یار است — مرا با جنت و دوزخ چہ کار است
آدم از ترکِ خودی مردِ خدا میگردد — دور از کبر و منی شرک و ہوا میگردد
شیشۂ دل چو مصفا شود از زنگِ غیر — بیگمان جلوہ گہ جلوہ نما میگردد
زین سبب اہل نظر رو و بپا میگردد

رباعی

از قطرہ چو سیل آب می باید شد — وز ذرہ چو آفتاب می باید شد
پروانہ صفت بگردِ شمعِ رویش — سوزان سوزان کباب می باید شد

بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۱ھ بعمر ۵۷ سال وصال فرمایا مزار پرانوار الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی صاحب نیر ضلع کراچی مطبع الہ آباد

اوتادِ عصر و قطبِ زمان شمس روزگار — اہلِ کمال اہلِ سلوک اہلِ قدر و جاہ
غوث و فقیر دوست مریدونکی دستگیر — ابدالِ عہدِ حال تھی اور مقتدا پناہ
تھی در حقیقت ایسی ہی ذات اونکی باصفات — باطن بھی صاف اہلِ بصیرت تھی واہ واہ
ذکر و مراقبہ مین گذرتی تھی ساری رات — ہر شام سی تھا شغل یہی تا دمِ پگاہ
ہر علم مین عبور تھا ہر فن مین تھا کمال — نقصان نہ تھا ذرا بھی یہ روشن ہی مثلِ ماہ
لاحق ہوا نہین مرض الموت ناگہان — پہونچا زمانِ قرب جو نزدیک آہ آہ
محوِ لقائے یار ہوی پھیری سب سے آنکھ — شوقِ وصالِ دوست مین دی جان خداگواہ
خلوتسرائے قبر مین جلوہ فزا ہوئے — مردانِ پارسا کی جو ہے خاص بارگاہ
اور دفنِ نعش کا ہے مجدد یہ مادہ — آباد اب مزار ہے ویرانہ خانقاہ ۱۳۰۲ھ

تھے فخر راز علم لدنی سے باخبر — معروف بادشاہ فقیرانہ رسم و راہ
تکیہ یہ اپنے فخر نہ مسند پہ نازتھا — ایسے فقیر دل تھے بایں ثروت و رفاہ
جس کو دل بچشم توجہ سے کی نگاہ — پہچاننے لگا وہ رہِ معرفت کی راہ
ان کا مونین کرے جو تعریف اپنی عمر — پھر کیا ہوا و سکی کشف و کرامت میں اشتباہ
دم بھر زمین مسیح ہی تا انون طب تھا ضبط — حکمت مین بو علی سے زیادہ تھی دستگاہ
کی حکم نقشبند اجل پر جو ہین نگاہ — خود دست بیعِ پیر پنا و قضا ہوے
جان دیکی مرکے منزلِ جانان مین پہونچی آج — کہتے ہین جانبِ حق ہی کو اسکو جاہ
فاسن وفات میں وارث زبان کہو — کہہ آہ آہ آہ مشائخ کا بادشاہ ۱۳۰۲ھ

غزلیات حضرت اشرف علیہ الرحمۃ

مدح مداحان و وصف واصفان | در جنابت هست یکسر بی نشان

آنچه از کلک قدر کردی رقم | نیست خالی از ره عدل و حکم

بهتر از وی ناید از کس زینهار | که کند نقشی به از وی آشکار

نیست در صنع تو نقصان و زیان | آنچه میبایست کردی آنچنان

از سر عرش تا فرش بسیط | علم تو باشد بجمله شی محیط

نیست محجوب از تو چیزی در جهان | نزد تو یکسانست پیدا و نهان

هر چه هست اندر زمین و آسمان | جمله از تقدیر تو گردد عیان

کفر و ایمان رنج و راحت خیر و شر | صحت و بیماری و نفع و ضرر

اندک و بسیار از خورد و کلان | طاعت و عصیان و از سود و زیان

کی پدید آید بجز تقدیر تو | زانکه باشد جمله در تسخیر تو

جمع گر آیند از جن و بشر | وز شیاطین و ملائک سربسر

بی قضا و حکم تو در دو سرا | ذره را کس نجنباند ز جا

نیست بی تو اختیار هیچکس | که زند جز خواهش تو یک نفس

تو سمیعی تو خبیری تو بصیر | تو علیمی تو کلیمی تو نصیر

هر چه باشد در جهان بعد و قریب | بشنوی بی گوش ای رب مجیب

۲۸۶

میکنی در روی چنان صنعتگری | که شود شکل عجیب و خوشنما

با هزاران خوبی و لطف و صفا | قطره را در صدف گوهر کنی

جسم آدم ساختی از مشت خاک | باز از قدرت دمیدی روح پاک



مثنوی معدنِ فیض

بسم الله الرحمن الرحیم

وصفِ تو یارب نباشد حدِّ کس
تو بآن وصفی که خود گفتی و بس

نیست جز تو خالقِ هر دو سرا
ذاتِ پاکِ تست بیچون و چرا

مر تویی پروردگارِ انس و جان
نیست مانندِ تو چیزی در جهان

در صفاتِ خویشتن یکتا تویی
قادر و قیوم و بی‌همتا تویی

در دو عالم نیست انبازِ تو کس
وصفِ بیچونی سزای تست و بس

خالقِ بی آله و فکرت تویی
رازقِ بی بخل و بی ریبت تویی

میرسد بر ذاتِ تو وصفِ بقا
که نداری ابتدا و انتها

نیست تغییری بذاتت ای صمد
در ازل بودی و باشی تا ابد

آنچه بودی همچنان هستی کنون
ذاتِ تو باشد ز فکرِ ما برون

بیکسان را مر توئی فریادرس | غیر تو ما را که باشد دادرس

هر که روی عجز مالد در رهت | کی بگردد ناامید از درگهت

جمله عصیانم ببخش ای کردگار | لایق فعلم مکن با من تو کار

روز و شب این نفس و شیطان لعین | میکنند آواره ام از راه دین

وا رها اکنون مرا از دام نفس | تا شوم فارغ تمام از کام نفس

توبه ده بر کردهای خود مرا | رشته جانم بکش از ناسوا

سرد کن بر خاطرم دنیای دون | چشمه حکمت روان کن از درون

قطع کن از غیر خود امید و بیم | دار فارغ از سر نار و نعیم

در دلم ده نور تقوی و ورع | پاک گردان از همه حرص و طمع

از همه اعمال و اخلاق رذیل | در پناهم دار ای رب جلیل

پای من کن در توکل استوار | بسته اسباب و اکساب مدار

صبر ده ما را بهر رنج و الم | بلکه غیر خود ز جمله کیف و کم

بر نعیم خویش بینائی بده | با سپاس خویش گویائی بده

بخل و خشم و جهل و پندار و حسد | دور دار از خاطرم ای صمد

سینه از علم و ادب معمور دار | عدل و حلم و جود در قلبم سپار

وز خیالات دو عالم دور دار

همچنان کن محو ذکر خویشتن

تا نماند هیچ یاد ما و من

ذوق یاد خویش در جانم بکار

مناجات بقاضی الحاجات

هستو ما را جان دهی شه هستوان | شکر تو هرگز نگنجد در بیان
از که آید شکر تو اندر چهار | نعمتت افزون ز حد است و شمار
هستی مطلق ندارد جز تو کس | ما سزاوار فنا هستیم و بس
در جناب اقدست ای کبریا | نیست کس را طاقت چون و چرا
هر چه باشد در زمین و آسمان | جمله اندر یاد تو تسبیح خوان
در حریمت ره نیابد فکر کس | کی رود بر آسمان بانگ مگس
چون کند وصف تو کلک دلفگار | موی را با شعله افتاد است کار
حمد پاکت موجب زیب بیانست | رونق و آرایش بزم دهانست
هر چه موجود است این نقش و نگار | شد عیان از کلک صنع کردگار
صانعی کز قدرت بی ریب و رنگ | لعل پیدا می‌کند از بطن سنگ
واحد القهار و رب ذو الجلال | ملک او خالی ز نقصان و زوال
هر دو عالم تابع فرمان اوست | انبیا و اولیا حیران اوست
قدسیان در حیرت و فکرت مدام | کس نشد واقف از آن عالی مقام
عقل کل را در جناب ذو المنن | یکسر مو نیست تاب دم زدن
کلک او از کاف و نون نقشی بست | عالم از قید عدم در حال رست

[illegible]

صد چو اسکندر غلام درگهش / صد سلیمان بندهٔ خاک رهش

داور عالم پناه و کوه حلم / مالک گردون شکوه شهر علم

افضل و اشرف ز هر خلق خدا / مهتر و بهتر عزیز دو سرا

مرجع کل معدن فهم و خرد / مقبل درگاه الله الصمد

روشن از نورش زمین و آسمان / امی و تعلیم فرمای جهان

صدر بدر اولین و آخرین / فیض بخش هر کهین و هر مهین

ترجمان قدس و انوار قدم / منبع احسان و هر علم و حکم

سرور سرخیل بزم اصفیا / مرشد و هادی جمع اتقیا

فرهٔ ذیشان جیش مرسلین / مهبط اسرار رب العالمین

شاهد اسرار اسرار ازل / مظهر انوار نور لم یزل

مشرق ماه سپهر والضحی / آفتاب آسمان طه و ها

خازن گنجینهٔ اخلاص رب / زیب بخش مسند بزم ادب

نه فلک از تیرهٔ او پایه / هفت کوکب از رخ او سایه

عالمی در سایهٔ او شادکام / یافت ملک دین ز جهدش انتظام

از قد رعنانش کس سایه ندید / عالمی را لیک در سایه کشید

شقه باید کرد اینجا مختصر
در ثنای آن رسول انس و جان
هیچ کس را نیست یارای بیان
نعمت حق یافت بر دوستان
باد بر او و آل و اصحاب ...
آن چهار اصحاب ... اسلام
قدر ایشان برتر از چرخ برین
[illegible]

[illegible]

حب غیر از خاطرم گردان بدر — ده مرا از سر پنهانی خبر

غیرتی ده تا نه بینم سوی غیر — چشم نگشایم گهی بر روی غیر

پردهٔ غفلت ز چشم دل کشا — تا بهر شیء بینم انوار ترا

یارب از قید خودی آزاد کن — وز تجلیهای خود دلشاد کن

آتش عشق از دل من بر فروز — چشم جان از ماسوای خود بدوز

در مکان قبر و تکفینم رسان — بادهٔ وصلت بکام دل چکان

در جهان تا زنده باشم ای اله — هم بایمان دار و هم با عزّ و جاه

وقت جان کندن چو آید بر سرم — خلعت تصدیق نه اندر برم

خاتمه بالخیر کن از فضل خویش — لطف کن بر حالم از اندازه بیش

چون سوال از من کند منکر نکیر — بر زبانم ده جواب دلپذیر

مرقد من روضهٔ جنت بکن — خاک ما را مورد رحمت بکن

روز محشر چون بخیزم از مزار — مشکلم آسان بکن ای کردگار

مصطفی را کن شفاعت خواه ما — تا بر آید مطلب دلخواه ما

حشر ما کن در گروه سالکان — بعد ازان جا بر سوی دار الجنان

هم در آنجا اشرف و تخته را — از ره الطاف دیدارت نما

باعث ایجاد و ختم مرسلان

صاحب لولاک و سلطان جهان

من رب العالمین

سید المرسلین علیه الصلوة

جای غفلت نیست این دار الفنا ‌‌ ساز و برگ خود بکن ای باصفا

دل منه بر زندگی مستعار ‌‌ فکر مرگ خویشتن بسیار دار

ناگهان بر سر رسد پیک اجل ‌‌ همچنان پای تو ماند در وحل

ترک دنیا کن اگر مردانهٔ ‌‌ سه طلاقش ده اگر فرزانهٔ

چیست دنیا پیر زالی نابکار ‌‌ می رود همواره از یاری بیار

جلوهٔ خود می نماید در جهان ‌‌ می برد صبر از دل پیر و جوان

می فریبد مرد را در سوی خویش ‌‌ می کند دیوانه از جادوی خویش

چون کند مفتون خود با خود برو ‌‌ پردهٔ ناموس او را بر درو

پس بخونریزی او بندد کمر ‌‌ عاقبت سازد هلاکش بی خبر

حضرت عیسی بکشف خویشتن ‌‌ دید دنیا را بشکل پیرزن

گفت داری چند شوهر در جهان ‌‌ گفت ناید در عدد تعداد آن

گفت بستند از جهان رخت سفر ‌‌ یا که دادندت طلاق ای بی هنر

گفت نه کشتم همه را از فتور ‌‌ با هزاران سحر و با صد مکر و زور

گفت بس باشد عجب زین احمقان ‌‌ که ترا بینند در کار چنان

وان زمان دارند رغبت سوی تو ‌‌ عبرتی نارند بر خود اندرو

کن قبول اندر دل هر خاص و عام
فیض این را دار جاری بر دوام

هر یکی بودند از راهِ سداد | داشت می باید ز جمله اعتقاد

انس با ایشان رهِ اسلام و دین | بغض با ایشان طریقِ کفر و کین

حق تعالی کرد بر ایشان ثنا | در کلامِ پاکِ خود با صد صفا

عقل در تعریفِ ایشان منفعل | فهم در توصیفِ ایشان پا بگل

رحمتِ حق باد بر ایشان مدام | بر همه اصحاب و یاران والسلام

بعدِ حمدِ پاکِ ربِّ دوسرا | وز پسِ نعتِ رسولِ مجتبی

از سرِ توفیقِ ربِّ کردگار | کردم آغاز این کتابِ فیض بار

هست لازم بر تو ای اهلِ قبول | که نپیچی سر ز گفتارِ عدول

شد بنای این کتاب با صفا | بر کلامِ کبریا و مصطفی

هر که بر این پندها سازد عمل | کار او گردد مصون از هر خلل

در دو عالم باشد آنکس بهره مند | وز همه آفات ماند بی گزند

هم خدا خوشنود و هم مصطفی | هم بیابد عاقبت نیکو جزا

یکهزار و دو صد و پنجاه و پنج | بود کین پرورشده مانند گنج

معدنِ فیض است نامِ این کتاب | فیض حاصل کن از او ای کامیاب

یارب از لطف و کرم این نقش را | ده رواج اندر جهان بهرِ خدا

سخت باشد اهل دنیا را حساب
گه نجات شان نباشد از عذاب

هرکه دارد حب دنیا در جهان
بندهٔ ابلیس باشد بیگمان

چون متاع دنیوی آمد قلیل
میل او در دل چه داری ای خلیل

بوهریره گفت روزی آن رسول
گفت خواهی دید دنیا اسعد دل

دست من بگرفت آن فخر زمان
برد بر سرگین دانی همچنان

که دران بد استخوان سرها
وز پلیدیها و هم از خرقها

گفت این سرها پر از حرص و هوا
بوده اند همشکل سرهای شما

این زمان هستند چون عظم رمیم
زود خاکستر شوند ای ذی نعیم

وین پلیدیها که می بینی عیان
بد طعام رنگ رنگ مردمان

که بصد کوشش بدست آورده اند
وین چنین بگذاشته می بگذرند

اینکه بینی خرقها و جامها
هست زیب شان که پرانداز هوا

مرکب ایشان بود این استخوان
که بگشتند سیر و گرد جهان

جمله دنیاست این ای باوقار
هرکه خواهد که برین گرید بزار

کو بکن گریه که باشد جای آن
پس گرستند حاضران آن زمان

حال دنیا چون بدین خواهی بود
دل دران بستن نه بیداری بود

هر قدر باشد تعلق در جهان　　وقت مردن آنقدر رنج روان

لذت دنیا چو یابی در جهان　　رنج و رسوائی بود انجام آن

کار دنیا را نباشد اختصار　　گر یکی باشد شود چندین هزار

عیسی مریم بگفت ای با سکون　　هر که باشد طالب دنیای دون

حال او چون تشنه باشد که آن　　آب نوشنده است از بحر روان

همچو مستسقی بنوشد هر قدر　　عطش او هر دم فزاید بیشتر

ثمره او عاقبت باشد هلاک　　سیر نبود تا نه آید زیر خاک

گفت پیغمبر که خلاق مجید　　هیچ دشمن تر ز دنیا نافرید

تا که دنیا آفریدست از حکم　　ننگرست او را ز انظار کرم

گوسفندی مرده دید آن مصطفی　　گفت می بینید این مردار را

خوار تر افتاده است اینجا چنان　　که کسی این را نگیرد در جهان

با خداوندی که جان مصطفی　　هست اندر حکم او با صد رضا

که بود دنیا بنزد کردگار　　خوارتر زین گوسفند ای هوشیار

حق تعالی هر چه دارد خوار تر　　حیف چون داری عزیزش ای پسر

حب دنیا هست اصل هر خطا　　خیزد از وی صد هزاران شاخها

بازن و فرزند یا با سیم و زر — یا که اسپی یا شتر یا گاو و خر

قبلهٔ تو گر بود این چیزها — کی نمازت نزد حق باشد روا

اسم طاعت هست بر وی از گمان — طاعت آن باشد که سازی آنچنان

کانچنان از بهر تو فرمود رب — که شوی خاشع در آن با صد ادب

خاشع آن باشد که دانی ای جوان — که چه سازی و چه گوئی از زبان

هم کجا استاده‌ای ای با نیاز — وز پی خدمت که هستی در نماز

دل نداری مائل چیزی دگر — با خدا همراز باشی سر بسر

دست و پا و چشم و گوش و جمله تن — باشد اندر حکم رب ذو المنن

طاعت آنگه باشد ای اهل نیاز — آنزمان گردد درست اسم نماز

هست این دنیای عام ای باصفا — هم شنو دنیای خاصان خدا

گر بود غیر حق بچیزی بستگی — یا بچیزی مثل حق انس آوری

وانچه آن با راحت نفس و تن است — آن همه دنیاست ای حق پرست

مصطفی آن پیشوای انبیا — کانچنان فرمود از راه عطا

نیست راحت از برای مومنان — غیر دیدار خداوند جهان

نزد من چیزی درین جای گذار — نیست دشمن تر ز دنیا زینهار

در غم دنیای دون جان داده اند — در لحد بی دست و پا افتاده اند

خان و مان شان شده یکسر خراب — منزل و آرامگاه شان خراب

کس نشد از دوستان همراه شان — بی کسی تنها سفر کرد از جهان

مال و زر هرگز کسی با خود نبرد — عاقبت و حسرتش جان داده مرد

در پریشانی فتادند عاقبت — بر همه شد تنگ راه عافیت

عبرتی باید اولی الالباب را — سوز چشم خویش کحل خواب را

مرگ بهر تست دایم در کمین — فکر رفتن کن بحال خود ببین

بازگشت تو برب العالمین — مسکن و ماوای تو زیر زمین

رشتهٔ دنیا گسل بهر دو دود — تا بکی مانی دلا در تار و پود

شیوهٔ اهل دلان کن اختیار — بو الفضولی را روا هرگز مدار

قصهٔ قارون ندانی ای پسر — کاندرین دنیا چه دید از مال و زر

چون مآلت نیست جز ملک عدم — پس چرا سرگشتهٔ بهر درم

در دل هرکس که باشد حب مال — کی بیابد در جهان نور کمال

اندرین عالم منه دل ای عزیز — گر تو خواهی تا شوی ز اهل تمیز

بر دل هرکس که دنیا سر شد — او درین عالم ز اهل درد شد

گر کفایت باشد او را بیشتر / در هلاک خویش هست او بیخبر

هرچه باشد زاید از قدر کفاف / آنهمه دنیا بود ای مرد صاف

هر که را در حب دنیا بنگری / گفتهٔ او را بخاطر ناوری

زانکه نبود راست در گفتار خویش / جوید از وی گرمی بازار خویش

که نباشد خالی از زرق و ریا / نسبتش باشد کجا با کبریا

اقتدای او مکن ای با عمل / تا نه افتد در ره دینت خلل

در دل هر کس که تخم زهد رست / گفتن مومن سزاوار وی است

در جهان دیوانهٔ غفلت مشو / تا توانی در ره شیطان مدو

جهد کن تا از جوانمردان شوی / بهر نان تا کی تو سرگردان شوی

عمر خود در حب دنیا کاستی / گر نه یهودی تو راه راستی

حرص دنیا هست بس مذموم تر / مرد را سازد ذلیل و بی وقر

ای پسر بردار دل از حب مال / تا نیابد مهر ایمانت زوال

تا توانی توشهٔ رفتن بساز / وز تغافل دائما کن احتراز

دین مکن ضایع پی دنیای دون / پا منه بیرون ز حد خود برون

مگذر از اندازهٔ راه ادب / لا یحب المعتدین فرمود رب

وانچه باشد باعث ذکر خدا — هم از آن ذکرست ای اهل صفا

اصل دنیا آن بود اندر جهان — که نصیبی نبود از عقبی در آن

هرچه دل دربند آن باشد ترا — هست دنیا کان ز حق سازد جدا

وانچه نبود قلب تو دربند آن — گرچه باشی تو همیشه اندران

چون نباشد در دل تو حب او — هیچ نقصانی نیارد بهر تو

خاک باشد یا که باشد سیم و زر — نزد تو یکسان درآید در نظر

هرچه در دنیا نه یاد حق بود — بهر خاصان آن همه دنیا شود

وانچه در عقبی ندید از خدا است — آن هما از خواهشات نفس ماست

هرچه در دنیا بدان حاجت بود — اینچنین دنیا کی از دنیا شود

هرچه آن از میل نفس آید عیان — هست دنیا از برای خاصگان

گر ز دنیا نیست عقبی بود — نیست دنیا آن پی مولی بود

گر کنی دنیا طلب ای با نیاز — تا شوی از خلق و عالم بی‌نیاز

بی‌گمان خسارت تو ای نیکنام — تا بد اندر حشر چون ماه تمام

گر نباشد در کف تو هیچ شی — قلب تو باشد مگر در بند وی

تا بچنگ خود درآرم از کجا — حب او پیدا بود در دل ترا

گفت پیغمبر که توبه زانکسار | من بهر روزی کنم هفتاد بار

هرکه از افعال بد توبه نمود | چون کسی باشد که خاطی گه نبود

توبه‌اش را حق پذیرد پیش ازان | که رسد جان بر گلو غرغرکنان

توبهٔ توبه هرکرا تا بد بدل | بر گناهان گردد از حق منفعل

چون دران نور هدایت بنگرد | جرم خود را زهر قاتل بشمرد

خویش را مسموم بیند چون ازان | بیگمان از وی هراس آید بجان

نادم و شرمنده گردد لاجرم | وز هلاک خود بترسد دمبدم

در پی تدبیر او گردد بجان | بهر دفع او بکوشد هر زمان

روز و شب اندیشهٔ آن سم کند | وز مقی توبه قی هردم کند

اشک حسرت ریزد از چشمان او | آتش غیرت بسوزد جان او

شهوت و حرص و هوا ترک آورد | وز دل خود پردهٔ غفلت درد

از تن خود برکشد لبس جفا | گسترانند بهر خود فرش وفا

نور عرفانست اصل این بیان | توبهٔ خالص همه خیزد ازان

هرکرا محبوب میدارد اله | میدهد بر جرم خویشش انتباه

توبه واجب هست بر تو هر نفس | نیست مستغنی ز توبه هیچکس

ترک دنیا مایهٔ عشق و غنا
حب دنیا مرگ نفس و دین
ترک دنیا حاصل عمر روان
حب دنیا مژدهٔ خسر و زیان
ترک دنیا قائد طرق سداد
حب دنیا بادی راه فساد
ترک دنیا نزهت گلزار دین
حب دنیا ظلمت راه یقین
ترک دنیا باعث قرب و کشود
حب دنیا موجب بعد و قیود

حیف تو غافل ازین اندر جهان	جان و دل را باختی در حب آن
آنچنان دیوانهٔ بر رنگ او	که نه سنجی هیچ شئے همسنگ او
دین خود کردی پئے دنیا تلف	گوهر مقصود افگندی ز کف
بهر دنیا غافلی از کبریا	غیرتے ناید ترا اے بیحیا
دولت باقی به فانی میدهی	من ندانم عاقلی یا ابلهی
خود بگیر انصاف خود از خویشتن	کین چه عقلست ز چه فهم اے جان من
هر که مبغوض خدا دارد احب	از خدا نازل شود بر وے غضب
همچو مردارست این دار جهان	گرد او چندین هزاران از سگان
ریزهٔ او می برند از هر طرف	وز حسد بر یکدگر غوغاے عف
عاقبت سازند آن یکیک کنار	همچنان ماند بجا این نابکار
صد عجب باشد ز تو اے نیکخو	که نسازی ترک و داری حب او
حب دنیا مثرهٔ گاو خرے	ترک دنیا قوت پیغمبرے
حب دنیا راس هر جرم و خطا	ترک دنیا فرق هر فعل رضا
حب دنیا منبع حرص و طمع	ترک دنیا چشمهٔ زهد و ورع
حب دنیا تیرگی چشم جان	ترک دنیا نور عین دو جهان

همدم خود ساخته نااهل چون مگس · کان همی گوید به شب بر یاد نفس

یار او اشیاء پی هوای دگر · همچنین بهر دل شیطان از نظر

گفت پیغمبر که تا از نزع جان · از پی توبه در است باز مردمان

... از خدا · پاک گردانید دل را از عصی

نیک باید جمله افعالکم · گفت حق لا تبطلوا اعمالکم

دور باشید از هوای مال و جاه · کان کند قلب شما سخت و سیاه

... از غور روئت ... نسیم · گر ترا خواهش بود از ... سیم

... توبه ... در دل حقد و کین · توبه زین توبه کن ای اهل دین

... توبه حاصل کن تمام · وز خدا هر دم طلب کن نجات

... توبه ... ثابت قدم · تو برو تا ... میدم

هر که ... عصمت ... · وقت مردن ... دل ...

مهلتی ... خواهد از ملک · تا کنم توبه ز هر عصیان و شک

گویدش ... روزها · چون نکردی توبه از راه خطا

ساعت عمرت کنون آخر رسید · هیچ روزی نیست اکنون ای عنید

گر دو آنگه ساعتی مهلت طلب · گویدش ساعت نماند ای بی ادب

توبه ۳۰۲

توبه دست است از نگرفتنی — توبه پا است از نارفتنی

نقل باید با همه اندامها — از خطا و معصیت سوی خدا

تائبان را سه مقام است ای پسر — یادگیرش گر تو هستی با خبر

عذر کردن از گناهان از زبان — وز جوارح باز استادن از آن

دل پشیمان بودن از یاد خطا — هر زمان نالیدن از خوف خدا

از پس جرمی هر که استغفار کرد — بهر او کفاره طیار گرد

هر که استغفار گوید بیشمار — رزق او افزون کند پروردگار

کرد ارشاد آن شه علم لدن — گر زپس هر زشتی نیکی بکن

نیکی تو سیئه را از جا برد — آب همچون شوخ جامه را برد

توبه هر کس بود محبوب رب — از جوانان لیک میدارد احب

گر ترا باشد تمنای فلاح — توبه کن هر لحظه ای اهل صلاح

کفر و اصرار و قنوط و امنی — شرک و بخل و کینه و کبر و منی

مکر و سحر و سرقه و طمع و هوا — ظلم و خشم و غیبت و بدع و ریا

اودنا و از لواطت و ز فسوق — از قذف و از خیانات و عقوق

از فواحش و ز نمیمت و ز شکوک — از جزع و از غضب وز لحم خوک

قال الله تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنهون عنه نکفر

خصم خود کرده بسی اهل منن | مال شان برده ز راه مکر و فن
ناگهان از فضل خدا ایش یار شد | در زمان مشغول استغفار شد
بازگشته از همه جرم خطا | روی دل کرده بسوی کبریا
آنچه نزد وی بود از مال و درم | یک بیک با خصم وا داده از ندم
میتوانست آنچه خصم خویش را | شاد کرده از سر خوف خدا
تا همه زر پیش خصمان برنهاد | جامه هم از تن برون کرده بداد
مردی آمد گفت ای پاکیزه خو | که مرا چیزی همی باید ز تو
تهمتی آمد به نزد خویش داشت | از میانت بهر او بیرون گذاشت
عهد توبه با خدای خود ببست | خود نهان اندر کو آبی نشست
گفت حق ما را چنین توبه کنید | چنگ خود در دامن عصمت زنید
گفت پیغمبر که خلاق جهان | شاد تر از توبه میگردد از آن
که بود شخصی بدشت هولناک | خسپد آنجا همچنان بر روی خاک
اشتری دارد که اسباب و طعام | هر چه میدارد بر او باشد تمام
چون شود بیدار اشتر گم بود | خیزد و در جستجوی او شود
هم آن باشد که از لب تشنگی | میرود از شدت بصد لخستگی

در بیان توبه

۳۰۵

از تغافل معصیتها می نمود | جرم در دیوان خود بسیار بود

کانچنان گفت آن رسول کبریا — بنده باشد که از فعل عصا

داخل جنت شود از فضل حق — گردد از بهر کرامت مستحق

کرد یاران این چنین از وی سوال — کان چگونه باشد ای عالی خصال

گفت از وی چون گناهی سر زند — او بدل هر دم پشیمانی کشد

وان گنه در پیش او باشد مدام — تا رسد در جنت دار السلام

قلب مومن همچو آئینه بود — ظلمتی از هر گنه در وی رسد

وز عبادت میرسد نوری بدل — ظلمت عصیان شود زو مضمحل[له]

گر تو خواهی نور ذات کردگار — ظلمتی بر روی آئینه مدار

گر کنی اصرار بر کار زبون — جوهر دل زو بگردد قیرگون

آنزمان تیمار او مشکل بود — کوشش بیهوده لاحاصل بود

همچو آئینه که زنگارش بخورد — وز رخ او نور را یکسر ببرد

اینچنین کس توبه نتواند نمود — ورکند او را نباشد هیچ سود

زانکه نبود توبه او جز زبان — قلب او آگه نگردد یک زمان

هر که جرم خورد را بیند حقیر — آن گنه در حق او گردد کبیر

وحشت عصیان بکن از دل بدر — تا بیابی انس طاعت ای پسر

له کما قال الله تعالی ان الحسنات یذهبن السیئات ۱۲



قیمتش هرکس نداند بی‌شمار — میدهد او را که خواهد کردگار

نیست توبه آن بضاعت در جهان — کان بود در خانهٔ هر مومنان

صد هزاران خلق را ایمان دهند — کی چنین توبه را آسان دهند

میدهند او را که شایسته بود — وز همه آفاق وارسته بود

در حق دل توبه را تریاق دان — بلکه او را آب حیوان ای جوان

نور توبه هرکجا تابان شود — کی در آنجا ظلمت عصیان بود

این سعادت را مده از دست خویش — ورنه بس حسرت بری ای پاک کیش

هرکه او تائب نگردد در جهان — حق شمارد او کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبس نفس است از متابعت هوی

هرچه آید بر سر تو از قضا — در صبوری کوش ای مرد خدا

صبر باشد حبس نفس ای دین‌شعار — صبر در هر چیزها آید بکار

در بلا و نعمت و در خیر و شر — صبر باید کرد ای جان پدر

در شکست و خاست و گفت و شنود — صبر بباید ترا ای اهل جود

صبر را آن سرور خیر البشر — گفت مفتاح الفرج اندر خبر

پس بفرمودش که ای نیکو خصال | رفت دار و سمع نموده این سؤال

گر قضا اومت ترا توبه بود | لیک زینجا رفتنت بهتر شود

هست اینجا جای فساد از بهر تو | رو فلانجا ای جوان نیکخو

کان زمین هست از پی اهل صلاح | باشد آنجا بهر تو روی فلاح

چون جواب آن بگوشش او نهاد | اندر آمد رو سوی خود آنسو نهاد

در میان راه فرمانش رسید | یک قدم بر داشتن طاقت ندید

میل کرده آن طرف از صدر خویش | تا از اینجا افگند خود را به پیش

قدسیان را کشمکش آمد بهم | یک سوی رحمت دگر سوی الم

چون تخالف در میان شان سخت خاست | هر یکی بر گفت کان در جای ماست

حق تعالی گفت کانجا در روند | وان زمین را در مساحت آورند

گر قرین باشد از ان اهل صلاح | مستحق رحمت است و هم فلاح

در بود نزدیک با اهل فساد | لایق تعذیب باشد آن عباد

چون بپیمودند او را قدسیان | یافته شبری بجای صالحان

قدسیان رحمت پروردگار | جان او بردند با عز و وقار

گر تو میخواهی مکان تائبان | یکنفس غافل مباش ای مهربان

پس بهر کاری که پیش آید کنون | نیست تدبیری بجز صبر و سکون
هر که او صابر نباشد در جهان | پیش حق قدری نیابد بیگمان
همچو نخلی کو نباشد بی ثمر | با وصبر چون ورد افتد رجا
گر نباشد هیچ صبر اندر میان | نخل ایمان هم بیفتد همچنان
گر کنی در هفت جا این بحث چیز | بیگمان پیش خدا گردی عزیز
هر کرا این هم سر باشد نظر | در حقیقت صابر آنست ای پسر
آنچه حق فرموده بهر صابران | راحت آید در حق او آن زمان
نعمت و ناز و عز خود ببین | رنج و محنت هست آب مؤمنین
اینچنین گفت آن رسول نیک خو ﷺ | که خدا چون بنده را دارد عدو
با ملک گوید برو سویش کنون | نعمت من ساز بهر او فزون
بغض دارم سوز آوازش همین | همچنین از خواندنش سلی بایقین
در خدا چون دوست دارد بنده را | با ملک گوید رسان سویش بلا
دوست میدارم ورا اندر جهان | خواندن و آواز او را همچنان
تو بدان اکنون که این اسباب جان | از کرامت بود ای دین پناه
کار خاصان نیست جز رنج و تعب | بر مصائب صبر کن ای با ادب

قال الله تعالى والصابرين في البأساء والضراء وحين البأس اولئك الذين صدقوا واولئك هم المتقون

دوم آن باشد که از هر نهیبات | باز داری دست خود ای نیکذات
گر قرینان بدت بر وی شوند | تا ترا در کار عصیان افکنند
اندر آنجا خویش را داری صبور | گفته کس را نیاری در حضور
سوم آن باشد که از رنج و بلا | آنچه آید بر تو از حکم خدا
از کسی هرگز نخواهی یاوری | التجا در حضرت حق آوری
اینچنین اندیشه سازی آن زمان | کین بلا را وقت باشد بیگمان
چون در آید وقت از من بگذرد | یا قضا آید مرا زینجا برد
زین دو معنی یک بپیش آید مرا | کی کند این هر دو را جز کبریا
همچنین قسم چهارم را بدان | که گناهی پیش آید ناگهان
نفس و شیطان و هوا و یار بد | شهوت و پندار و غفلت جار بد
جمله گرد آیند تا از حق ترا | اندر آن عصیان در آرند ای فتا
تو در آنجا صبر گیری ایجوان | خویش را داری نگه زین دشمنان
تابع ایشان نگردی زینهار | بلکه با ایشان منافی کارزار
زانکه حق فرمود در قرآن چنین | هست دشمن با شما دیو لعین
هم تو با او دشمنی گیری بجا | سر نیاری زیر فرمان هوا

گر بود راضی و صابر اندر آن | آن بلا تیمار باشد بهر آن
حق تعالی از کرم آن بنده را | میکند از مقبلان با صفا
گر تو هستی راست در دعوای خویش | اینهمه آور بجا اے پاک کیش
تا همه گفت و شنودت حق بود | مردی و چالاکیت باور شود

در بیان شکر حق سبحانه

اے پسر بر خویش فضل حق شناس | باش دائم بر رہ شکر و سپاس
نعمتش بر بندگان بسیار دان | رہ نیابد هیچکس بر حد آن
هر دو عالم هست غرق نعمتش | کس نباشد بے نصیب از رحمتش
گر شماری نعمت او را شمار | در حد و اندازه ناید زینهار
در جهان چیزے که نتوانی شمرد | کے بشکر او توانی راه برد
لیک دانستی چو جمله از خدا | شکر آن مجمل همیکردی ادا
گفت موسی در مناجات اے کریم | کافریدی آدم از صنع قدیم
نعمت هرگونه با او بعد عطا | او سپاس تو چه سان کرده ادا
گفت دانست آنهمه از حضرتم | علم او بوده سپاس نعمتم
هر چه هست از حق همه نعمت بود | بر همه شکرے ترا واجب شود

رنج و راحت را بیکسان بنگرند
رنج این عالم ز نعما بشمرند
مرد حق را تا نباشد این مقام
از کنوز حق بود رنج و بلا
ور دعا گفتی رسول حق چنین
که نگاه من بسوی تو بود
هر کسی را صبر کی بخشد خدا
آنچه اندک تر بود با مردمان
هر که آن مستغرق مبتلی بود
صبر بر دنیای دون باید ترا
هیچ صبرت نیست از کار جهان
صبر کن بر نعمت و مال و منال
هر که صابر نیست بر رنج و الم
صبر چون ایوب کن اندر بلا
صبر کن بر تلخی صبر ای پسر

بلکه در رنج و بلا راحت برند
جان خود را در مصائب پرورند
کی بجای اولیا یابد قیام
کی دهد حق با کسی جز اولیا
آنقدر یا رب بده ما را الیقین
سختی دنیا همه آسان شود
میدهد او را که میداند سزا
نیست جز صبر و یقین اندر جهان
کی دل او از بلا آگه شود
صبر او ذکر خدا باشد خطا
صبر چون داری ز خلاق جهان
صبر کن بر شوکت و جاه و جلال
در محبت نیست صادق لاجرم
تا بیابی صحت و عیش و بها
عاقبت شیرین شود همچون شکر

نیست از محجوب شکر و صبر نیز
هر که سازد در جهان شکر نعیم
ور کند کفران نعمت در جهان
شکر نعمت هم ز توفیقش بدان
گرچه پایان ندارد نعمت او
هر چه از حق دور گرداند ترا
نعمت آن باشد که اندر کار دین
آفریده هر چه حق اندر جهان
اول آن باشد که در هر دو سرا
همچو علم و خلق نیکو در جهان
دوم آن باشد که در دنیا و دین
همچو نادانی و بدخوئی و ترس
سوم آن باشد که در دنیائی دون
زان وران عالم بود رنج و بلا
هست این نعمت بنزد ابلهان

چون کنی شکر خدای دادگر
نعمتش افزون کند رب کریم
ور عذاب سخت افتد بیگمان
کی شود بی فضل او کار جهان
شکر آن لازم بود ای نیک خو
نعمتش هرگز مدان ای باوفا
دل فراغت باشدت ای بایقین
چار قسم آمد بحق مردمان
سود دارد از پی خلق خدا
در حقیقت نعمت آن نیست ای جوان
جز زیان هرگز نباشد بالیقین
در حقیقت هم بلا نیست و بس
رحمت است ای مومن اهل درون
همچو نعمتهای دنیا ای فتا
شد بلا بر عارفان و عاقلان

شکر کن بر هر نفس ای با یقین — کین مدد از غیب می آید همین

هر زمان در خویش داری انتقال — گرمی دل را به بخشد اعتدال

گر نیاید این دو باهو سوی تو — کی قیام تو بود ای نیک خو

قصهٔ داؤد نشنیدی مگر — کامده وحی نفس ز رب بحر و بر

که سپاس نعمتم گردان ادا — گفت داؤد ای خدای دو سرا

آنچه نعمت آمد از تو سوی من — شکر آن کردم ادا ای ذوالمنن

حکم شد از درگه رب جلیل — تا نگه دارد دمم او جبرئیل

چون دمش بگرفت جبریل امین — گفت او جبریل داؤد این چنین

دست خود را از گلویم باز دار — تا برآرم این نفس ای غمگسار

آنچه طاعت کرده ام در عمر خویش — سه یکی وادهم بتو ای پاک کیش

گفت جبریل ای نبی با صفا — نیست فرمان از جناب کبریا

گفت دست خود ببردار ای جبرئیل — نصف طاعت بهر تو کردم سبیل

تا نفس از من برآید این زمان — گفت فرمان نیست از رب جهان

گفت و بخشیدم از آن همه طاعت ترا — وادمت ای خاص درگاه خدا

دست خود را باز دار از من کنون — تا نفس از من همین آید برون

پس تهیدستی و ذلّ و رنجها | هر یکی این نعمت است ای باصفا
درجهٔ شکر از صبوری فاضل است | رتبهٔ شاکر ز صابر کامل است
زانکه خیزد شکر از کانِ رضا | سر زند صبر از گریبانِ بلا
صبر از رنج و محن ظاهر شود | شکر از نظارهٔ منعم بود
گفت پیغمبر امامِ مرسلین | کاین چنین فرمود ربّ العالمین
هر که ننهد گردنِ خود بر قضا | وز صبوری پیشم آید در بلا
بر نعیم شکر گوید در جهان | من نویسم نام او با صادقان
هم برانگیزم بصدیقان ورا | وانکه ننهد بر قضای من رضا
هم نباشد در بلای من صبور | بر نعیم من نگردد هم شکور
پس بده او را خبر تو اینچنین | که خدای خویش جز من برگزین
شاکران و راضیان هر دو یک اند | تا رضا ندهند شاکر کی شوند
شکر باشد کی مسلم بی رضا | هم رضا بی شکر کی باشد روا

در بیانِ رضا که عبارت است از خشنودی نفس در چیزی که بنده رسد یا فوت شود بلا تغیّر و انکار و کراهت

باش دایم در رضای کردگار | کوش در خشنودیِ پروردگار
هر چه آید بر سرِ تو از قضا | پا منه بیرون ز میدانِ رضا

۳۱۵

خاصه از خاصگان حق شود
هر که بیزند از قضای کبریا
نزد حق عاصی بود ای باصفا
هم قضای که ندران باشد هوا
هم رضا با پیدران ای باوفا
واجب آمد بر قضا راضی شدن
وز هوای نفس با بیرون زدن
خشم گیری یک نفس خویش را
تا شود مقهور تو حرص و هوا

زانکه از مقتضی قضا باشد جدا
شد قضا نا مس کی باشد از خدا
بر قضا راضی شدن واجب بران
وانچه از مقتضی بود ای مهربان
امر و نهی حق در آن آری بجا
تا بزندیقی ینفی ای فتی
زانکه در عالم ...
کانچه پیش آید ورا از نیک و بد دم بود

بر بلا هم شکر کن ای با خبر
که بلای هم بود زان صعب تر

هر که باشد مستحق چوب دست
گر زنند از مشت جای شکر هست

از بزرگی گفت شخصی این سخن
که به دزدی شد همه کالای من

گفت شکری کن که شیطان لعین
رخت ایمانت نبرد ای اهل دین

هم بلای کاندرین دنیا بود
بیگمان کفارهٔ عصیان شود

هر چه یابی در جهان رنج و عقاب
اجر باشد بهر تو روز حساب

گر فتادی رنج تو در روز دین
سخت تر بودی ترا ای با یقین

گر بلای حق بفرق تو گماشت
از هزاران در امان خود بداشت

گر بهر عضوی چنین بودی بلا
تو چه کردی ای جوان باوفا

حق تعالی چون نکرده اینچنین
پس سپاس او بکن ای اهل دین

هر چه از محبوب رنج و محنت است
در حق خاصان مثال نعمت است

اصل نعمت این بود ای باصفا
گر خدا هرگز نخواهی جز خدا

جنت عدن است جای شاکران
سافلین باشد مکان کافران

شاکری را هر کجا افتد گذر
آن زمین سازد تفاخر بر دگر

که عزیزی از عزیزان خدا
ساخته بر من گذر با صد صفا

بیان قناعت

مرضی حق از همه بهتر بدان — طالب او باش دایم در جهان
از رضای حق اگر خواهی نشان — دم مزن در کار خلاق جهان
آنچه آید از قضای ذو المنن — ترک آری اختیار خویشتن
هم گراهیت نسازی از قضا — هم بود هیجان الفت در بلا
پارسائی گفت روزی اینچنین — کاب باران نیک بار و بر زمین
گفت هاتف اینچنین در گوش او — کی زبون باریده است ای نیکخو
هرچه پیدا کرد رب ذو المنن — بهتر است اندر مقام خویشتن
بر رضای حق هر آنکس سر نهاد — باب جنت را بروی خود کشاد
آن رضا باشد که رب دوسرا — در عبودیت پسندد مر ترا
هم تو سازی بر ربوبیت پسند — شادمان باشی ازو اسرار چند
گر پسندد از تو حق صد سال کار — مثل آن ساعت نباشد زینهار
کانچه او سازد بحقت ای جوان — تو پسندی زو بصد جان روان
ور خبر آمد رضینا بالقضا — پا منه بیرون ز تسلیم رضا
آن بود اصل رضا ای جان من — که نه بینی جز خدای ذو المنن
هر زمان مستغرق نورش شوی — وز صفات خویشتن بیرون روی

در بیان رضا

میکند میگوید و هم میخورد | هم بهر جا که خواهد میرود
کفر خود مخفی نماید اندر آن | خویشتن را بشمرد از راضیان
کرد این راه چنین قوم پلید | تا توانی بر مگرد ای اهل دید
هر کرا عقل و تمیزی درست است | ترک امر و نهی سازد کافر است
تا ترا حاصل بود عقل و تمیز | امر و نهی از تو نخیزد ولی عزیز
هیچکس کامل نبوده در رضا | چون گروه مرسلان با صفا
امر و نهی حق چو زیشان بر نخواست | دیگری را این سخن پس کی سزاست
گر تو خواهی تا نیفتی در هوا | دور شو زین قوم و زین راه خطا
شد رضا اهل مقام پس رزین | کی رسد هر کس در آنجای گزین
هر که او شد وصل حق باشد تمام | او بیابد در رضای حق قیام
هر که آرد استقامت بر رضا | رتبه او کس نداند جز خدا
در میان بندگی و خواجگی | هست سری کس ندارد آگهی
آنکه او را امر باشد خبر | کاندر آن جای همین باشد گذر
داوری هرگز مکن بر این سخن | ور سر انکار با من دم مزن
گوش کن از گوش جان ای نیکخو | تا بیان این سخن گویم ز تو

خواستن چیزی ز دونان ای پسر | پیش مردانست از مردن بتر
در سوال هر کس که بگشاید زبان | مبتلا در فقر ماند جاودان
هر که بگشاید لب خود در سوال | عمر تا بیش فتد اندر زوال
گر تو هستی صاحب عقل و ادب | بهر حاجت پیش کس مگشای لب
فقر و فاقه پیشهٔ مردان بود | عیش و عشرت کار بدکیشان بود
تا نسازی رنج دنیا اختیار | راحت عقبی نیابی زینهار
تلخی جو ای عزیز با عمل | بهتر از شیرینی اهل دول
نان جو خوردن بصد شکر و طرب | به که پیش کس ستادن از ادب
هر گدای که قناعت محکم است | بیگمان از حلقهٔ صافی دم است
گر تمنای غنا داری پسر | جز قناعت نیست تدبیری دگر
گفت موسی ای خدای اهل داد | که توانگرتر که باشد از عباد
گفت باشد آنکه قانع اندر آن | آنچه من او را دهم اندر جهان
گر غنا جویی بجمع نقد و مال | حاصلت چیزی نگردد جز ملال
مال و زر چندانکه گردد بیشمار | احتیاج تو یکی گردد هزار
پس قناعت از پی تو بهتر است | صد خطر در کثرت سیم و زر است

قلب قانع مظهر لطف خداست — گنجی از گنجینه‌های کبریاست

پس قناعت کن بعالم ای پسر — گر قناعت نیست کاری خوش

هر کرا نور قناعت در دل است — نعمت دنیا و دینش حاصل است

گر شود صبر و قناعت حالت — چشمهٔ حکمت بجوشد از دلت

ریزه خوار قناعت هر که چید — بر سریر استراحت آرمید

قلب قانع هر کرا بخشد خدا — دولت هر دو جهان سازد عطا

در نهد تاج سعادت بر سرش — افگند زیب ولایت در برش

باز دارد از بلای دو جهان — رحمت و [illegible] فرستد سوی آن

از خداوند کرامت سازدش — در محبت خویشتن بگماردش

فارغ از فکر جهان سازد ورا — مقصد او جمله گردد اندر

ظاهر و باطن سراپای حق کند — در همه بیند جهان مطلق

جاودان حق را پرستد آن سعید — کار باشد بر همه گفت و شنید

دید جهان هرگز ز انظار آنکه — قلب او خالی نباشد هیچگاه

هر دلی کز غیر فارغ باشد آن — از خدا خالی نباشد یکزمان

از چه آنکس یافت این عالی مقام — زانکه او را هر چه حق داد از انعام

گر پری معده گردد حاجت است | نور عرفان گشته گردد دولت
گفت پیغمبر رسول [illegible] | موجب تاریکی دل شد سه چیز
هست خوردن بی [illegible] نوم | بعد زین هر سه ای سالار قوم
گفت [illegible] مردمان | از قلیل ضحک و نوم اندر جهان
طهروا القلب بالجوع وانظروا | عظمت الله تعالی من خضوع
گفت پیغمبر که اقرب از شما | هست با من بالیقین روز جزا
آنکه جوع و فکر او در راه دین | بیشتر باشد ورا اندر زمین
در حدیثی دیده ام ای باخبر | جوع آمد مغز طاعت سر بسر
فکر یک ساعه عبادت آمده | خوردن کم جمله طاعت آمده
سیر گردد هر که در دار جهان | گرسنه باشد بعقبی بیگمان
وقت سیری در نماز ای دین پناه | در مناجات خدا لذت مخواه
گرسنه باشی اگر اندر جهان | باب جنت را بکوبی ای جوان
هین بپرهیز ز سیری ای پسر | تا توانی ساز از سیری حذر
نفس کافر را بجز شمشیر جوع | کی توانی کشت ای اهل خشوع
چون ز اکل و شرب پر گردد شکم | کاهلی و غفلت آید لاجرم

۳۲۱

لاجرم اندر زمین آرد فساد
حق تعالی گر ندادت نقد و سیم
خالی از حکمت مدان فضل حکیم
مومنان را گر نداده مال و زر
این نه از بی قدری ایشان نگر
[illegible]
نعمت دنیا بود [illegible]
نعمت عقبی برای متقی
[illegible] دنیا برای کافران
گشت جنت [illegible] مومنان

وصف انسانی اگر داری بجان — کم خور و کم خواب کم گوی ای جوان

کم بخلق آمیز و در خلوت نشین — بگذر از حرص و هوا و کبر و کین

مرغ روحت کی پرد بر لامکان — بسته سنگ هوس بر بال آن

گر سبکتر باشی از حرص و هوا — در رسی تا در وجود قرب خدا

مست شو از باده ذکر خدا — قلب خود صافی کن از زنگ سوا

تا ترا استر خدا گردد عیان — فارغ آیی از همه بند جهان

جز خدا هرگز نیاسائی دمی — یک بود پیش تو هم بیش و کمی

لیک چون افتاده اندر حجاب — زان نبینی خطا را از صواب

بی قناعت این همه باشد محال — زانکه محروم است طامع از کمال

ای برادر بیش از قسمت مخواه — بیش از قسمت نیابی هیچگاه

قرض کس بر خود مکن ای باخبر — باش مستغنی باندک کن بسر

نفس را در بند کردن نزد من — از تقاضا بهتر آمد بی سخن

تندرستی گر ترا می بایدت — عادت کم خوردنی میشایدت

هر کرا بسیار خواری عادت است — بهر او صد ذلت و صد آفت است

هست سیری موجب رنج و سقم — هست سیری باعث درد و الم

تا نگردی از زیان کاران دین — وز ... بی یقین

راه حق ور است گر باید ترا — این ... دواری با صفا

که قناعت کن بکار این جهان — کن ... در کار دین بر عکس آن

هست در دنیا بسی رنج و تعب — هست ... بسی عیش و طرب

هر چه در وی ... اشتغال — حشر ... کند رب تعال

هر کسی با جفت خود ... بود — هر کسی ... یکجا بود

هر کسی باشد بیار خویشتن — ... جابی حسن

هر چه امروز اندر این ... — بالیقین ... بود فردا بمان

هر چه تو امروز میسازی عمل — پیش تو آید به فردا ...

هر چه میگویی بخوانی تا جرم — تا که ... هم

می پرستی هر چه امروز ای پسر — بیگمان ... برخیزی همدگر

هر چه تو امروز مشغولی در آن — تا ... مشغول آن

هر چه کاری عاقبت ... — هر چه ... شغل همان

گر بکاری تخم ... زمین — ... بالیقین

ور فشانی تخم ... در جهان — ... همچنان

خوف سازد که نباید زینهار	تا نباشد بهر او اسباب کار

همچنان دنیای دون آن کریم	ده [illegible] از یاران [illegible]

قیمت دنیا اگر پیش خدا	یک پر پشه بدی ای مصطفا

هیچ کافر را ندادی در جهان	شربت آبی که نوشیدی از آن

پس مباش ای دل بحرص زر و سیم	فاستعذ من حرص شیطان الرجیم

حرص سازد آدمی را بی وقر	تا بکلی از حرص گردی دربدر

حرص مردم را بچاه غم برد	مرغ را در بند حرص پا آورد

حرص دنیا بس بود موم تر	[illegible] اند [illegible] صد خطر

گر بگلزار قناعت بگذری	غنچگی را چو گل از هم وری

عشر مومن آن بود ای اهل راز	که [illegible] خلق [illegible]

گفت پیغمبر که بنگر سوی آن	که بود دون تو در این جهان

ناسپاس نعمت حق آوری	ور ره صبر و قناعت بگذری

وانگها ابلیس میگوید ترا	که قناعت میکنی بهر چرا

که فلان بسیار دارد مال و زر	تو ز دنیا چون تهی [illegible]

هم فلان عالم فلان زاهد فلان	[illegible] مال حرام از جهان

شد توکل مخ اخلاص ای امین | هم عماد دین و هم جسر یقین

بهر مومن لازم است این هر سه چیز | مگذر از راه توکل ای عزیز

هر کرا اخلاص نبود در جهان | بیگمان بوی نفاق آید از آن

گر عماد دین نباشد ای پسر | دین تو باشد همیشه در خطر

نیست گر جسر یقین ای ذوالکرم | بر سبیل فتنه باشی لاجرم

هر که متوکل نباشد در جهان | دار و ایمانش سه رخنه بیگمان

هر سرای کاندران رخنه شود | هم دزدان لاجرم در وی بود

رخت ایمان را اگر داری عزیز | رخنهٔ ایمان به بند ای پرتمیز

شد توکل فرض بهر مؤمنین | کاینچنان فرمود حق ای بایقین

که توکل آورید ای مردمان | گر شما هستید از گروندگان

هر که در راه توکل پا نهد | عاقبت یزدان بدو مقصود دهد

گر توکل آوری بر کبریا | بیحساب آئی بجنت ای فتا

بگذر از اسباب و اکساب جهان | باش متوکل برب انس و جان

رزق تو موقوف بر اسباب نیست | روزیت معطوف بر اکساب نیست

بر کرمهای خدا کن اعتماد | تا رهی از هر بلا و هر فساد

هست کافی بهر تو رب ودود / عنکبوت آسا مشو در تار و پود
دل نهادن بر سبب باشد عجب / چون مسبب را بحق آمد سبب
هر که دل بنهد بر اسباب جهان / از مسبب دور ماند بی‌گمان
جهل باشد بر سبب بستن نظر / از سبب بگذر مسبب را نگر

چند مانی در سببها پایگیر / تا بکی در رشته‌ها باشی اسیر
بگسل از پای یقین بند سبب / تکیه کن اندر جهان بر فضل رب
حق برای رزق تو وعده نمود / شک مکن راه یقین زن ای عنود
از برای رزق سرگردان مباش

گر نسازی زاد راه آخرت / پس چه کار آید ترا سیم و زرت
صبر کن بر هر چه داری نوش و نیش / یک زمان غافل مباش از زاد خویش
آنکه هر دم از پی دنیا دود / عاقبت بی بهره از دنیا رود
هر کرا میراث پیغمبر دهند / در دلش گنج قناعت در نهند
قانع آن باشد به پیش کبریا / کز دل و جان فارغ آید از سوا
ظاهر و باطن بکار حق بود / وز همه فکر جهان فارغ شود
گر نباشد متصف بر وصف این / کاهلی دان در ره دنیا و دین
پند اشرف بشنو و عزلت پذیر / باش فارغ از در شاه و امیر
در عبادات خدا مصروف باش / خاک بر فرق هوا و نفس پاش
هر که این گفتار اشرف گوش کرد / دیگ ایمان از دل او جوش کرد

در بیان توکل که عبارت از سپردن کار است بحق و در چیزیکه از احاطهٔ قدرت بشر بیرون باشد

بر توکل باش ای جان پدر / بگذر از تدبیر نفس بد گهر
کن توکل بر همه کردارها / خویش را مگذار در آزارها
دار چشم دل برب ذو المنن / باش فارغ ز اختیار خویشتن
حول و قوت جمله باشد از خدا / از میان بردار خود را ای فتا

۳۲۰

معنی تسلیم ای اهل صفا
هست اطمینان دل با کبریا

هست در تدبیر صد رنج و عنا
هست در تسلیم صد عیش و صفا

شیوهٔ پیغمبران تسلیم بود
حق بها از بهرشان تمهید بود

هر که سر بر خط تسلیم سود
بر سپهر سرفرازی پا نمود

درجهٔ تسلیم باشد بس عظیم
دامن او گیر ای مرد سلیم

تا نجات خود دران نبود یقین
از خدا هرگز مخواه ای اهل دین

کی روا باشد مفوض را چنان
کز صلاح نفس جوید در جهان

لیک گر از امر و نهی حق بود
خواستن از بهر تو بهتر شود

وانچه باشد اندران شک نجات
دست گیری از طلب ای نیک ذات

گر تو بری اصل تفویض ای پسر
آنچه پیش آید ترا از خیر و شر

سوی خود هرگز مبین در هیچ شی
جمله میدان از در درگاه حق

دست را برکش ز جمله حیلها
کار خود بگذار سوی کبریا

از تصرف دست خود کوتاه کن
تکیهٔ خود بر در الله کن

باش فارغ در جهان از طلب
بر در تفویض بنشین از ادب

پا منه بیرون ز تسلیم ای عزیز
تا چه می آید ز درگاه عزیز

گر چنین باشی ای اهل صفا
ناظر احوال تو باشد خدا

واجب آید بر حق از راه کرم
که نگهبان تو باشد لاجرم

بازدارد هم ترا از هر بلا

گر بود از قدر حاجت بیشتر — از توکل وا مگردی ای پسر

راه تقوی گیر ای اهل ادب — آنچه فرمود احمد در طلب

رزق را از معصیت حاصل مکن — دولت اندیشهٔ باطل مکن

گر به نیت تفتیش داری ذوق — چون روی از بهر روزی در فسوق

مال دنیا کن به راه حق نثار — دست و دل از کار باطل دور دار

هر که را صبر و توکل حاصل است — در مقام زهد و تقوی کامل است

هیچ مشغولت کند از راه دین — دور او هرگز مگرد ای با یقین

هر که دل بندد به نقد این جهان — ننشانش هر که اندر اندران

بهر روزی می‌دوی هر سو چرا — رزق خود هموار می‌جوید ترا

نزد حق باشد کنوز دو جهان — کی منافق را بود ایقان آن

چون من و تو وعده سازد کردگار — مطمئن گردد دل تو سربسر

حیف چون ناید بقلب او ثبوت — در وهو الحی الذی لا یموت

هر که دل بر وعدهٔ خالق ببست — از همه شغل جهان فارغ نشست

وانکه دل بر وعدهٔ مخلوق بست — داد اندر پنجهٔ ابلیس دست

با توکل باش ای مرد جوان — دامن دل کش ز اسباب جهان

تا نسازی قوت خود را از حلال — ره نیابی در حریم ذوالجلال
لقمهٔ تو گر نباشد از حلال — هفت اندام تو افتد در وبال
گر بخواهی در نخواهی ای پسر — لاجرم در معصیت افتی بسر
ور ترا اکل حلال آید بدست — خود بخود قلب تو گردد حق پرست
هر زمان یابی ز حق توفیق خیر — میل تو هرگز نباشد سوی غیر
سر نهی بر طاعت رب جهان — خالی از ذکرش نباشی یکزمان
پس ورع باشد پی تو کیمیا — که مس قلب تو سازد جدا
تا نپیچی سر ز شبهات و حرام — کار دین از تو نیابد انصرام
لوث شبهت هر چه بینی اندران — گر تو مردی باش از وی بر کران
هر که چل روز از ره شبهت خورد — قلب او تاریکی و زنگ آورد
حضرت صدیق از دست غلام — کاسهٔ شیری فرو برده بکام
بعد از ان آگاه شد از وجه آن — کرد قی انگشت کرده در دهان
بیم آن بوده که از رنج و عنا — روح او از قالبش گردد جدا
خواست استظهار در درگاه حی — هر چه بیرون نامد از رگهای وی
در دهان توسن نفس حرون — نه لگامی از ورع ای باسکون

زانکه تفویض از کسی حاصل شود — که ورا اخلاص حق در دل بود

دیدهٔ او بر خدا باشد بصیر — داند حق را کافی و رب قدیر

هر چه سازد بر خدا دارد نظر — کار را و اخلاص باشد سر بسر

کس مقام او نداند زینهار — کی شناسد قدر را و جز کردگار

در بیان تقوی و ورع که اختیار کردن اعمال اجلیه است و ترک افعال رذیله

سر هیچ ایدل ز تقوی و ورع — باش تو یکسر تارک حرص و طمع

قوت خود کن در جهان اکل حلال — تا ترا حاصل شود نور کمال

حق تعالی گفت با پیغمبران — که کلوا من طیبات اندر جهان

مصطفی زان گفت بر هر مومنان — که تلاش اکل طیب فرض دان

گر نباشد اکل تو از طیبات — سود نارد بهر تو صوم و صلوات

هست بر بیت المقدس یک ملک — میکند هر شب ندا بی زیب و شک

که خورد هر کس که بی وجه عدول — سنت و فرضش نسازد حق قبول

هر که چل روز اکل او باشد حلال — که ز حرمت هیچ نبود اتصال

حق دلش از نور حکمت مملو کند — حب دنیا از دلش زایل کند

اکل طیب گر خوری ای کامیاب — هر دعای تو کند حق مستجاب

خوردن و خفتن همه با حق بکن | پرده غیریت از هم شق بکن
تا که بوی زان ورع آید ترا | باز مانی از خیال ماسوا
پای خود کن در عزیمت استوار | بر ره رخصت مگرد ای دین شعار
کار بر رخصت بود نقص حال | کار بر همت بود نور کمال
سر بنه بر سنت خیر البشر | دور شو از راه بدعت سر بسر
گر تو داری خواهش راه خدا | باش هر دم پیرو اهل صفا
راه تقوی گیر و از شهوت گذر | از حرام و شرک و از شبهت حذر
اکل طیب پاکی جسم گل است | بل طریق پاکی جان و دل است
تا نگردد پاکی جسم و دلت | هیچ از طاعت نگردد حاصلت
هیچ طاعت بی ورع ناید بکار | بلکه سازد دور از پروردگار
در نماز آمد طهارت بالضرور | تا گذاری از سر عجز و حضور
هر کرا در دل بود حرص و طمع | راست آید کی از و زهد و ورع
تا اسیر شهوتی ای باکمال | از تو فرق نیک و بد باشد محال
هر که پرهیزد ز شبهات و حرام | بیگمان جایش بود دار السلام
هر که از تقوی دلش باشد تهی | کی ز سر حق بیابد آگهی

۳۳۱

هست تقوی مرآت حسن و جمال
هست تقوی باعث قرب وصال
هست تقوی بر در دل پاسبان
که نیاید خطره اغیار اندران
هست تقوی زینت طاعات رب
هست تقوی مخزن اسرار ادب
لذت تقوی نیابی تا بکام
در ورع عام و لکی گردد تمام
متقی هر کس که باشد در جهان
نزد حق باشد مکرم بیگمان
گر تو خواهی علم اسرار خدا
جام تقوی نوش کن ای باصفا
تا بتقوی از دلت زنگ هوا
کی بتابد اندران نور خدا

در بیان تخصیص طاعت که مقصود از خلقت آدمیت

از سر ظلمات و مکر و حیلها — هر چه یابی میخوری ای بی حیا

وعظ گوئی خود کنی برعکس آن — میفروشی دین خود از بهر نان

لقمهای چرب میجوئی مدام — میکنی فربه شکم را از حرام

خرقهٔ تزویر را بر تن کشی — نعمت هر گونه از هر جا چشی

از برای لذت حلوای تر — شیرها در میکنی مال دگر

نیست فرقت از حلال و از حرام — آنچه باشد زودتر آری بکام

میکنی وجد از ریا بهر شکم — صوف میپوشی پی مال و درم

میزنی حلقه بباب اغنیا — میکشی زر را از ره زرق و ریا

کی بود قدر تو از تسبیح و دلق — تا نه دوزی چشم خود از سوی خلق

خود بده انصاف خود ای پر طمع — کاین چه دین است و چه تقوی و ورع

از برای لقمهای چرب و تر — سر نهی تا بی زر بحر و بر

نان خشک از دست رنج خود بکام — خوشتر است از لقمهٔ چرب و حرام

جامهٔ خود از پلاس شوخکین — بهتر است از جامهٔ ابریشمین

تابع لذات نفسانی مباش — گیر آزادی چو زندانی مباش

مجتنب شو از در شاه و امیر — چند در دام هوا باشی اسیر

گر کنی عمر عزیز خود تلف | [illegible] از حسرت بمالی هر دو کف
کار فردا ساز امروز ای عمو | [illegible] رسد فردا جز حسرت چه سود
قبل رحلت ساز کن رخت سفر | [illegible] در بلای صعب تر
[illegible] در ره باطل مشو | [illegible] از خدا مشغول مشو
[illegible] ذکر رب انس و جان | [illegible] از نعمت کون و مکان
یک نفس ضایع مگردان زینهار | [illegible] لیل و نهار
[illegible] میرسد سویت مدام | [illegible] نعمت آمد احترام
[illegible] دم ذکر خفی | [illegible] غیر از دولت گردان نفی
[illegible] طاعت حق ترا چون آفرید | غفلت ز طاعت ای عبید
[illegible] همت خود بر گمار | [illegible] سویش بیا
[illegible] کوش اکنون ای جوان | [illegible] زنده مانی در جهان
[illegible] اکنون در عمل ای جان پاک | [illegible] که نشوی پنهان بخاک
[illegible] از سر خود وردار | [illegible] منزل دار القرار
[illegible] باش ای مرد یقین | [illegible] کار خود مکن ضایع چنین
[illegible] باش از باده طاعت مدام | تا شوی روز قیامت شاد کام

تا توانی کوشش اندر بندگی — بندگی آمد لباس زندگی

بندگی مصباح قلب آدمی است — بندگی اصل الاصول مردمی است

از سر آلایش عالم گذر — بند اندر بندگی حق کمر

دل منور میشود از بندگی — بی عبادت نیست لطف زندگی

فرق طاعت گر نهی پیش خدا — حق دهد اندر دلت نور هدا

راغب طاعت شود مرد سعید — کی شود این کار از دست پلید

همچو طاعت نیست کاری خوبتر — فرصت خود را غنیمت در شمر

نیست هرگز اعتماد زندگی — بندگی کن عذر کن در بندگی

بسته دار هر دم پی طاعت میان — بندگی را مایه عقبی بدان

پنبه غفلت ز گوش دل برآر — عمر رفته باز ناید زینهار

میرود عمر عزیزت همچو باد — فکر زاد خویش کن ای نیکزاد

مفت ایام جوانی میرود — حیف لطف زندگانی میرود

راه طاعت در جوانی پیش گیر — کی شود کار جوان از دست پیر

گر تو داری قوتی در جسم و تن — همچو مردان حمله مردانه زن

قدر بشناس ای عزیز با عمل — نیست ایام جوانی را بدل

از عبادت در عبودیت گذر	وز عبودیت بعبدیت نگر
شد عبودیت مقام اولیا	عبدیت آمد مقام انبیا
گر عبادت آوری ای اهل دین	در دولت پیدا شود علم الیقین
در مقام تو عبودیت بود	در دولت عین الیقین حاصل شود
در عبودیت کجا یابی مقام	تا برون نائی ز خود ای نیکنام
تا برون نائی ز بند ما و من	اصل طاعت کی شناسی جان من
در عبودیت فنای خویش کن	هستی خود را بکن از بیخ و بن
هر که بنهد در عبودیت قدم	آگهش سازند از سر قدم
گر نشان خواهی ز عبدیت بجان	از فنای خود فنا شو ای جوان
تا شود حق الیقین حاصل ترا	پاک گردی سر بسر از ما سوا
پند اشرف گوش کن ای اهل دین	هیچکس پندی نگوید همچنین
هر کرا گفتار اشرف شد پسند	گشت آن در هر دو عالم ارجمند

در بیان اخلاص که پاک کردن عمل است از لوث ریا

ای پسر اخلاص باید با خدا	پاک کن کار خود از لوث ریا
هر کرا اخلاص نبود در عمل	کی شود خالی ز اغراض و علل

۳۳۴

حرص زنگ است و آئینه دل / طاعت شایسته بهرش صیقل است

بیشتر از حرص دل را کن بری / تا در وتش جلوه حق بنگری

در عبادات خدا شو با یقین / فارغ از اندیشه دنیا و دین

گر شوی از فکر دنیا مضطرب / دور خواهی ماندنت از قرب رب

گر درین ره پا چو مردان میزنی / دور باش از فکر دنیا ردنی

گر عبادت از پی دنیا بود / پیش مردان کار نازیبا بود

بهر دنیا گر عبادت میکنی / خویشتن را در مصیبت میفکنی

بندگی گر بهر حور و جنت است / از برای اهل عرفان آفت است

چیست حرص دین و دنیا جان من / در عبادت مایه رنج و محن

تا توانی خویشتن را نفکنی / در خیال کسب دنیا ردنی

چیست دنیا ای عزیز با صفا / بهر سرمایه رنج و عنا

چیست دنیا ردنی ایچو شغال / از برای مرد حق وجه نکال

چیست دنیا ردنی ای با حیا / منزل آفات و جای هر بلا

چیست دنیا ای عزیز جان من / بهر عارف هر زمان و جبر محن

تا توانی در پی دنیا مباش / غافل از یاد خدای ما مباش

که برای من نکرده این عمل ‌‌ ‌ نیتش بوده باغراض وعلل

گر تو خواهی نور اخلاص ای فتا ‌‌ ‌ پاک شو از شبهت وشرک وریا

اینچنین برگفته اند اهل دلان ‌‌ ‌ که مثال علم را چون تخم دان

از پی آن تخم کشت آمد عمل ‌‌ ‌ آب آن باشد خلوص لم یزل

گر نباشد آب اخلاص ای پسر ‌‌ ‌ کی شود کشت عمل سبز وتر

جز خلوص از طاعت مقصود نیست ‌‌ ‌ گر خلوصت نیست هیچت سود نیست

کرد ارشاد آن رسول نیک خو ‌‌ ‌ نیت مومن به از کردار او

زانکه نیت بی عمل طاعت بود ‌‌ ‌ کار بی نیت عبادت کی شود

مردمی از قوم اسرائیلیان ‌‌ ‌ سوی کوه ریگ آمد ناگهان

اندران ایام بوده قحط سال ‌‌ ‌ مردمان را بود بس رنج وملال

گفت گر گندم بدی کوه رمل ‌‌ ‌ کردمی جمله بمحتاجان بذل

وحی آمد بر رسول آن زمن ‌‌ ‌ که بگو او را که رب ذو المنن

صدقهٔ تو از ره افضال خویش ‌‌ ‌ کرد مقبول درست ای پاک کیش

شد ثواب از درگه من آنقدر ‌‌ ‌ کان همه را صدقه میدادی اگر

راست کردان نیت خود با خدا ‌‌ ‌ نفس را مدخل مده ای باصفا

جمله باشد اجر گردد ای خلوص — ورنه باشی در طریق دین لصوص

خیر گردان نیت خود در جهان — انما الاعمال بالنیات دان

نیت مخلص بود با کردگار — نه پی جنت بود نه بیم نار

هر که طاعت کرد از بهر بهشت — از پی فرج و شکم تخمی بکشت

تا در آنجا کام نفس خویش را — سیر گرداند بصد حرص و هوا

وانکه طاعت کرد از خوف جحیم — چون غلامی هست کو از ترس و بیم

میدود بر حکم مولی هر زمان — تا زد و کوبش نسازد ناگهان

هر دو را نسبت نباشد با خدا — زانکه کار شان بود حرص و هوا

آن بود پیش خدا محبوب تر — کان بهر کاری کند بهر وی نظر

جز خدا هرگز نخواهد از خدا — ترک سازد نعمت هر دو سرا

تا نسازی خویش را با حق فنا — کی نماید نور ایمانی ترا

از عبادت بهره آنکس را شود — کز خلوص نیتش با حق بود

هر که را دیدار حق محبوب نیست — با خدا اخلاص او محسوب نیست

صبح وحدت تا نگردد حاصلت — کی برآید مهر اخلاص از دلت

مهر اخلاص ار ترا آید بچشم — نور حق بینی عیان از هر طرف

با فقیران گر کند کس امتحان
مظهر لطف خدا باشد مدام
گر تواضع را ز دست خود دهی
کی باشد با تواضع در جهان
از تواضع سربلند پیدا شود
هرکه دریا با تواضع پا نهاد
در تواضع هست عز و مهتری
[illegible] شرف داری بجان
[illegible] شرف داری تواضع در شرف
هرکه دریافت تواضع آورد
باش متواضع مع المتواضعین
گفت پیغمبر که با متواضعان
وانکه از متکبران بینی ورا
صدقه باشد کبر با متکبرین
از تواضع دست درویشان بگیر

گر تواضع مرد کرد کاملان
مردمان سازند ورا احترام
گر نه بینی در جهان روز بهی
جای تو باشد بجنت بیگمان
در دو عالم [illegible] پیدا شود
حق بروی او در رحمت گشاد
ای تواضع [illegible] بالای سروری
پیشه خود کن تواضع در جهان
آن را [illegible] گرامی [illegible]
حق [illegible] بشد
کبر و نخوت کن مع المتکبرین
کن تواضع ای عزیز [illegible]
کبر و نخوت کن از دل ای باصفا
شد تواضع صدقه با متواضعین
تا بگیرد دست تو رب قدیر

از بلندی زود در پستی فتد

گر بلندی بایدت پستی گزین

وصف دل گیرید همه اعمال او ‌ ‌ ‌ تابع حکمش بود افعال او

در رهِ حق هر که خاص الخاص شد ‌ ‌ ‌ کار و بارش جمله با اخلاص شد

تا نباشد معرفت حاصل ترا ‌ ‌ ‌ کی شود واقف ز اخلاص خدا

مصطفی فرمود رب و سرا ‌ ‌ ‌ ننگرد بر شکل و اعمال شما

بنگرد بر قلب و نیت هر زمان ‌ ‌ ‌ زانکه دل نیت که آمد بیگمان

جز خلوص از طاعتت مقصود نیست ‌ ‌ ‌ گر خلوصت نیست هیچت سود نیست

حق تعالی هر کرا اخلاص داد ‌ ‌ ‌ چشمهٔ حکمت بروی او گشاد

هست اخلاص هر عمل را همچو روح ‌ ‌ ‌ گر کنی اخلاص یابی صد فتوح

از مئی اخلاص [illegible] مست باش ‌ ‌ ‌ حرف غیر از لوح جانت بر تراش

در بیان تواضع که باعث رفعت است در دنیا و آخرت

با تواضع باش دائم در جهان ‌ ‌ ‌ موجب رفعت تواضع را بدان

یاد دارم از حدیث مصطفی ‌ ‌ ‌ کز تواضع مرد یابد ارتقا

کس نه در عالم تواضع بر نمود ‌ ‌ ‌ که نه حق آن بنده را عزی فزود

از تواضع هر که بگیرد سبق ‌ ‌ ‌ خلعت تکریم دریابد ز حق

در قیامت درجه‌اش گردد بلند ‌ ‌ ‌ حق سلامت داردش از هر گزند

هیچکس را چون ز خود … | از … اضع کے ترا باشد اثر

گر روی در مجلس … اهل … | ره … باشی در کمینه جایگاه

گر بمجلس صدر جوئی … | باشی … از … تو افسح دور تر

ابتدا کردن … | از تو … شع یادگار است ای جوان

هر که دنیا کمتر … | خو … از … ری

وانکه دنیا از … | دار … دراز … فروتر است … سپر

آن بود اصل تواضع … | که … خویشتن را در جهان

تا برون نائی ز … | جام … کے دهند تا سر بسر

تا نگردی نیست … | کے … جام بقا را مستحق

در بیان … معالجهٔ او

ای جوان از راه نخوت … | از وجه … خود اگر داری خبر

کبر خود را دشمن اعظم … | کرد … خالق هر دو جهان

قلب متکبر بسے جابر … | جا … هر جبار در دوزخ شود

کبر و عظمت میسزد … | دیگر … را کبر کے باشد روا

گفت حق اندر کتاب اے … | نیست … اهل کبر مومن … دین

هر که سازد خاکساری اختیار / سربلندی یابد و عز و وقار

سرکشی هرگز مکن مانند نار / عاقبت خاکست مصیر تو مدار

با کسی سختی مکن اندر جهان / ترس از سختی رب انس و جان

نرم گفتاری طریق عاقلانست / سخت گوئی از صفات جاهلانست

هر که باشد در جهان شیرین زبان / ماند از تلخی دوران بر کران

گر نهی فرق تواضع بر زمین / بگذرد فرقت ز چرخ هفتمین

گفت پیغمبر نه کس پیدا شود / که نه دو زنجیر بر فرقش بود

یک بسوی آسمان هفتمین / دیگری با ارض هفتم همچنین

چون کند مردم تواضع در جهان / حق کشد او را بهفتم آسمان

ور بود از راه نخوت خویش بین / حق کشد سوی زمین هفتمین

سوی خود از دیده تحقیر بین / عزتی بر خود منه ای با یقین

هر که از نخوت کند در خود نگاه / بنگرد از قهر سوی او اله

هر که در خود دید در وی کس ندید / داند این آنکس که باشد اهل دید

هر که در راه خدا معنی ورند / خویشتن را کمتر از سگ بشمرند

قدر ایشان لاجرم پیش خدا / از فلک افزون بود در اعتلا

از تکبر لاف در عالم مزن | گرچه هستی ای جوان لشکرشکن
گشت فرعون از تکبر غرق نیل | دیو هم از کبر شد خوار و ذلیل
هرکرا فرعونیت در سر بود | ثمرهٔ او جز هلاکت کی شود
خودپسندی هست ای دل ناپسند | گر نیائی باز یابی زان گزند
برکش زنهار خود را از غرور | از رهٔ پندار دایم باش دور
سرکشی از سر بدر کن ای جوان | عاقبت قدّ تو باشد چون کمان
کبر را سه درجه دان ای باکمال | درجهٔ اول بود با ذو الجلال
هست این درجه ز هر دو سخت تر | همچو کبر دیو و فرعون ای پسر
وانکه کردند همسری با کبریا | ننگ کردند از عبادات خدا
درجهٔ دویم بود ای باوفا | با محمد شافع روز جزا
کاینچنان گفتند آن اهل قریش | که فرو ناریم سر مانند خویش
از چه مرد محتشم نامد بما | وز ملک نامد بسوی ما چرا
رتبهٔ پیغمبری نشناختند | پردهٔ غفلت برخ انداختند
وانکه دانستند از راه غرور | منکرش گشتند با خود بالضرور
درجهٔ سوم بود با بندگان | که نه بینی از حقارت سوی شان

مرد هر یک حضرت اسید جوان | بر سبیل فخر و با صد کبر و شان

وز رهِ نخوت نظر بر خود نمود | در زمین بر دوش فر و رب و دود

میر و وزیر زمین تا این زمان | تا قیامت همچنین باشند روان

ایجوان اصلِ تو باشد از منی | کی سزا باشد ز تو ما و منی

هر که از بولین آید در ظهور | همه عجب باشد از و کبر و غرور

کبر و نخوت را ز خلقِ بد شمر | خلق وصفِ دل بود ای باخبر

خلق چون در قلبِ تو باشد نهان | لاجرم پیدا شود تاثیرِ آن

خلقِ کبر آنست ای اهلِ تمیز | که تو خود را در جهان دانی عزیز

زین سبب بادی ترا پیدا شود | نام این بادا ایجوان نخوت بود

خواسته من نفخة الکبری فنا | باخدا ای خود پناه آن مصطفی

چون بپیچد در سر این بادِ غرور | دیگران را دونِ خود دانی ضرور

بنگری از راهِ نخوت در جهان | مردمان را بشمری از خادمان

در کلام و در نشست و خاستن | جویی از هر یک تقدم بی سخن

چشم داری حرمت و تعظیم خویش | خویشتن را از همه سازی تو پیش

نشنوی از کس نصیحت در جهان | بلکه آیی در غضب بر ناصحان

هیچ کارے تو بدست تو نکرد
تا شناسی عجز خود اے نیکمرد

گر بیندیشی ز خود تا چیز تر
در جهان کس را نیابی اے پسر

گاه گردی تنگ دل از حر و برد
گہ کنی آه و فغان از رنج و درد

از میانه کار خود آگه شدی
بر فگن از فرق خود تاج خودی

آخرین کار خود اے دل هم بدان
که به بندی خست هشتی زین جهان

بے سمع ماند نه قوت بے بصر
بے جمال و قالب و عضوے دگر

بلکه مردارے شوی اے بانیاز
که همه بینی ز تو گیرند باز

کرم و حشرات زمین اندر مزار
هم عضوے تو خورند اے بے نیاز

عاقبت انگه شوی خاکے حقیر
کس بدان خواری بتو نبود نظیر

هم بدان خواری نباشد بس ترا
بلکه انگیزند در روز جزا

آورندت از براے احتساب
در مقام خوف و جاے التهاب

آسمان بشگافته بینی عیان
هم فرو ریزیده بینی اختران

هم زمین بینی بدل با دگر
شعلهٔ دوزخ برون آورده سر

سخت دوزخ را الغرض بنگری
نامهٔ اعمال در کف آوری

هرچه باشد از فضیحتها رقم
خوانی یک یک را بتشویر و ندم

هست از علم و عمل معجون او — علمی آن باشد بشنو ای نیکخو
که شوی از چشم باطن حق‌شناس — کبر را از بهر بد دانی اساس
که بدست است کار دین و دنیا — کس ندارد هیچ ای تاب و توان
هم شناسی خویشتن را سر بسر — که زمین هیچ و از پستان خوارتر
تا کسی نالایق و عاجز ز فقیر — [illegible]
سوم است این معرفت ای نیک‌خو — تا برآید هیچ کبر از قلب تو
حق تعالی قدرت خود را ... — در حقیقت ... تو با خود منو
کار خود را از اول و آخر نگر — ور میانه هم نگر ای با خبر
تا حقیقت منکشف گردد ترا — که چه بودی و اصلت آمد از کجا
کار اول آن بود ای مرد کو — کان شی خلقه را یاد دار
گر تو ناکس‌تر نباشد در جهان — که نه نام بودت نشی و نه نشان
مسکن تو بود در کتم عدم — کانچنان فرمود رب ذوالکرم
لم یکن شیئا ز گوشش دل شنو — تا ترا باور شود ای نیک‌خو
خاک را پس آفریده ذوالجلال — خوارتر گر دوست نباشد در مثال
نطفه و هم علقه را پس آفرید — کانست آب گنده و خون پلید

گر ترا کبر است بر حسن عیان / بین چه قاذورات داری در نهان
در مثانه در رگ و بینی و گوش / در شکم در ناف و رخ ای تیزهوش
زین نجاستهای خود ای نیکخو / میکشی هر روز خود را شست و شو
گر نشوئی چند روزی خویش را / پاک باشد از تو مبرز خانها
آن زمان حسن تو کی با تو بود / تا بدان فخری ترا باید شود
پس روا نبود تکبر بر جمال / که رود در هفته ویا ماه و سال
یا بیک بیماری گردد تباه / زشت تر آنگه شوی بی اشتباه
گر بود بر زور و قوت کبر تو / اینچنین اندیشه کن ای نیکخو
که اگر اندر رگی دردی شود / هیچ کس از تو نعاجزتر شود
گر رود موری به بینی یا بگوش / عاجز آئی ای جوان تیزهوش
ثمره نبود بجز عجز و هلاک / همچو بسمل در طپی بر روی خاک
ور درون پای تو خاری خلد / قوتت بر جا نماند ای ولد
گرچه پس باشد توانائی ترا / فخر چه بود ای جوان با صفا
که بسی گاو و خر و شیر و سگان / از تو میدارند سبقت در توان
گفت پیغمبر که آن قوت نه است / کافگنی کس را و سازی زیر دست

این علاج از روئے علت الحوان | لیکن از راهِ عمل بشنو چنان
گر زرهِ کبر و غنا پرهیز کن | خویشتن را در تواضع تیز کن
در همه احوال و افعال اے فتا | قبلهٔ خود سازِ خُلقِ مصطفےٰ
که تواضع پیشه بودے هر زمان | نان خوردے بر زمین چون بندگان
اینچنین فرمودے آن شاهِ یقین | که منم بنده نشینم همچنین
دست با درویش دادے تا نه آن | برگرفتے دست بودے همچنان
از تواضع آن رسولِ حق پرست | جمله کارِ خانه خود کردے بدست
خانه رفتے گاو و دادے علف | هر زمان از کبر بودے بر طرف
هر کرا بیماری بودے چنان | که از وی پرهیز کردندے جهان
مصطفےٰ با او بهم خوردے طعام | بود زینسان حالِ آن خیر الانام
هر که خواندے انبیے دعوت ورا | بے تکلف پیش شدے آن با صفا
هر کسے را ابتدا کردے سلام | نان میخوردے بخدام و غلام
برگرفته بود حیسِ مصطفےٰ | که برد در خانهٔ خود بے ریا
خواست شخصے تا که برگیرد وے | زینهار او را نداد آن نیک پے
اینچنین فرمود آن حق پرست | که اهلِ کالا بهر او اولیٰ ترست

در سخاوت هست بس فضل و ثواب — تا توانی روی خود از وی متاب

گر بهر انگشت داری صد هنر — کی بیابی بی سخا عز و فر

صد کرامت هست در جود و عطا — منبع شیرین نباشد از سخا

تا توانی کار درویشان برآر — تا برآرد کار تو پروردگار

گر تو داری قوتی اندر جهان — از کرم گیری دست عاجزان

تا توانی در جهان احسان بکن — مرغ دل را تابع فرمان مکن

هم چو حاتم در جهان مشهور باش — در ره جود و کرم مسرور باش

لطف کن تا همچو حاتم در جهان — نام نیک تو بماند جاودان

رو مپیچ از سائلان ای دین شعار — تا نه پیچد روی از تو کردگار

سرزنش هرگز مکن با سائلان — مردمی کن انچه باشد ز آب و نان

نعمت عقبی اگر باید ترا — نعم دنیا صرف کن بهر خدا

گر بدست آری دلی را ای جوان — صد مفاخر یابی از رب جهان

گر دهی از دست محنت ارزنی — نزد حق بهتر بود از خرمنی

هر که یک نیکی کند اندر جهان — حق تعالی ده بهٔ بخشد مثل آن

گر تو هستی طالب راه خدا — هر زمان کن خدمت اهل صفا

که بود شاید که لطف کبریا / خلعت ایمان باو سازد عطا

عاقبت آنکس ز من نیکو شود / کفر در انجام در نامم بود

پس بزرگی و نجات آخرتست / وان بعلم حق بود ای خودپرست

گر تو هم خاتمت داری به پیش / کبر کی زیبد ترا ای پاک کیش

باش هر دم مشتغل در خوف آن / که میاور چشم در خود یک زمان

که تکبر ذات حق را واجب است / چون دران شرکت کنی ای خودپرست

حق تعالی دشمنی گیرد ز تو / چون شود انجام تو ای نیکخو

همچنین در جمله اسباب جهان / محترز باش از تکبر هر زمان

گر ترا حاصل شود این معرفت / بنگری نور تواضع در دلت

در بیان سخاوت و کرم و ایثار که عبارت است از عطا بسهولت و بخوشتی تمام نفس و مقدم داشتن حاجت دیگری بر حاجت خود

در جهان باب کرم مفتوح دار / از کرم بهتر نباشد هیچ کار

گر تو مال و زر نداری ای فتا / باش قانع دور کن حرص و هوا

ور تو داری مال و زر اندر جهان / بگذر از بخل و سخا ورز ای جوان

در خبر گفت آن شه نیکو سرشت / این سخا نخلیست در باغ بهشت

گفت کعبه مالکا شاهنشها | صد هزاران بندگان با صفا
آمد اینجا بصد شوقِ درون | تا سعادتها برند از من کنون
رابعه را این چه لطف است و عطا | که کنی محروم چندین خلق را
رفت فرمان از درِ حق این چنین | که مرا سیرت ای کعبه درین
که تو بسیار هم که آید سوی تو | یک ثوابِ حج نویسم بهرِ او
در محلِ رابعه گر بعد ازین | هر که سازد طوف یکره بالیقین
من همانا از رهِ لطف و کرم | بهرِ او هفتاد حج سازم رقم
پس بدان ای مومنِ نیکو شعار | رابعه چون یافت چندین اعتبار
که سگی را تشنه لب را آب داد | قلبِ او را زان ترحم کرد شاد
چون تو سازی در حقِ انسان کرم | هفت صد یابی جزا بشر لاجرم
آمده ایمان چو ربِ و سرا | گرد صفتش در سخا و در حیا
کفر را چون آفریده کبریا | رهزن گردانید در بخل و جفا
گر تو داری ای پسر دانش بره | هر که این خصلت ندارد مرده به
برگشا دستِ سخاوت برگشا | تا شوی ابدال زارباب سخا
دستِ خود بیرون کن اکنون جانِ من | بعدِ مردن کی برآیی از کفن

حکایت

گر تو خواهی از جوانمردان سبق — هر چه داری کن پریشان بهر حق

آنچه داری دوست اے مرد خدا — صرف گردان در رضاے کبریا

کے ترا گردد نکوئی حاصلت — تا نسازی صرف محبوب دلت

هست در ام الکتاب اے نیکخو — لن تنالوا البر حتی تنفقوا

گر تو خواهی مشرب اهل ولا — تا توانی راحتے در دل رسان

باغ عالم سبز کن از آب جود — تا بیابی باغ جنت از درود

مهر بردار اے غنی از کیسها — صرف کن اینست کار اسخیا

هر که باشد با سخاوت در جهان — بیند او از حق فتوحات گران

دل بدست آر و سخاوت پیشه گیر — تا شود راضی ز تو رب قدیر

حق تعالی دوست میدارد سخا — گرچه باشد نیمهٔ خرما ترا

حکایت

رابعهٔ بصری بصد شوق تمام — گشت روزے عازم بیت الحرام

چادرے بر سر کشید از عز و شان — موزه در پاے کرد و شد روان

چون بنزد خانهٔ کعبه رسید — بهر طاعت زیر نخلے جا گزید

بود افتاده سگے تشنه دهان — رابعه را دید چون آن ناتوان

آن بود ایثار ای مرد خدا
کانچه باشد احتیاج آن ترا

با وجود احتیاج خود در آن
صرف گردانی بکار دیگران

چون سخا آید بحد خویشتن
نام او ایثار گردد بی سخن

اصل ایثار آن بود ای باکمال
که فدا باشی بحق از جان و مال

از ثواب و نام نیکو بگذری
جز رضای او خیالی ناوری

مال و زر را گر دهی بهر ثواب
نزد خاصان ممسکی ای کامیاب

مگذر از ایثار ای اهل نعیم
فضل ایثار است نزد حق عظیم

گفت موسی با جناب سرمدی
که مرا بنما مقام احمدی

گفت یارا پیش نمیداری ولی
با تو بنمایم از آنجمله یکی

چون نمود او را یکی از رتبتش
رفت هوش از وی ز نور عظمتش

گفت یا رب احمد خیر البشر
صدر بدر دو جهان نیکو سیر

یافت از چه این مقام ارتقا
گفت حق از فیض ایثار و سخا

ای پسر بر گفته من کار بند
کز فتوت نیست کاری ارجمند

زاهدان را کار طاعت کردنست
کار مردان دل بدست آوردنست

گر ترا حق داد ایمان ای جوان
راحتی با بندگان حق رسان

از پی چندی بدست من فروش | گفت بیع کردم تو ای تیز هوش

چون در آمد این سخن اندر میان | گشت این مرده شتر را آن زمان

مرد چون بیدار شد از خواب خویش | دید کشته اشتر خود را به پیش

بر سر وی گیش نهادند آن گروه | سر بسر بخشیدند و خوردند از شکوه

چون روان گشتند از انجا در زمان | کاروانی پیش آمد ناگهان

در میان قافله ای نیک خو | بود فرزندی ز فرزندان او

بانگ میکرد اهل اشتر را بنام | نام او میگفت با صد احترام

که فلان مرد ز تو اشتر خرید | واقفی زین ماجرا ای اهل دید

گفت بفروشیده ام لیکن بخواب | قصهٔ خود را از و گفته شتاب

گفت مرد آن اشتر اینست ای جوان | گیر از دستم ز لطف بیکران

که بدیدم دوش والد را بخواب | کاینچنین کرده بحال من خطاب

گر تو فرزند منی این بخت را | رو فلانکس را بده ای باوفا

خیر آید ای پسر از مردگان | حیف باشد ممسکی از زندگان

تا توانی در جوانمردی بکوش | هر کسی را شاد دار از خورد و نوش

بهتری در هر دو عالم از سخاست | ای برادر زین تغافل کی رواست

دور باش از صحبت این ناکسان ‌ ‌ ورنه باشد بهر تو خسر و زیان

ممسکی از بدترین علت است ‌ ‌ بهر ممسک صد هزاران قلت است

گر تو میخواهی علاج بخل خویش ‌ ‌ بگذر از شهوت قناعت آر پیش

حب مال از حب شهوتها بود ‌ ‌ چون رود شهوت سخا پیدا شود

صبر بر شهوت طلب از ذو الجلال ‌ ‌ تا شوی مستغنی از مال و منال

اعتبار زندگی کمتر کنی ‌ ‌ تا رهائی یابی از بخل ای غنی

در نگه میدار دایم مرگ را ‌ ‌ یاد کن پیشینیان را ای فتا

که بجز حسرت نبردند از جهان ‌ ‌ مال و زر سودی نکرده بهرشان

گر ترا بر مرگ خود باشد خبر ‌ ‌ سهل گردد بر تو خرج مال و زر

در سر فرزندگان در دل بود ‌ ‌ که بقای تو بقای شان شود

بخل ممکن تر بود آندم ترا ‌ ‌ کن علاج او بدینسان ای فتا

بیم فقر شان چو در دل آیدت ‌ ‌ اینچنین اندیشه آندم بایدت

کافریده هر کرا رب جهان ‌ ‌ روزیش تقدیر کرده بیگمان

گر به تقدیرش تهی دستی بود ‌ ‌ پس ز بخل تو توانگر کی شود

ور غنی از بهر او باشد نصیب ‌ ‌ بیگمان سامان او گردد نصیب

هم هوائے کز پس آن در شوی — همچنین عجبے که سوے خود دوی

گفت پیغمبر شر کون و مکان — دور باشید از بخیل اے مردمان

کان جماعت کز شما بودند پیش — در هلاکت بازوند از بخل خویش

بخل ایشان را بخونریزی کشید — حل و حرمت را بیک جا آورید

ممسکان نیست سوے جز زیان — بهر ایشان در سقر باشد مکان

نقد را در بند مگذار اے پسر — از چنین کس تا توانی الحذر

جاهل اہل کرم نزدیک رب — ز عالم مرد بخیل آمد احب

گرچه زاهد هم بود مرد بخیل — دشمن حق دان مخواه از من دلیل

گفت شخصے از رسول حق پرست — که نیرزم مال و زر بسیار هست

سائلے چون آشکارا میشود — آتشے دانم که بر من می فتد

گفت پیغمبر که بگریزم ز پیش — تا نسوزانی مرا از نار خویش

حاش لله که مرا بهر رشاد — حق فرستاده است در راه سداد

که اگر باشد بهم رکن و مقام — الف الف از تو صلوة با نظام

یار و دار از چشم تو جو هائے آب — تا برو ید نخلها زان انسکاب

وان زمان در بخل میری ناگهان — جز جهنم بهر تو نبود مکان

انچه داری در نگاهی بایقین — که همی باشدت در راه دین

انتظار حاجتت باشد دران — تا نمائی خرج در وی ایجوان

گر برین جمله فسون داری نظر — مال بهر تو نمیدارد ضرر

بهره یابی ز تریاق آن زمان — هیچ تاثیری نیارد زهر آن

بهر این گفت آن امیر المؤمنین — که اگر دارد همه مال زمین

زاهدست آن نزد خلاق جهان — گرچه نبود کس توانگر تر ازان

ور کند ترک همه نی بهر حق — نیست زاهد گیر از من این سبق

پس نمائی قبلهٔ دل ای عمود — زاد راه طاعت رب ودود

هست بر نیت مدار جمله کار — کار بی نیت ندارد اعتبار

هر کسی را چون نباشد زین خبر — هم نباشد زین عزیمت بهره ور

گر بود بر وی عمل مشکل شود — نزد اهل عقل بهتر آن بود

گر فزون مال و زر گیری کنار — تا نگردد آن پی تو ناگوار

گر نیارد مال و زر غفلت ترا — درجهٔ تو کم کند پیش خدا

یافت چون فرمان ز حق آن ابن عوف — مال و زر بسیار ماند ای اهل خوف

گفت بعضی از صحابه اینچنین — که برو ترسیم ازین مال پسین

زانکه تیمار ریا آسان بود — بخل طبعی آفت انسان بود

در ته دل چون نشیند حب زر — آنزمان تیمار باشد سخت تر

هم مثال مال را چون مار دان — که سم و تریاق باشد اندران

هر که بی افسون بگیرد مار را — بیگمان گردد هلاک ای باصفا

زین سبب گفتن نشاید ای جوان — که نباشد در غنا عیب و زیان

کز صحابه بوده اند اهل غنا — همچو ابن عوف و عثمان باحیا

این سخن زیشان بود بی اشتباه — که ببیند کودکی مار سیاه

دست خود را سوی او سازد دراز — کفچه خود مار گرداند فراز

چون کند قصد گرفتن در زمان — مار در دستش بپیچد ناگهان

بیگمان از زهر خود سازد هلاک — طفل مرده بر فتد بر روی خاک

پنج افسون ست بهر مار زر — تا شوی سالم ز زهرش ای پسر

اول آن باشد که والی مال را — آفریده حق درین عالم چرا

بهر ساز قوت و مسکن بود — که ضروری تن مردم بود

قالب مردم شود بهر حواس — هم حواس از بهر عقل آمد اساس

عقل باشد از پی دل بیگمان — تا نمائی معرفت حاصل ازان

تا برامت کشفِ این معنی شود / که فقیری از غنا بهتر بود

گرچه میدانی فسونِ مارِ زر / بهتر آمد مر ترا از وے حذر

که بسے افسونگرانِ هوشیار / عاقبت کشته شدند از دستِ مار

پس مخافت هرچه بینی اندران / به نباشد گر نه زو گیری کران

حالِ مال و زر چو باشد اینچنین / بخل کے زیبد ترا اے مردِ دین

علتِ بخل است بس مذموم تر / مرد را سازد ذلیل و بے وقر

مسهلِ بخل ست این علم و عمل / پاک سازد مر ترا از هر علل

هر سخاوت عزتت بالا کند / بخل در هر دو جهان رسوا کند

در بیان عدل و نصفت که بهترین اعمال است

تا توانی دادِ مظلومان بده / مرهمِ نصفت بر زخم شان بنه

عدل کن اندر جهان اے کامگار / تا مکانِ تو بود دار القرار

نیست کارے بهتر از عدل و سداد / نیست کارے بدتر از ظلم و فساد

حق ترا چون کرد والی در جهان / پس بده داد عدالت هر زمان

والیِ عادل بود روزِ جزا / تحتِ ظلِ عرشِ ربِ دوسرا

گر تو خواهی سایهٔ عرشِ عظیم / از عدالت سر مپیچ ای ذی نعیم

گرچه با وی از جماعت نگذرم / سر نهم بر حکم ربِّ ذو الکرم
مردمان گفتند از وی چون بود / گفت در موقف سوال از من شود
کای فلان ابنِ فلان این مال را / از کجا آوردی و خرج کجا
من ندارم هیچ یارای جواب / تا حسابِ آن دهم روزِ حساب
آمده از مخبرِ صادق چنین / که بیاید مرد در روزِ دین
کرده باشد مال را جمع از حرام / هم بحرمت کرده خرج و اهتمام
جانبِ دوزخ فرستند آن زمان / هم یکی دیگر بیاید همچنان
که بحرمت جمع کردم مال و زر / در حلالش صرف کرده سربسر
هم سوی دوزخ برندش قدسیان / وان سوم کس را بیارند آن زمان
کرده باشد کسب از وجهِ حلال / نفقه کرده در حلالِ ذو الجلال
از جنابِ کبریا فرمان شود / که نگه دارید این را تا بود
که قصوری کرده باشد در طلب / در طهارت در صلوٰة و در ادب
در رکوع و در سجود و در قعود / یا بوقتش یا بشرطش ای عمود
گوید ای خلاقِ من ربِّ تعال / جمع کردم مال از کسبِ حلال
خرج کردم هم بحق ای بی نیاز / هیچ تقصیری نکردم در نماز

سر کشد چون شعلهٔ نار غضب | سوخت گرداند همه رخت ادب

بر خلاف عقل و شرع ای دین شعار | تا توانی بر کسی خشمی میار

گفت در دوزخ دری باشد چنان | که ازان در کس نیاید لیک آن

کو خلاف شرع خشم خویش را | در جهان راند بخلق کبریا

تا غضب اندر دل مومن شود | دور تر از رحمت مومن بود

حلم در وقت غضب بهتر بود | صبر در وقت طمع خوشتر بود

رخ میفروز از غضب اندر جهان | تا بخشم حق نیفتی ناگهان

گر خوری خشم خود امروز ای فتا | وارهی فردا ز خشم کبریا

مولوی در مثنوی خود نوشت | یاد باید کرد اے نیکو سرشت

گفت عیسی را یکی هوشیار سر | چیست در هستی ز جمله صعب تر

گفت ای جان صعب تر خشم خدا | که ازان دوزخ همی لرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان | گفت ترک خشم خود اندر جهان

ترک خشم و شهوت و حرص آوری | هست مردی و رگ پیغمبری

خشم عقل مرد را زائل کند | در گروه دام و دد داخل کند

تا نسازی خشم را از خود جدا | دولتی هرگز نیابی از خدا

ملکِ تو از عدل یابد انتظام — تا توانی عدل کن ای شادکام

عادلان را هر کسی تحسین کند — ظالمان را هر کسی نفرین کند

خلق را در سایهٔ نصفت بدار — تا شوی در ظلِّ حق روزِ شمار

راهِ نصفت پیش گیر ای پاک کیش — خلق را دان همچو اهلِ بیتِ خویش

عدل فرما و رعایت پیشه کن — وز رهِ جور و ستم اندیشه کن

از کتابِ کبریا آیینه ساز — دار هر دم پیشِ خود ای بانیاز

از حدودِ شرع پا بیرون مکن — پیرویِ دیو و نفسِ دون مکن

در حدودِ خالقِ ارض و سما — بگذر از افراط و تفریط ای فتا

رایتِ ظلم ار تو گردانی بلند — زود یابی در مکافاتش گزند

دستِ ظلم هرگز میفراز ای ولد — تا نباشی موردِ لعنِ ابد

گر تو خواهی رفق در روزِ حساب — با رعیت رفق کن ای کامیاب

گر تو راهِ عنف گیری اختیار — عنف با تو آورد پروردگار

تا توانی دار راضی خلق را — لیک بر وفقِ شریعت ای فتا

گر تو خواهی نامِ نیک اندر جهان — دادخواهان را بده داد ای جوان

هان ز دستِ خود مده دامانِ داد — ور دهی افتد بملکِ تو فساد

گر برو لعنت کنند مردمان | کفهٔ حسنات من ناید گران

من ازین که تو همی گوئی مرا | بدترم وین سقط را هستم سزا

ور سبکتر کفهٔ عصیان بود | از کلامت چه مرا نقصان بود

وان یکی صدیق را دشنام داد | در جوابش گفت کای عالی نژاد

آنچه بر من از تو پوشیده ترست | بیشتر هست ای عزیز حق پرست

بود چون حال بزرگان اینچنین | پس شعار حلم کن ای اهل دین

حلم باشد مایهٔ فهم و خرد | آنکه حلمش نیست باشد همچو دد

حلم باشد موجب جاه و جلال | حلم باشد باعث نور کمال

بردباری خصلت پیغمبرانست | بردباری عادت دین پرورست

مالک نفس هرکه باشد در غضب | مورد رحمت بود از فضل رب

غایت حلم آن بود ای همنشین | آنکه زهرت داد بخشی انگبین

حلم و عفو آمد ز خلق نیکوان | خشم و قهر آمد ز اوصاف سگان

سر مپیچ از عفو ای مرد سلیم | فضل عفو آمد بنزد حق عظیم

عفو کردن خصلت میمون بود | لذت عفو از بیان بیرون بود

هرکه داند لذت عفو گناه | جرم مجرم را نگیرد هیچگاه

عفو کردن در حدود کبریا | باشد از جملهٔ معاصی و خطا

تا توانی عفو کن ای نیک مرد | جرم و عصیان زینت تو هم کرد

آنچنان سازد ورا تاریک تر — که نباید هیچ جا اندر نظر

وین بود مذموم زان اهلِ دلان — خشم را گفتند غولِ عقل دان

گر بود خشم تو ضعف ای پسر — بد بود این هم بر اهلِ نظر

که حیا در راهِ دین با کافران — خیز دار خشم و غضب اندر جهان

حق تعالی با رسولِ مجتبی — جَاهِدِ الْکُفَّار فرمود ای فتا

باشد این از ثمرهٔ خشم و غضب — پس چنین باید ترا ای با ادب

که نباشد قوتِ خشم آنچنان — که بود افراط و تفریط اندر آن

بلکه باید معتدل با عقل و دین — لیک زراهِ حرص و کبر و ظلم و کین

آدمی تا زنده ماند ای پسر — اصلِ خشم از قلب او ناید بدر

خوردنش لیکن مهم است ای فتا — یاد کن اَلْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ را

خشم چون آید ترا ای پاک کیش — اختیارِ خود مده از دستِ خویش

تا خلافِ شرع ناید از تو کار — بر زبان جز حق نیاری زینهار

از ریاضت خشم را مغلوب کن — جمله عالم را بحق منسوب کن

غرق شو در بحرِ توحیدِ خدا — خلق را معذور دار ای با صفا

چون قلم آمد مسخر ای پسر — جمله حرکت را ز کاتب بر نگر

حکایت

تا فراغت کرده از کردارِ خویش — در زمان آیم برون اے پاک کیش
عهد از و تا گشتنش با خود ببست — خود درآنجا از براے او نشست
مرد چون رفت اندرونِ بیت خود — مشتغل در کار و بارِ خویش شد
گشت چون در کار و بارت مشتغل — یادِ اسمعیل رفت از وے ز دل
خانه اش را بود هم بابے دگر — زان طرف از بهرِ کارے شد بدر
بعد از سه روز آمد آنجوان — اندران موضع که بُد موعود آن
دید اسمعیل را با صد صفا — همچنان بنشسته بر بابِ سرا
گفت اے سر حلقۂ اهلِ الیقین — قدوۂ ثلث سرِ اربابِ دین
گر چه هنگامے دریںجا جلوه گر — گفت از وقتیکه بنشاندی بدر
انتظارِ مقدمت بوده مرا — تا نمایم وعدۂ خود را وفا
گفت من چون نادم اے دین شعار — تو چرا کردی سپے من انتظار
گفت با تو بود پیمانے مرا — کی خلافش داشتم بر خود روا
نامدی گر عمرها اے باوقار — من نمی رفتم ز کویت زینهار
لاجرم حق در کتابِ خویشتن — کرد اسمعیل را مدحِ حسن
که بعهدِ خویشتن کوشد بجان — صادق الوعده بود اندر جهان

حسن عهد از وصف انسانی بود
حسن عهد از داب سلطانی بود
حسن عهد از شیوه دین پرور است
حسن عهد از خصلت پیغمبر است

انتقام عفو جای خود بدار | جای گل گل دار و جای خار خار
تا رهائی یابی از بیشی و کم | نگذری از حکم رب ذوالکرم
گفت پیغمبر سه چیز آمد حسین | که بدان سوگند گویم با یقین
اول آن باشد که مالی در جهان | ناقص از صدقه نگردد بیگمان
دوم آن که هیچکس ای جان من | عفو تقصیری نکرد از مرد و زن
که نه حق آن بنده را روز جزا | عزتی داد از ره فضل و عطا
سوم آنکه هیچکس باب سوال | در جهان نگشاد کان رب تعال
باب درویشی نه بر رویش گشاد | صدق الله و رسول پاک زاد
پس بکن عفو گنه بهره زود | خشمگین شو دیر و خوشتر باش زود
فرض دان بر خویش ترک غضب | تا نه بینی در سقر رنج و تعب
خشم کینه آورد در دل ترا | نیست مومن کینه ور پیش خدا
چون بود کینه حسد پیدا شود | از حسد هم صد بلا برپا شود
ترک خشم است از صفات اصفیا | ترک خشم است از خواص اتقیا
رفق کن با مردمان ای اهل دین | گفت پیغمبر رسول با یقین
بهره ور گردند از رفق هر کرا | بهره خود یافت در هر دو سرا

حکایت

صدق منجی کذب مهلک یاد دار
که شوی بی صدق ایجان رستگار

باخدا اخلاص کے گرد تمام
تا نباشد صدق در روی انضمام

همچنین صدق ایجوان با ادب
که شود کامل بجز اخلاص رب

چون رسد اخلاص بر حد تمام
صدق باشد نام او ای نیکنام

گر ترا باید صراط المستقیم
دامن صدق آر در کف ای حکیم

گفت پیغمبر که هر کس در جهان
راستی ورزد بهر وقت و زمان

پیش حق آمد در اکرم و بیان
مینویسند از گروه صادقان

از جناب کبریای بایقین
وحی بر داود آمد اینچنین

هر که با ما راست باشد در نهان
راست گردانم بظاهر در جهان

ظاهر و باطن بحق گردان درست
بلکه از ظاهر بباطن باش چست

گفت پیغمبر چنین ای کبریا
سر من به از علانیت نما

ظاهرم را از سر لطف عمیم
نیک گردان ای خداوند کریم

خصلتی از صدق بالاتر کجاست
گو پسند خالق ارض و سماست

هر که گردد از ره صدق و صفا
که شود حاصل دل او را ضیا

صدق باشد موجب عز و ثواب
کذب باشد باعث ذل و عقاب

گر تو پیش آری رهِ عهد و وفا / من کنم ارزانیت شربِ شفا

خواجه آندم آن غلامِ خویشتن / کرد آزاد از سرِ خلقِ حسن

وعدهٔ خود کرد چون با حق وفا / یافت در حال از خدا جامِ شفا

حالِ پاکان بود در وعده چنین / بی وفائی کی بود ز آئینِ دین

چون وفا با مردمان باشد پسند / لاجرم با حق بود بس سودمند

کوش در ایفای عهدِ کبریا / تا بیابی ای پسر نیکو جزا

روزِ میثاق آنچه بستی عهدها / نقضِ آن از مردمی باشد کجا

وعدهٔ قالوا بلی چون کردهٔ / پس بایفایش چرا افسردهٔ

نیز وعدهٔ خویشتن آور بجا / تا بیابی پیشِ حق عز و علا

گر وفا سازی بعهدِ کبریا / حق تعالی عهدِ تو سازد وفا

وعده وامی هست از وی خبر / تا نه بندی در خلافِ او کمر

گر تو داری ای پسر اوصافِ مرد / تا توانی از وفا داری مگرد

هر که بردارد سر از خطِ وفا / کی شود مقبولِ درگاهِ خدا

آمده در امتحان ای پر تمیز / گر ز وفاداری شود مردم عزیز

تا بعهدِ خود نباشی استوار / پیشِ کس هرگز نیابی اعتبار

گفت آن پیغمبر اهل براق — کذب بابی هست زابواب نفاق

جا بسجا در سورهٔ والمرسلات — کاذبان را ویل بین ای نیک ذات

برنگردد هر که زاقوال زور — در عذاب سخت افتد بالضرور

آنکه گوید کذب ولاف اندر سخن — از دو جانب بر شگافندش دهن

گفت پیغمبر که من دیدم چنان — که مرا روی بگفت ناگهان

که بخیز ای شافع روز جزا — خاستم دیدم چنان دو مرد را

یک نشسته یک ستاده سر بسر — چون بحال شان نظر کردم دگر

آهنی گز نزد آن بر پای بود — در دهان این نشسته می ربود

می کشید آنرا بسوی آنچنان — که رسیدی تا حد کتف آنجوان

برکشیدی از دگر سو آنچنین — همچنین میکرد گفتم کیست این

گفت این کاذب بود تا این عذاب — باشدش در قبر تا یوم الحساب

کذب همچون ماه دو هفته بدان — که بجز نقصان نیارد در جهان

صدق را آمد مثال ماه نو — که نیارد جز کمال ای نیکخو

گر تو میخواهی کمال اندر جهان — بگذر از کذب و گزاف ای هوشیار

کذب و سوگند دروغ ای اهل دین — باشد از جمله کبائر بالیقین

تا هوای مال و زر باشد ترا / بندهٔ سیم و زری ای باوفا

تا نه آزاد آیی از دنیای دون / بندهٔ حق کی شوی ای باسکون

این تمام آزادیت آنگه شود / کز خود آزادی ترا حاصل بود

تا نماند هیچ خواهش در میان / جز خدا هرگز نخواهی در جهان

آنچه حق با تو کند از خیر و شر / راضی و شاکر بمانی ای پسر

هر که جز دیدار حق جویان بود / صادقی او را مسلم کی شود

کی بیابی لذت صدق و صفا / تا نگردی پاک از غیر خدا

هر که او واقف نگردد زین سبق / نام او صدیق نبود پیش حق

قسم دوم صدق در نیت بدان / که تقرب با خدا جویی از آن

هیچ شی آمیخته با حق مکن / پردهٔ اخلاص خود را شق مکن

هر کرا جز حق سر دیگر شود / نزد ارباب صفا کاذب بود

قسم سوم صدق اندر عزم دان / که کسی عزمی کند اندر جهان

که اگر ملکم ببخشد کردگار / پیشهٔ نصفت نمایم اختیار

در بدست من فتد مال و درم / صرف گردانم بصدقه لاجرم

لیک باشد در تزلزل اندران / گه قوی گه سست باشد هر زمان

خائفان را وعدهٔ غفران بود — صد هزاران رحمت رضوان بود
علم و عرفان باعث خوف حق است — زانکه خوف از علم و عرفان مشتق است
تا نه بینی در خود اسباب هلاک — کی دران زنهار باشی ترسناک
گر بکار آخرت داری نظر — از هلاک خود بترس ای با خبر
هرچه باشد بر خلاف کبریا — جمله اسباب هلاک است ای فتا
آنکه بینا شد بعیب خویشتن — لاجرم ترسد ز رب ذو المنن
هرکه ترسد از خدای انس و جان — ترسد از وی جمله شی اندر جهان
وانکه ایمن باشد از درگاه حی — حق بترساند ورا از جمله شی
هرکه در دنیا بترسد از خدا — ایمنش سازد بعقبی کبریا
وانکه در دنیا بود ایمن ازان — خائفش دارد بعقبی بیگمان
خانهٔ دل زود تر ویران شود — گر نه خوف حق دران پنهان بود
گفت آن صدر الصدور انبیا — راس حکمت هست ترس کبریا
گفت عاقل تر ز جمله مردمان — هست ترسنده تر از حق در جهان
گر تو میخواهی نجات خود ز رب — گریه کن بر کردهٔ خود روز و شب
هرکه بریاد گنه گریان بود — بیحساب اندر جنان داخل شود

میدهم از بهر تو اکنون خبر — که چه باشد از کبائر سخت تر

هست شرک و هم عقوق والدین — بود آنکه متکا جد الحسین

رست بنشست و بگفته این کلام — هم شماری قول زور ای نیکنام

بنده چون گوید دروغی از زبان — بهر وی میلی ملک از گند آن

از دروغ هر کس که مال کس برد — روز دین با خشم حق را بنگرد

هر که برگوید دروغ ای باوقار — لعنتش گوید ملک هفتاد هزار

کاذبان را مور لعنت بدان — الحذر از قهر خلاق جهان

کذب ظن باشد حرام ای دین پناه — که نماید صورت دل را سیاه

گر بکذب بی مصلحت باشد ترا — دل از و تاریک شود ای فتا

چون بقصد خیر گوئی بیگمان — بهر تو حرمت ندارد ایجوان

گر بگیرد ظالمی ای باوقار — راستی آنجا نشاید زینهار

بلکه کذب آنجا بود از واجبات — تا که جان تو از و یابد نجات

ور بپرسد از زر و مالت ترا — گر نهان داری از و باشد روا

همچنین پرسد چو از رازی دگر — که ترا باشد درو خوف و ضرر

ور ترا از معصیت پرسش بود — بهر تو انکار آن رخصت بود

در بیان خوف و خشیت

خوف مصباح دل آمد ای بسیر | که بدان بیناشوی بر خیر و شر
گر نباشد نور خوف کبریا | کی تمیز خیر و شر باشد ترا
خوف باشد از شعار عالمان | ایمنی آمد ز وصف جاهلان
پس مشو ایمن درین دار فنا | باش خائف از عذاب کبریا
عرش میلرزد ز ترس کبریا | آسمان می گرید از خوف خدا
خائف و خاشع ز حق هر شی بود | ایمنی بهر تو شایان کی بود
گفت پیغمبر رسول باخبر | عرض کرده شد بمن نار سقر
پس بدیدم من دران نار طپان | یک زنی از قوم اسرائیلیان
که برای گربه بد در عذاب | زانکه بسته داشت او را در طناب
پس ندادش بهر خوردن هیچ شی | هم فرونگذاشت او را تا که وی
از خشائش ارض و حشرات زمین | بر خورد آن گربه اندوهگین
تا که مرد آن گربه مسکین ز جوع | صدق الله و رسول با خشوع
پس مشو غافل چنین در خورد و خواب | دار از هر جرم و عصیان اجتناب
که برای گربه آن زن چه دید | لاجرم خود را بدوزخ در کشید
چون تو صد چندان از و داری گناه | از چه خوفت نیست از قهر اله

دائما شوی دل بآب نیاز / تا شوی اندر قیامت سرفراز

باش ترسان از خداوند جلیل / گریه کن بسیار خندان شو قلیل

خنده چون آید ترا ای پاک کیش / چون مکافات عمل داری به پیش

آتش خوف هر کرا در جان بود / همچو شمع از سوز دل گریان بود

گر سعادت بایدت ای نیک خو / باش هر دم در خضوع و در خشوع

ظاهر و باطن بحق ترسنده باش / خواجگی بگذار و با حق بنده باش

خائف آن باشد که از بیم خدا / نفس خود را باز دارد از هوا

دل نگهدارد ز حب دنیوی / چشم خود دارد بکار آخروی

بر گناه خویشتن لرزان بود / وز هلاک خویشتن ترسان بود

سوز باشد در میان جان آن / گرید از خوف خدا روز و شبان

خواب و خور از دل فراموشش بود / در ره حق دیده و گوشش بود

بگذرد از لوث شبهات و حرام / عفت و تقوی بود کارش مدام

قلب او در فکرت و عبرت بود / کار او در حیرت و حسرت بود

ترسد از بیم قطیعت هر زمان / چشم وصلت دارد از رب جهان

بیشتر لرزان بود از بیم فصل / طاعتش باشد همه بر بوی وصل

از غرور و ایمنی پرهیز کن ‌‌ جام دل از خوف حق لبریز کن

ایمنی کس را نباشد جز خدا ‌‌ هر که ایمن شد فتاد اندر بلا

ترس کاری هر کرا در دل بود ‌‌ در جنان از لطف حق داخل شود

خوف باشد باعث فضل اله ‌‌ خوف باشد موجب ترک گناه

تا نگیرد خوف حق در دل قرار ‌‌ لذت ایمان نیابی زینهار

ایمن از طاعت مشو ای اهل دین ‌‌ خوف کن از مکر خیر الماکرین

فاسقی را گر نماید متقی ‌‌ متقی را گر نماید از شقی

چون نمیدانی شقی را از سعید ‌‌ حیف چون خائف نه ای اهل دید

هیچکس آگه نباشد زینهار ‌‌ که چه خواهد کرد با او کردگار

بی نیازی هست وصف کبریا ‌‌ ایمنی از وی کجا زیبد ترا

آن بود ایمن ز مکر کردگار ‌‌ که بود از خاسران روزگار

ایمنی از مکر حق باشد خطا ‌‌ بلکه باید داشت زو چشم عطا

گریه میکردند جبریل و رسول ‌‌ وحی بر ایشان شده از حق نزول

که چرا در گریه آید دوستان ‌‌ کرده ام ایمن شما را بیگمان

اینچنین گفتند با صد انتباه ‌‌ که نه ایم ایمن ز مکرت ای اله

شغل بیهوده مکن ای نیکنام | نیست کس را اندرین عالم قیام
مرگ کس را در جهان نگذاشته | یک بیک را از میان برداشته
عاقبت کار تو افتد با اجل | یار غار تو نباشد جز عمل
چون بسوی حق نیاری روی دل | عاقبت گردی نهان در زیر گل
گر تو داری قصد رفتن زیر خاک | چون دل خود را نداری چاک چاک
هست پیش تو چگونه روز سخت | حیف قلبت چون نگردد لخت لخت
از نهیب روز محشر یاد کن | هر زمان اندر دل فریاد کن
یاد کن صور سرافیل ای پسر | که شوی عریان ز گور خود بدر
رخ بمیدان قیامت آوری | نامهٔ اعمال خود را بنگری
مهر بر یک نیزه تابد آن زمان | زار باشد حال تو از سوز آن
غرق در آب عرق هر کس بود | همچو مس صحن زمین تفته شود
جمله اعمال تو بر میزان نهند | کرده باشی آنچه پاداشت دهند
پلهٔ نیکی اگر باشد گران | جانب جنت فرستند آن زمان
کفهٔ عصیان اگر باشد ثقیل | جای تو دوزخ شود بی قال و قیل
رفتنت بر پل صراطا فتد ضرور | یا بصد اندوه و یا با صد سرور

تا نویدے آید از درگاه رب
در مشام تو رسد بوے طرب

برگناه خود چه لرزی هر زمان
فضل و رحمت هست بهر عاصیان

بخشش و بخشایش پروردگار
هست بیرون از حد فهم و شمار

گر بری ارض میداری گناه
هم بری ارض ران فضل آله

از ثری گر جرم باشد تا سما
بخشد از توبه اگر داری رجا

حق مهربان تر از ان باشد ترا
که بود مادر بفرزند اے فتا

گر شود یک نیکی از تو اے ولد
حق کند زاید در اتا هفتصد

ور گناہے در وجود آید ز تو
کے نویسد زاید از یک فضل او

نا امید از حق مشو بر جرم خویش
لطف حق باشد ز عصیان تو بیش

نا امید از لطف حق شیطان بود
بهر مومن وعدهٔ غفران بود

سر متاب هرگز ز امید خدا
وعدهٔ حق را یقین ان اے فتا

هر که شد از وعدهٔ حق نا امید
کے دلش از نور ایمان شد سفید

دل قوی دار اے عزیز با ادب
آیهٔ لا تقنطوا فرمود رب

گرچه داری جرم و عصیان بے شمار
توبه کن امید آمرزش بدار

کلمهٔ طیب با خلاص کریم
هر که گوید در رود اندر نعیم

بیگرستی بسکه در روز و شبان / دو خط اسود بر رخ وی شد عیان

اینچنین گفتی ز ترس کبریا / که نزادی کاشکی مادر مرا

عائشه گفتی ز بیم حق چنان / کاشکی نامم نبودی در جهان

از حسن بصری بگفتستند اینچنین / که چسان حال تو هست ای اهل دین

گفت باشد حال آن مردم چسان / که بود بر کشتی بحر روان

بشکند کشتی بیکبار از قضا / هر یکی بر تختهٔ ماند جدا

همچنین حال من است اندر جهان / من چه گویم از شما ای مردمان

بود بس حال بزرگان اینچنین / خوف ناید چون ترا ای اهل دین

بر سرت پیک اجل بسته کمر / حیف تو ایمن چنین ای بیخبر

باش در خوف خدا زار و نزار / خطرهٔ خوف از کسی دیگر میار

خوف صافی آن زمان گردد ترا / که نترسی جز خدای دوسرا

چون ز حق باشد همه نفع و ضرر / کی موحد جز خدا دارد خطر

در حقیقت مومن آن باشد که آن / جز خدا خائف نباشد در جهان

در حق خاصان درگاه کریم / از صفات نقص دان امید و بیم

التفات دل اگر باشد در ان / باشد از جمله حجاب از بهر شان

تا توانی باش از وی بر کران

هر که از خوف و خشیت دور شد / از ورع و معرفت مهجور شد

فهم کن والله اعلم بالصواب

در بیان رجا

بوده یک قطرهٔ ناچیز تر — بی خبر از پا و سر هوشت ز
از عناصر قالب تو آفرید — روح پاک خویش اندر وی دمید
پس ترا سمع و بصر گشته عیان — حس و حس و جنبش و درک و توان
کرد پیدا بعد از آن با صد جمال — داد عقل و فهم و عرفان و کمال
نور ایمان در دلت تابان نمود — سد در حکمت بروی تو کشود
هر چه پیدا کرد رب دوسرا — برگزید از جملهٔ عالم ترا
داد بر جمله شرف از فضل خویش — لطف بر تو کرد از اندازه بیش
طینت تو بر رهِ اسلام کرد — نام تو در مومنان ارقام کرد
صاحب انوار ایمانیت ساخت — واقف اسرار پنهانیت ساخت
قدسیان را کرد بر تو پاسبان — تا نگه دارند ز آفات جهان
میل طاعت در دل و جانت نهان — مژده لا تقنطوا با تو بداد
اسپ و پیل و اشتر و گاو و خران — جمله را در حکم تو کرده روان
آسمان بهر تو در گردش مدام — مهر و مه بهر تو در تابش مدام
ابر را از بهر تو گریان نمود — برق را از بهر تو خندان نمود
خوانِ الوانِ نعم کرده عیان — تا غذا ای خود کنی اندر جهان

هر که دارد حسن ظن با کبریا ‏— همگنان نزدیک او باشد خدا
آنکه دارد سوء ظن با لطف حق ‏— از برای قعر نار شد مستحق
مگذر از حسن گمان ای باصفا ‏— بر گمان عبد خود باشد خدا
مالک دینار را شخصی بخواب ‏— دید و پرسیدش که ای عالیجناب
لطف حق با تو چه کرد آشکار ‏— گفت بودم با گناه بی‌شمار
پاک گردانیده شد عصیان من ‏— که بحق می بود ما را حسن ظن
در خبر آمد که مردی در سقر ‏— تا به صد سال در یابد سقر
پس بگوید از سر آه و فغان ‏— اسم یا حنان و منان از زبان
حق تعالی گوید از روح الامین ‏— که بیارندش ورا با من قرین
پرسد از بنده چنین رب کریم ‏— جای خود چون یافتی اندر جحیم
گوید ای رب بدترین جایها ‏— باز فرمان سقر گردد ورا
چون برندا ورا پس نگران شود ‏— حق به بینایی او پرسان شود
گوید ای پروردگار ده مرا ‏— بود حسن ظن بفضل تو مرا
که برون آری چو از نار جحیم ‏— باز پس در وی نگردانی مقیم
حق کند از بهر او حکم جنان ‏— بر گمانی که نمود او آنزمان

از تعهد نگذری اندر جهان | تا شود ایمان تو کامل ازان

گر کشی دست از تعهد ای پسر | حکم آن نومیدی آمد سربسر

گر نباشد تخم ایمانت سلیم | کان بود خالی ز ایقان کریم

که ز صفای سینه از خلاق به | پاک تر داری نه چون کبر و حسد

هم نپاشی آب طاعات خدا | از حماقت دان در ان چشم رجا

گاه چنان فرمود ختم انبیا | هر که باشد تابع نفس و هوا

چشم رحمت دارد از حق اندر آن | بیگمان احمق بود اندر جهان

این همه آثار نومیدی بود | ثمرهٔ او جز حماقت کی شود

پس ترا در هر چه باشد احتیاج | چون کنی سامان آن ای دین شعار

چشم خود بر ثمرهٔ آن داشتن | باشد این حکم رجا از ذو المنن

ورنه سازی هیچ سامان ای فتی | احمقی باشد در آن چشم رجا

چون ز امر حق دلت باشد نفور | چشم رحمت از خدا باشد غرور

ابله است آن کو بامید عطا | سر فرو نارد بطاعات خدا

زان سبب گفت آن رسول نیکخو | راست ناید کار دین پر آرزو

گر تو سازی توبه از راه خطا | دار امید قبول از کبریا

ایخوشا روزے کہ بینی سوے حق — چشم جان تو فتد بر روے حق

در رسی بر اصل مقصود و دولت — فرحت جاوید گردد حاصلت

کے شود دشوار از فضل خدا — گر شب حرمان و مد صبح رجا

اینهمه آسان بود از لطف رب — کار بے سامان تو یابد سبب

هرچه نبود اندران وهم و گمان — ناگهان از غیب می آرد عیان

هرکه آن کوبد در اهل کرم — بهر او مفتوح باشد لاجرم

آنکه هردم میکند لطف و عطا — ناامیدی کے از و شاید ترا

حلقه زن بر باب امید اے عطوف — باش خواهان قرب و دیدار رؤف

غایت امید قرب کبریاست — دیدن دیدار رب دو سراست

تا رجا صادق نباشد در دولت — کے لقاے دوست گردد حاصلت

هرکه دارد چشم سوے کبریا — حق بحفظ خویشتن گیرد ورا

بدگمان از حق مشو امیدوار — باش بر حکمش روان لیل و نهار

تا در آرد در گلستان جنان — برخوری از نخل طوبی بیگمان

چون نسازد حق چنین اے با یقین — ذات پاکش هست خیر الراحمین

ذره خیر اے هرکرا در دل بود — از جهنم بیگمان بیرون شود

هر که شرمش نیست از خلق خدا
شرم کے دارد ز رب دوسرا

چون رسد نزدیک تر دور زمان
اولین گیرند شرم از مردمان

بر نگیرند از کسی شرم و حیا
لیک از حیضی و از [illegible] زنا

گفت پیغمبر که در آخر زمان
دیو با مردم بود شرکت [illegible] شان

گه بفرزندان شان شرکت کند
شرکت خود را بصلب شان برد

مجتمع سازد بنون خویش را
با بنون مردم از روی دغا

عرض کردند ای رسول مهربان
که شناسد دیو را از مردمان

کرد ارشاد آن رسول محترم
ده علامت باشد او را [illegible] شرم

اولا شرے ندارد در جهان
ثانیا [illegible] نیارد بکسان

سنت پیغمبران باصفا
عطر و مسواک و نکاح است و حیا

چون هلاک کس بخواهد کبریا
پاک بستاند ازو شرم و حیا

چون شود بی شرم گردد خشمگین
مبتلا باشد بفسق و ظلم و کین

رحم کمتر آورد بر مردمان
وز خیانت نگذرد اندر جهان

هیچ از دست و زبانش خلق را
عافیت نبود درین دار [illegible]

چون بدینسان قلب او قاسی شود
جبهٔ اسلام از قبش کشد

ور منادی [illegible] از حق آنچنان / که کسی جز نیک نباشد در جهان

نگذری از [illegible] حزم و احتیاط / سر نپیچی از رجا و انبساط

نسبت [illegible] بسوی خود کنی / راجی و خائف بمانی از غنی

بهر مومن [illegible] خوف و رجا / لازم و ملزوم آمد ای فتا

چون شود خوف و رجا یکجا بهم / لذت ایمان بیابی لاجرم

هر کرا خوف خدا حاصل بود / بر رجای حق دلش واصل شود

هر کرا باشد رجا با فضل حق / هم برای خوف باشد مستحق

در خطر امید [illegible] امید بیم / گنج اندر رنج و رنج اندر نعیم

لطف اندر قهر و قهر اندر کرم / ظلمت اندر نور و نور اندر ظلم

وصل اندر فصل و فصل اندر وصال / کامل اندر نقص و نقص اندر کمال

شغل اندر عزل و عزل اندر نصب / شب درون روز و روز آمد بشب

از رموز خوف و اسرار رجا / با تو گفتم این بیان دلربا

فهم کن بر قدر فهم خویشتن / ورنه خاموشی گزین ای جان من

هر زمان میباش در امید و بیم / تا بیامرزد ترا رب کریم

در بیان اختیار حیا که عبارت از شعبهٔ ایمان است

گر نشینی با چنین عالم قرین | دورتر سازد ترا از راه دین
گفت پیغمبر رسول با سپاس | لحم عالم زهر آلوده شناس
هر که علمش از عمل عاطل بود | کی تمیزش در حق و باطل بود
کور سازد چشم جانش کردگار | نیک را از بد نداند زینهار
شرع باشد بهر او بازیچه گاد | قلب او هرگز نیابد انتباه
درگذر از قیل و قال اندر جهان | علم دل به آمد از علم زبان
علم دین آموز نی بهر جدال | کی زبانی قال باشد همچو حال
از زبان گفتن ز دل دانستن است | علم دانستن بود نه گفتن است
هر که خواند علم را بهر جدال | حاصلش هرگز نگردد جز نکال
علم دل نور است بهر مومنان | شد غطا بهر دونان علم زبان
هر که علمش نیست در دل استوار | نزد حق قدرش ندارد زینهار
هر که در دل یافت نور علم پاک | در جهان او ز تاریکی چه باک
عالم علوی و سفلی در نظر | پیش او باشد هویدا سر بسر
گر کشی در چشم خاک پای او | چشم تو روشن شود ای نیک خو
علم نافع هر کرا در دل بود | صد هزاران بهرش حاصل شود

علم دین آموز گر خواهی صفا / عالمان را دوست دارد کبریا

هر که با عالم کند بغض و فساد / جای او دوزخ کند رب العباد

آنکه در اکرام عالم پا نهد / حق تعالی در بهشتش جا دهد

دولت علمست باقی بی زوال / قدر این دولت شناسی با کمال

درجه‌ای هر که داند در جهان / گردد از هر کار خود مشغول آن

علم باشد همچو ابر محترم / که نبارد غیر باران کرم

هر که دست خود زند آن ابر را / پاک گردد از همه لوث خطا

بند ای دل بهر تحصیلش کمر / گاه می از علم گردد بهره ور

هر که در تحصیل علم آید برون / در ره حق ست تا آید درون

طاعتی افضل تر از تعلیم علم / نزد حق برگزیدگان ای اهل حلم

بهترین چیز با علمست بس / کی شرف حاصل کند بی علم کس

علم شی بهتر ز جهل شی بود / زانکه جاهل مرده عالم حی بود

علم مصباحیست قندیل دل / گر تو خواهی نور دل شغلش نا جهل

آفتاب علم بر هر دل که تافت / نور دین مصطفی در خویش یافت

علم در دل پرتو ایمان دهد / علم در دل ثمرهٔ عرفان دهد

حرمت حق گر بدل داری نهان — ظاهرت آراسته گردد عیان

هرچه در آوند دل باشد درون — لاجرم آرد ترشح از برون

چون شود شاهِ دلت حرمت طلب — جمله عضو تو در آید با ادب

محفل را دان گنجِ سترِ کبریا — ستر را دان گنجِ عرفانِ خدا

هست عرفان سترِ ربِ ذوالمنن — گر تو خواهی سترِ حق ایجان من

بر درِ دل باش دایم پاسبان — تا نیاید خطرهٔ غیر اندران

در همه کردار با اخلاصِ رب — استقامت دار در راهِ ادب

گر ادب در جمله شی داری نگاه — بیگمان گردی ز خاصانِ آنکه

هرچه فرماید ترا شرعِ رسول — یکسرِ مو زان نمی باید عدول

در بیان خاتمهٔ کتاب

اشهر فاخاموش اکنون زین سخن — مغفرت خواه از خدای ذوالمنن

تا بکی هیچی درین گفتار ها — تا بکی باشی درین آزار ها

تا ردیف و قافیه جویان شوی — تا حدیثِ این و آن گویان شوی

کن تو فکرِ خود چه حاصل زین کلام — ده برین اوراق سمتِ اختتام

عاقلان را این نصیحت بس بود — هرکه نارد در عمل ناکس بود

اے خدای من گناهم در گذار — چه توبه کس مرا آمرزگار

نا ید از جاهل بجز فسق و فساد
کم از و بیند کسی راه سداد

جهل سازد ایمن از حق مرد را
بلکه پیچد سر ز رب دوسرا

کار جاهل سرکشی و غفلت است
کار عالم بندگی و عفت است

کانچنان فرمود آن رب قدیر
کی برابر باشد اعمی و البصیر

در بیان ادب که باعث قرب حق است

ای پسر هرگز مکن ترک ادب
تا نیفتی از مقام قرب رب

مرد باید از ادب راه هدی
بلکه یابد از ادب قرب خدا

از ادب زندیق صدیقی شود
بی ادب صدیق زندیقی شود

گر کنی ترک ادب با کبریا
از علا افتی سوی تحت الثری

ور تو آموزی ادب اندر جهان
رایت تو بگذرد از آسمان

هر که از راه ادب گیرد کنار
بهره کی یابد ز لطف کردگار

پس بتحقیق ای جوان حق طلب
اصل جمله بندگی آمد ادب

از ادب شرع حاصل کن ادب
تا توانی بر مگرد از حکم رب

از ادب غفلت مکن ای باصفا
هم بخلق آر و ادب هم باخدا

آن ادب با خلق باشد ای جوان
که میان خلق باشی آنچنان

پیشهٔ ایثار مبادید ترا چون شیر حق
خلق نیکو چون رسول کبریا می بایدت

خوف ایمانست هرگز غصه بر پاکان مزن
اعتقاد حسن ظن با اولیا می بایدت

وقف ره آل او همای بشن لت کن اشرفا
گر بسر ظل همای مصطفی می بایدت

دل نیست که مراد رخ دلبر بانیست
جان نیست که جا در آن جلوه نمانیست

اندر طلب کعبهٔ وصل تو نگارا
جان من دلخسته کم از قبله نمانیست

نزدیک ترا جان من از حبل وریدست
افسوس که کس محرم این سر خفانیست

صد محنت صد آفت و صد گونه بلا ها
در راه غمت هر من بیچاره جدا نیست

آن زلف همایون بسرم سایه فگن شد
هرگز بدل من هوس ظل هما نیست

یارب طلب اشرف که بماند بتو جاوید
حاشا که کسی را بجهان مهر و وفا نیست

ذکر تو شب و روز مرا ورد زبان است
وز بهر تماشای تو چشم نگران است

ترسم که جهان غرق بیکبار نگردد
کز هر مژه ام چشمهٔ خوناب روان است

قاتل چه درنگ است پی کشتن اشرف
موجود بدست تو کنون تیر و کمان است

دلم پیوسته در شوق جمالش ذکر هو دارد
بلوح خویشتن هر دم خیالش رو برو دارد

بگلزار جهان اشرف بسی گردیده ام لاکن
بهار گلشن جانان عجایب رنگ و بو دارد

نقاب از رخ آن دلبر رعنا افتاد
عالمی در پی او بهر تماشا افتاد

٣٨٩

حضرت غوث الاعظم میفرمایند

حافظ شیرازی میفرماید

انتخاب غزلیات از دیوان جنید وقت و بایزید زمن حضرت سید شاه محمد حسن اشرف قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ مصنف مثنوی معدن فیض

در خیالِ قامتِ آن سرو بستانِ جمال — سر کشد آہ و فغان از سینۂ بریانِ ما

ای طبیب از الٰہی بہرِ علاجِ ما مکوش — زانکہ ہرگز نیست جز وصلِ صنم درمانِ ما

سگانِ کوی صنم لیک نفرتی دارند — نمیخورند سگِ اشرف استخوانِ مرا

از پی لطف گذر کن سوی کاشانۂ ما — تا منور کنی از جلوۂ خود خانۂ ما

سر بسر رنگِ ختن گردد و گلزارِ ارم — گر قدم رنجہ کند یار بویرانۂ ما

گر ستانِ دو جہان ربنا مسکین بخشند — جز رخِ یار نخواہد دلِ دیوانۂ ما

منم آن بلبلِ سودازدہ گز روزِ ازل — آب شد خونِ دلم عشق شدہ دانۂ ما

گر بوقتِ سحر آہی زنم از جوشِ درون — چرخ صد چاک شد از نالۂ مستانۂ ما

اشرف از نالۂ من سنگ بیاید بفغان — نیست ہرگز اثری در دلِ جانانۂ ما

دوشینہ چو آمد آن مہِ تابان بخوابِ ما — وا ماند ہمچو آئینہ چشمِ پر آبِ ما

در زلفِ تیرہ آن رخِ تابان نہفتہ — گم شد بچشمۂ ظلمات آفتابِ ما

دامن بعشقِ او ز دو عالم فشاندہ‌ام — ای محتسب چہ کار ترا با حسابِ ما

تا کی کنیم گریہ و زاری کہ از غمت — خون شد دل و چکید ز چشمِ پر آبِ ما

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ

بعونہ تعالیٰ

نسخہ معرفت شمائل

یعنی

مثنوی غریب نامہ

مصنفہ

حضرت شاہ غلام احمد قادری مرید و فرزند رشید حضرت حافظ شیخ محمد امین الجعفری البخاری القادری النہٹوری

خلیفۂ ارشد مرشد مرشدان حضرت سید شاہ بلاقی قادری سہواری ثم الہ آبادی اولاد خاص ۱۱۳۶

حضرت قطب عالم غوث اعظم سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ العزیز

تصحیح

جناب مولائی و مرشدی مولوی احمد حسین خانصاحب قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

محمدی پریس حیدرآباد میں طبع ہوکر شائع ہوا

تا ز غیرت چشم خود بین و ختم در عشق تو — هر طرف حسن ترا پیدا و پنهان یافتم

تا شکستم در غمت تسبیح و زنار خودی — خویشتن را فارغ از گبر و مسلمان یافتم

حاجتے اکنون مرا با افسر و دیهیم نیست — فقر خود را بهتر از تخت سلیمان یافتم

گنج قارون کے قبول همت من او فتد — در درون سینه و جان گنج عرفان یافتم

من نه تنها در غم عشق تو ارنی گو شدم — همچو موسی عالمے دیدار جویان یافتم

چشمها دیدم ز درد هجر تو زار و نزار — سینها از آتش عشق تو سوزان یافتم

قمریان تنها نه بر سرو قدت مفتون شدند — بلبلان را بر گل رویت ثنا خوان یافتم

اشرفا بیرون ندیدم ذره از حکم تو — هر دو عالم را بزیر طوق فرمان یافتم

شکر لله کاشکارا شد مرا سر نهان — نور الا الله در آمد رفت لا از میان

زنگ اثنینیت از قلبم شده یکسر بدر — شاهد وحدت ز خم خم بود و مرا ست عیان

من حجاب خویشتن بودم کسے حجاب من نبود — چون نهان گشتم ز خود دیدم ترا ای جان عیان

کیف و کم بے کیف و کم بینم ز چشم بیخودی — کیف و کم باشد کجا اندر جهان بے نشان

چشم پیدا کن که بینی جلوه رخسار یار — چشمه خورشید از خفاش کے بیند عیان

جهد کن تا ره نیابد خطره جز فکر دوست — هر زمان میباش اشرف بر در دل پاسبان

اے از جمالت منفعل خورشید برج خاوری — وے از رخت گردد خجل ماه منیر و مشتری

کاهلی را دور کن ای هوشیار | تا ببینی خور دل اندر کنار
خویش را گر یکنفس بینی عیان | حق تعالی را ببین در هر زمان
صحبت مردان اگر گیری بدل | روح در جوش آید و نفست خجل
در ورا دربان بود ای مرد کار | هر که را در وی نشد درمان چه کار
رتبهٔ خود را اگر بشناختی | غیر ذکر حق ز دل انداختی
ای پسر بر دین خود هشیار باش | تا توانی قاتل کفار باش
عاقل آن باشد که خاموشی کند | ماسوی الله را فراموشی کند
مرد عاقل آن بود نزد خدا | گر کند فهما کند خود را جدا
بی تعلق باش ای جان پدر | تا نه بینی در جهان خوف و خطر
خواهش خود ای پسر کن زود گم | گر تو خواهی امر حق شد لکم
نامرادی جو اگر خواهی مراد | نامرادی میرساند بر مراد
یکدم از شکر خدا غافل مشو | بعده افزونی نعمت بجو
مدح و ذم یکسان نماید گر ترا | تو یقین میدان که شد فضل خدا
هر که از مدح کسان مسرور شد | او ز راه پارسایان دور شد
حرص را بگذار نفست را بسوز | بعد شمع شوق را در دل فروز

مناجات بدرگاه رافع الدرجات

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد در جناب کبریا	زانکه آدم را بخود کرد آشنا
وصف او هرگز نگنجد در زبان	او که گفته کن شده کون و مکان
در صفات ذات او حیران شدند	جن و انسان و ملائک هوشمند
بی پدر پیدا کند فرزند را	کی کند این غیر ذات کبریا
نام پاک او علاج عاشقان	زنده شد از وی همه خورد و کلان
نام او دارو و درد دردمند	دردمند از نام او خوشدل شوند
شکر او کی می شود از من ادا	هست از وی آدم خاکی بپا

در نعت حضرت سرور کائنات

بعد حمد حق بگو نعت نبی	زانکه زو شد هر دو عالم روشنی

برخلاف شرع کار خود مکن
خویش را تابع به نفس بد مکن

نفس بد را کش تو ای مرد خلیل
گر تو خواهی قرب آن رب جلیل

نفس بد را ای پسر دشمن شمار
تا ترا باشد بسوی حق گذار

نفس رهزن را بکش بهر خدا
تا نیندازد ترا اندر بلا

نفس سرکش را اگر زندان کنی
احتراز از میل دنیای دنی

منفعل کن نفس بد را ای پسر
تا که گردد باطنت شاق قمر

در بیان روح پر فتوح

روح تو مرغیست از نور خدا
لیک در دام خودی شد مبتلا

دام خودبینی گسل تو ای جوان
تا پرد روح تو سوی لامکان

ای برادر در خودی جوئی خدا
مرد را باید ز خود گشتن جدا

از خودی خود اگر گردی خلاص
پس شوی نزدیک مردان خاص

دام هستی را شکستن واجب است
قلب هر دانا بدین راغب است

خویش را از دام هستی کن رها
مرغ روحت تا پرد سوی خدا

از خودی خود اگر بیخود شوی
تا بیابی از خدا خود آگهی

هر کرا از خود خدا آگاه کرد
هستی او را از او تباه کرد

ذکرِ عامان نیست جز ذکرِ لسان	ذکرِ خاصان می شود از قلب و جان
موءمنان باشند در خوف و رجا	کارِ اوشان نیست جز ذکرِ خدا

در بیان پیر و شیخ

پیرِ کامل جو اگر خواهی کمال	هر که بی پیرست او را نیست حال
پیشِ درویشِ خدا بی‌کیش باش	بعد ازان از کیشِ لا بی‌کیش باش
خدمتِ درویش دایم کن زجان	تا که گردی کامیابِ دو جهان
هر که دارد دوست مرد درویش را	مسکنِ او می شود خلاءِ صفا
ای پسر در مجلسِ مردان نشین	تا شود حاصل ترا عین الیقین
هر کرا عین الیقین حاصل شود	بی گمان در ذاتِ حق واصل شود
باش دایم در حضورِ اولیا	تا نه بینی خویشتن را در بلا
عارفان گشتند پیش از موت لا	لا یموتون ست زان از مصطفی
عارفان را خوف و خطره نیست چون	هست در قران و لا هم یحزنون
هر که دارد دوستیِ دوستان	او شود مقبول در هر دو جهان

در بیان حذر کردن از هفت چیز

دور باش از هفت چیز ای هوشیار	تا که مانی از عقوبت در حصار

شد ز زنگ آئینهٔ قلبت سیاه
کی نظر آید ترا نور اله

زنگ هستی را برون کن ای پسر
غیر حق را همچو شیر نر بدر

روز و شب اندر خیال یار باش
وز پی وصلش ز خود بیزار باش

حیف هستی از حبیب خویش دور
هستیت شد موجب رنج و سردر

ای برادر بندهٔ معبود شو
در پی حرص و هوا هرگز مرو

در خیال یار خود مسرور باش
گر تو خواهی وصل از خود دور باش

در بیان مذمت دنیا

زهر قاتل هست دنیا ای پسر
گر بقا خواهی بکن از وی حذر

نیست حاصل هیچ از دنیای دون
الغرض او را ز دل خود کن برون

هست دنیا رهزن راه خدا
خویش را ای مرد کن از وی جدا

کار دنیا ای پسر بی‌حاصل است
دور از وی گشت هر کو عاقل است

ای پسر در کار دنیا دل مبند
چشم خود از دیدن دنیا ببند

ظاهرش گرچه نماید خوب تر
لیک وارد در درون نار سقر

اهل دنیا بارکش مثل خرند
زیر بارش اینهمه جاهل خوشند

مبتلا در کار دنیا بنده‌اند
از خدای خود ولی شرمنده‌اند

۲۹۷

گر براند او ترا همچون ذباب
تو مرو از پیش او بر هیچ باب

در خیال او بمان لیل و نهار
تا شوی محرم ز سر کردگار

صورتش را نقش کن بر لوح دل
رشتهای مهر از غیرش گسل

کار کن ای مرد حق بر حکم پیر
تا شوی از امر حق روشن ضمیر

دولت نورش اگر گردد منیر
خود ببینی نور حق در نور پیر

هستی خود را بکن بر وی نثار
تا نماید جلوهٔ حق آشکار

هر که بی پیر است [illegible]
هست او گمره ز جمله گمرهان

در بیان فنا کردن خودی

چیست حاصل ای جوان از این و آن
تا که گردی دور از حق بهر آن

این و آن را ورکن آزاد شو
همچو مردان زود وصل یار جو

هر چه آید پیش تو غیر از خدا
قطع کن از راه مردی جمله را

آنچه باشد غیر مولی ای پسر
جمله را بگذار گر داری خبر

کار کن بر حکم ختم المرسلین
گر تو خواهی قرب رب العالمین

ستحشرون گفت از زبان خود نبی
پس چرا مشغول غیر حق شوی

هر که میرد در خیال این و آن
کافر مطلق شود او بی گمان

دربیان استقامت

استقامت اے پسر اول گزین | از درخت وصل بعدش میوہ چین
مرد باید در رہِ حق مستقیم | تا رسد او بر مرادِ خود و تسلیم
استقامت اے پسر آید بکار | استقامت میرساند نزدِ یار
استقامت ہر کہ را بخشد خدا | بیشک او واصل شود با دلربا
استقامت اولا اے مردِ جو | در روی در راہ حق از خود مگو
استقامت ہر کہ را حاصل نشد | ہیچ با مقصودِ خود واصل نشد
استقامت میدہد قربِ خدا | استقامت بیشود خود رہنما
استقامت فتح بابِ مقصدت | استقامت بنماید راحتت

دربیان نقص چہار چیز

طالبِ حق را بباید چہار چیز | بشنو از من تا بگویم اے عزیز
اولاً شو از ہوا و حرص دور | باز کن پرہیز از عجب و غرور
از ہوا و حرص روے خود بتاب | ورنہ رسوائی کشی روزِ حساب
روے خود از حرصِ بدگر تافتی | نعمتے از قربِ منعم یافتی
ہر کہ دارد عیبِ مغروری بدل | او شود شیطان صفت خوار و خجل

صبر می‌بخشد مرا خویش را — صبر گردد مرهم دل ریش را
گرچه صبرے تلخ بنماید بتو — لیک یابی عاقبت راحت ازو
هرکه در راهِ خدا گردد صبور — عاقبت گردد دل او پر ز نور

در بیان نصائح متفرق

رتبهٔ خود پیش کس ظاهر مکن — در عبادت خویش را قاصر مکن
بے ریا در راهِ حق شو اے ولید — باش خود آزاد از گفت و شنید
مردِ ره را از ملامت ننگ نیست — چونکه او را جز به نفسش جنگ نیست
گر دلت پر ذوقِ حق کامل بود — غیرِ حق از قلبِ تو زائل شود
تا به کے باشی تو در حرص و هوا — از رهِ مردی بشو از وے جدا
هرکه در حرص و هوا ماند اے لبیب — نیست در راهِ خدا او را گذر
اے برادر تیرهائے خویش یاب — از رهِ حرص و هوا مرکب بتاب
نیست شو از آرزوهائے جهان — تاکه روشن گردد چشمِ روان
چشمِ باطن روشنت گردد اگر — که نه بینی جز خدا چیزے دگر
گر دلت فارغ شود از ماسوا — حاصلت نبود بجز ذاتِ خدا
زود کن تجرید اے مردِ جمیل — پاک کن دل از غیرش اے خلیل

کبھی عین وحدت کو کثرت کرون
کبھی نقش کثرت مٹاؤن ولا

کبھی حق کو آئینہ انکا کرو
قبا وصف حق کی بناؤن ولا

مئے حرف وحدت کرون نوش جب
خودی مین خدائی کو پاؤن ولا

حجاب دوئی کو اوٹھا دون کبھی
تو قطرہ مین دریا دکھاؤن ولا

کبھی عشق معشوق و عاشق ہو
کبھی عبد اور رب کہاؤن ولا

احد کو جو ڈھونڈون تو احمد ملے
عجب بھید ہے کیا بتاؤن ولا

یہی ہے تمنائے روح فدا
کہ عبد محمد کہاؤن ولا

وله

چشم کشا و خوش نگر نیست سوائے تو
در پے دیگرے مشو زانکہ توئی خدائے تو

بحر توئی و موج تو قطرہ توئی حباب تو
نیست کسے بغیر تو خود توئی آشنائے تو

ظاہر و باطنی خودت اول و آخری خودت
صادق و کاذبے خودت نیست کسے ورائے تو

اصل تو و کلام تو صورت جالست نائے تو
ہیچ صدائے کوہ دان ایں ہمہ پس صدائے تو

بندگی و صاحبی مطلقی و مقیدی
عینیت است و غیریت جملہ فدا اشنائے تو

وله

ہر دو عالم مین کیا نہین ملتا
غیر حق کا پتہ نہین ملتا

جس کتاب پر مولف کی مہر نہ ہو وہ مسروقہ ہے

اعلان

کتب مصنفہ مؤلف

(۱) مجموعۂ منتخبات احمدیہ موسوم باسم تاریخی گرانمایۂ مثنویات تصوف معہ تذکرات مصنفین اسکے تمام حقوق ذریعۂ رجسٹری محفوظ ہین یہہ مجموعہ دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوا ہے قسم اول چکنا قیمت (ے) قسم دوم کھرا (عہ) اور دس جلد یکمشت خریدار کو ایک جلد مفت دی جائے گی۔

(۲) عوامل احمدیہ - یہ عربی علم نحو کے متعلق اردو زبان مین نہایت ہی سلیس اور نہایت جامع مختصر ۲۴ صفحہ کا رسالہ ہے گویا دریا کوزہ مین بلکہ قطرہ مین ہے قیمت فی جلد ۲ / -

(۳) سنن احمدیہ معروف فتاوی محبوبیہ مشتمل بر اعمال صوفیہ عبادات نافلہ مین نہایت ہی جامع فتاوی ہے جو حدیث و فقہا و صوفیہ کرام کے معنفہ (۳۰) کتابون سے ماخوذ کیا گیا ہے یہ ۱۳۱۶ھ مین اکمل تر طبع ہوا تھا کئی سو جلدین ممالک محروسہ کے مساجد کے اماموں کو ہدایات کیلیے حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی تقسیم کیگئی تھین ہاتوں ہاتھ فروخت ہو گیا تھا - اب دوبارہ نہایت اہتمام کے ساتھ زیر طبع ہے قیمت قسم اول (عہ) قسم دوم (۸/)

(۴) مجموعۂ وظایف احمدیہ - تقریباً ۲۰ ورد و وظایف مشروط الاجازت مثل دلائل الخیرات و دلائل القادریہ و اوراد چھارات ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم و دعا کشفی و تہلیلات القرآن وغیرہ کا مجموعہ ہے اسکی ایک ہزار جلد مولوی دلاور حسین صاحب احمدی امین کروڑ گیری سرکار عالی نے طبع کرا کے نادار مریدین سلسلہ کے لئے وقف کر دئے ہین - قیمت (عہ)

(۵) معارف احمدیہ مشتمل بر سلوک صوفیہ ابھی غیر مطبوع ہے -

ان کتابون کے ملنے کا پتہ

۲۳۲۸

محمد وزیر علی قادری نقشبندی احمدی حیدرآباد دکن بیرون دبیرپورہ متصل مرکی نالہ مکان